هٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (جز ۹ رکوع ۱۴)

یہ روشن دلیلیں ہیں تمھارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت و رحمت ہے مومنوں کیلئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّة

جَوَاهِرُ التَّصْدِيْق

مولفہ

حضرت بندگمیاں شیخ مصطفےٰ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

(باہتمام)

دارالاشاعت کتب سلف صالحین جمعیۃ مہدویہ ہند

واقع زمستان پور مشیر آباد حیدرآباد دکن

۱۳۸۴ھ

ہدیہ غیر معاونین سے

معاونین کو باہدیہ

مطبوعہ اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار

(حیدرآباد دکن)

Rs 60=00

TheImamMehdi.com

التماس

(طبع اول)

مصدقان حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود آخرالزماں خلیفۃ الرحمان خاتم ولایت محمدی علیہما السلام سے التماس ہے کہ امام علیہ السلام کے گروہ مبارک میں فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے اور نفل نمازیں مجلسوں اور مسجدوں میں پڑھنے کا طریقہ نہیں ہے اس پر مخالفان مہدی علیہ السلام اعتراض کرتے تھے اور امام علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں بحث و مباحثہ ہوا کرتا تھا ان امور کے مدنظر حضرت بندگیمیاں شیخ مصطفےٰ رحمۃ اللہ علیہ نے عنوانات متذکرہ کے متعلق احادیث رسولؐ تفاسیر قرآن اور اقوال سلف پیش فرماکر کافی اور شافی بحث فرمائی ہے اور اس رسالہ کا نام جواہر التصدیق رکھا ہے اس رسالہ کو پڑھنے والے کیلئے اس قدر مواد موجود ہے کہ پھر کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی واضح ہو کہ حضرت میاں شیخ مصطفےٰ رح کے کتب خانہ کا اصل رسالہ محمد سلطان خان صاحب سوداگر چاندپول بازار شہر جےپور کے ذریعہ دستیاب ہوا اس سے یہ نقل کر کے اس کا ترجمہ کیا گیا فقط

ازاحقر ولاور[ؔ]

ؔ حضرت مولانا میاں سید دلاور عرف گوریمیاں صاحب سابق سرپرست دارۃ الاشاعت ہذا۔

جواہر التصدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و
العاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ محمد و
آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد
فھٰذہ رسالۃ فی اثبات مھدیۃ
المھدی علیہ السلام استخرجت من
الکتب المعتبرۃ لتکون تذکرۃ للناظرین
فیھا وتشفیۃ للمتدبرین فی معناھا
وتسلیۃ للمعتقدین علیھا واللہ
المستعان فانہٗ بالاجابۃ جدیر
وعلی ما یشاء قدیر عبارات تفسیر
تاویلات کہ دراں ذکر مھدی علیہ
السلام است اول الٓمٓ فمعنی
الآیۃ الٓمٓ ذالک الکتاب الموعود
من ۃ الکل الموحی الیہا بکتاب
والجامعۃ المشتمل علی کل
شیٔ بانہٗ سیکون
مع المھدی فی آخر الزمان
لا یقرؤہٗ کما ھو بالحقیقۃ

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے پالنے والا عالمین
کا اور آخرت کی بھلائی متقین کیلئے ہے اور درود
وسلام اللہ کے رسول محمد اور آپ کے تمام آل و
اصحاب پر لیکن حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ رسالہ
مہدی علیہ السلام کی مہدیت کے ثبوت میں ہے
جو معتبر کتابوں سے لکھا گیا ہے تاکہ اس کے دیکھنے
والوں کے لئے نصیحت ہو اور اس کے معنے
میں غور کرنے والوں کے لئے تشفی ہو اور اس
پر اعتقاد رکھنے والوں کے لئے تسلی ہو اللہ
مدد چاہا ہوا ہے۔ بیشک وہی قبول کرنیکے
قابل ہے۔ اور جس چیز کو چاہتا ہے اس پر قادر
ہے۔ تفسیر تاویلات کی عبارتیں جن میں مہدی
علیہ السلام کا ذکر ہے اولاً الٓمٓ ذالک الکتاب ہے
اس کے معنے یہ ہیں وہی وہ کتاب ہے
جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی تمام مشار الیہ کی
مجموعی صورت کتاب جفر وجامعہ ہے جس کی
طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ہر چیز پر شامل ہے
اس طرح کہ وہ کتاب اس مہدی کے ساتھ ہوگی
جو آخر زمانہ میں آئینگے اور اس کتاب کی قرأت کا

الا ھو والجفر لوح القضاء الذی ھو عقل الکل والجامعة لوح القدر الذی ھو نفس الکل فمعنی کتاب الجفر والجامعة المحتویان علی الکل ما کان ویکون کقولک سورة البقر وسورة النمل لا ریب فیہ عند التحقیق بانہ الحق وعلی تقدیر القسم فمعناہ بالحق الذی ھو الکل من حیث ھو کل لانا مبینن لھذا الکتاب الموعود علی السنة الانبیاء وفی کتبھم بانہ سیاتی بہ المھدی کما قال عیسیٰ علیہ السلام نَحْنُ نَاتِیکُمْ بِالتَّنْزِیلِ وَاَمَّا التَّاوِیلُ فَسَیَاتِی بِہِ الفَارَقْلِیطُ -

دوم در تفسیر تاویلات القرآن در سورہ بقر نزدیک ثلث جزو اول نوشتہ است زیر آیت وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شیءٍ الآیة لاحتجابھم بدینھم عن دینھم وکذا قالت النصاریٰ لاحتجابھم بالباطن عن الظاھر کما احتجب

حق جیسا کہ وہ حقیقت میں ہے مہدی ہی ادا کریں گے جفر لوح قضا کو کہتے ہیں جو عقل کل ہے اور جامعہ لوح قدر کو کہتے ہیں جو نفس کل ہے پس کتاب جفر و جامعہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ دونوں گذشتہ اور آئندہ ہونے والی باتوں پر شامل ہے جیسے کہ تم کہتے ہو سورہ بقر اور سورہ نمل (اسی طرح الم بھی ہے) لا ریب فیہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تحقیق کے وقت میں اس کے حق ہونے میں کچھ شک نہیں اور ایک معنی آخر کے قسم کے بھی نکلتے ہیں اس وقت یہ معنی ہوں گے قسم ہے اس حق کی جو کل ہونے کی حیثیت سے کل ہے ضرور ہم اس کتاب موعود کا بیان کرنے والے ہیں جس کا وعدہ انبیاء علیہم السلام کی زبانوں پر کیا گیا ہے اور انبیاء کی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب موعود کو مہدی موعود لائیگا جیسا کہ عیسیٰؑ نے فرمایا کہ ہم تنزیل (الفاظ) لاتے ہیں۔ اب رہی تاویل (معنی) سو اسکو فارقلیط (مہدی موعود) لائے گا۔ دوم تفسیر تاویلات القرآن سورۂ بقر میں جزو اول کے ثلث کے قریب لکھا ہے آیت ہذا وقالت الیھود الآیة (یہود نے کہا نصاریٰ کسی چیز پر نہیں ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی چیز پر نہیں ہیں) کے تحت مرقوم ہے یہ اس لئے کہا کہ ان کا دین ان کے دین کا پردہ بن گیا تھا (ان کے دین حق بندہ کو بندہ

اليهود بالظاهر عن الباطن على
ما هو حال اهل المذاهب
اليوم فی الاسلام وهم يتلون
الكتاب وفيه ما يرشدهم
الى رفع الحجاب ورؤية حق
كل دين ومذهب وليس اهل
ذالك الدين والمذهب
حقهم بباطل تعبدهم بمعتقدهم
فما الفرق بينهم وبين الذين
لا علم لهم ولا كتاب كالمشركين
فانهم يقولون مثل قولهم بل
هم اعذر اذ ليس عليهم الا حجة
العقل واهل الكتاب محجوجون
بحجة العقل والشرع فالله
يحكم بينهم بالحق فی اختلافاتهم
يوم قيام القيامة الكبرى
وظهور الوحدة الذاتية عند
خروج المهدی علیه السلام
وفی الحديث ما معناه ان الله
يتجلى لعباده فی صورة معتقداتهم
فيعرفونه ثم يتحول عن
صورته الى صورة اخرى
فينكرونه وحينئذ يكونون
كلهم دينا الی محجوبين الا
من شاء الله وهو الموحد

بولنے پر ان کے دین ناحق بندہ کو خدا کا بیٹا بولنے
کا پردہ بن گیا تھا) اور اسی طرح نصاریٰ نے کہا
اس لئے کہ ان کے ظاہر پر ان کے باطن کا پردہ
پڑ گیا تھا جیسا کہ آج بھی مسلمانوں پر پردے
پڑے ہوئے ہیں حالانکہ وہ قرآن کی تلاوت
کرتے ہیں اور قرآن میں ان پردوں کو اٹھانے
کی ہدایت موجود ہے اور ہر دین و مذہب کی حقیقت
دیکھئے اور اہل مذاہب نے حق کو باطل سے جو
ملا دیا ہے اس کو پرکھنے کے ذرایع موجود ہیں اور
یہ سب اپنے اپنے معتقدات کے موافق عبادت
کر رہے ہیں پس ان لوگوں میں کہ علم ہے نہ کتاب
اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے یہ بھی مشرکین
کی طرح ہوگئے اور مشرکین کی جیسی باتیں کرنے
لگے ہیں بلکہ مشرکین قابل عذر ہیں کیونکہ ان کے
سامنے صرف عقلی حجت پیش کرنا پڑتا ہے اور
اور اہل کتاب عقل و شرع کی حجت دیئے گئے
ہیں پس اللہ ہی قیامت کے دن ان کا فیصلہ
کرے گا ان کے اختلافات کا جس روز کہ قیامت
کبریٰ قائم ہوجائے گی اور وحدت ذاتیہ کا ظہور
حضرت مہدی موعودؑ کے خروج کے زمانہ میں ہے
اور ایک حدیث میں ایسی عبارت ہے جس
کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کے سامنے
ان کے معتقدات کے موافق تجلی کرے گا پس وہ
اس کو پہچان لیں گے پھر اس صورت سے دوسری
صورت میں آئے گا تو وہ انکار کرنے لگیں گے۔

الذی لم یتقید بصورة معتقد ۔ سیوم در سورۂ اعراف در تفسیر تاویلات زیر آیت قولہ تعالیٰ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات و الارض فی ستة ایام ای سماوات الارواح وارض الاجساد فی ستة آلاف سنة لقولہ تعالیٰ وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون ای من لدن خلق آدم علیہ السلام الی زمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم لان الخلق ھو اختفاء الحق فی مظاھر الخلقیة وھذہ المدة ھی من ابتداء دور الخفاء الی ابتداء الظھور الذی ھو زمان ختم النبوة وظھور الولایة کما قال علیہ السلام ان الزمان قد استدار کھیئة یوم خلق اللہ فیہ السماوات والارض لان ابتداء الخفاء بالخلق

اور اس وقت یہ سب گمراہ اور محجوب ہو جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو خدا نے ہدایت پر رکھنا چاہا یہی لوگ موحد ہوں گے جو کسی باطل اعتقاد کی صورت سے مقید نہوں گے۔ سوم سورۂ اعراف میں تفسیر تاویلات میں آیت ان ربکم الآیة (بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا چھے دن میں) کے تحت (مفسر نے لکھا ہے کہ) یہاں آسمانوں سے مراد ارواح اور زمین سے مراد اجساد ہے اور چھ دن سے مراد چھے ہزار برس ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان یوما الآیة (اے محمد ایک دن تیرے رب کے پاس ایک ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو) یعنی آدم کی پیدائش سے لیکر محمدؐ کے زمانہ تک (چھے دن یعنی چھے ہزار برس کی مدت ہے) کیونکہ خلق کے معنے خلقیت کے مظاہر میں حقیقت کا پوشیدہ رہنا ہے اور یہ مدت دور خفا کے آغاز سے ختم نبوت اور ظہور ولایت کا زمانہ شمار کی جاتی ہے جیسا کہ رسولؐ نے فرمایا کہ بیشک زمانہ گردش کھایا (یا) اس دن کی ہیئت کے مانند جس میں اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا کیونکہ مخلوق کو پوشیدہ رکھنے کی ابتدا ظہور کی انتہا ہے اور جب ظہور کے بعد خفا ختم ہو گئی تو پھر اول خلق کی طرف بڑی جیسا کہ گذرا اور ظہور کی تمامیت مہدی موعودؑ کے ظہور سے سات دنوں کی تکمیل میں ہوگی

انتهاء الظهور فاذا انتهى
الخفاء الى الظهور عاد الى اول
الخلق كما مر ويتم الظهور بخروج
المهدي عليه السلام في تتمة
سبعة ايام ولهذا قال صلى الله
عليه وسلم مدة الدنيا سبعة
الاف سنة . چهارم در تفسير تاويلات
در سورۂ ابراهيم زير آيت قوله تعالى
وبرزوا لله جميعا ان للخلق ثلاث
بروزات بروزة عند القيامة الصغرى
بموت الجسد وبروز كل احد من
حجاب جسده الى عرصة الحساب
والجزاء وبروزة عند القيامة الوسطى
بالموت الارادي عن حجاب صفات
النفس والبروز الى عرصة القلب
بالرجوع الى الفطرة وبروزة عند القيامة
الكبرى بالفناء المحض عن حجب
الانانية الى فضاء الوحدة الحقيقية
وهذا هو المشار اليه بقوله تعالى
وبرزوا لله الواحد القهار ومن
كان من اهل هذه القيامة برزهو
بارزون لا يخفى على الله منهم شيء
وانما ظهر هذه القيامة للكل ببروز
الجميع لله وحدوث التقاول بين
الضعفاء والمتكبرين فهو بوجود

اسی وجہ سے رسول صلعم نے فرمایا کہ دنیا کی
مدت سات ہزار برس ہے۔
چہارم تفسیر تاویلات میں سورۂ
ابراہیم میں آیت برزوا للہ جمیعا (وہ سب اللہ کے
سامنے ظاہر ہوں گے) کے تحت لکھا ہے کہ اسکے یہ معنی ہیں
کہ مخلوق کے تین ظہور میں ایک ظہور قیامت صغریٰ کے
وقت جسد کی موت کی وجہ سے ہوگا اور ہر ایک کا ظہور اس
کے جسد کے حجاب سے نکلکر میدان حساب و جزا
میں آنیکا ہوگا اور ایک ظہور قیامت وسطیٰ میں نفس
کا ہوگا جو صفات نفس کے حجاب سے نکل کر
موت ارادی سے ہوگا اور میدان دل سے
نکلکر فطرت کے میدان میں آنیکا ہوگا اور
ایک ظہور قیامت کبریٰ میں آنیکا ہے یعنی
انانیت کے حجاب سے نکلکر وحدت حقیقیہ کی
فضا میں آنیکا ہے اس کو فنا محض کہتے ہیں
یہ وہی ظہور ہے جس کی طرف اللہ کے قول میں
اشارہ کیا گیا ہے کہ برزوا للہ الواحد القہار
(وہ ظاہر ہوں گے اللہ واحد قہار کے سامنے)
اور اس قیامت کے لوگ ایسے ہوں گے کہ خدا
ان کو بالکل بحالت ظہور دیکھے گا۔ ان کی کوئی
بات اللہ کے سامنے مخفی نہ رہے گی۔ لیکن
اس قیامت کا ظہور سب کے لئے ہے اور یہ
سب اللہ کے سامنے ظاہر ہوں گے کمزوروں
اور مغروروں کی گفتگو ہوگی یہ ظہور مہدی قائم
بالحق کے وجود سے ہوگا جو اہل جنت اور اہل

المهدی القائم بالحق الفارق بین اهل الجنة والنار عند قضاء الامر الالٰهی بنجات السعداء وهلاک الاشقیاء پنجم در تفسیر تاویلات القرآن در آغاز سورهٔ نحل قوله تعالیٰ اتیٰ امر الله لما کان صلی الله علیه وسلم من اهل القیمة الکبریٰ یشاهدها ویشاهد احوالها فی عین الجمع کما قال علیه الصلوٰت والسلام بعثت انا والساعة کهاتین واشار بالسبابة والوسطیٰ اخبر عن شهوده بقوله اتیٰ امر الله ولما کان ظهورها علی التفصیل بحیث یظهر لکل احد لا یکون الا بوجود المهدی علیه السلام ششم در تفسیر تاویلات القرآن در سورهٔ بنی اسرائیل زیر آیت قوله تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً ای فی مقام یحب علی الکل حمده وهو مقام ختم الولایة بظهور المهدی علیه السلام فان خاتم النبوة فی مقام محمود من وجه هو جهة کونه خاتم النبوة وغیر محمود من وجه هو جهة کونه ختم الولایة فهو

دوزخ کے درمیان فرق کرے گا جس وقت کہ اللہ کا فیصلہ نیک بختوں کی نجات اور بدبختوں کی ہلاکت کے متعلق ہوگا۔ پنجم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ نحل کے شروع میں فرمان خدا اتیٰ امر اللہ (آیا امر اللہ) کے تحت مرقوم ہے چونکہ رسول اللہ صلعم اہل قیامت کبریٰ سے ہیں اس لیے آپ اس کا اور اس کے احوال کا مشاہدہ عین الجمع[۵۱] میں کریں گے جیسا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں مبعوث کیا گیا ہوں اور قیامت مانند ان دو کے اور اشارہ کیا کلمہ کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اللہ نے مہدی موعودؑ کے شہود کی خبر دی اپنے قول اتیٰ امر اللہ میں کیونکہ ظہور قیامت تفصیلی ہوگا۔ اس حیثیت سے کہ ہر ایک کے سامنے قیامت کا ظہور ہوگا تو وہ نہ ہوگا سوائے وجود مہدی کے۔ ششم تفسیر تاویلات قرآن میں سورہ بنی اسرائیل میں تحت آیت قوله تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک الآیة (قریب ہے کہ پہنچا دیگا تیرا رب مقام محمود میں) یعنی ایک ایسے مقام میں کہ جس کی حمد سب پر واجب ہے اور وہ مقام ظہور مہدیؑ کے ساتھ ختم ولایت کا مقام ہے کیونکہ خاتم نبوت مقام محمود میں خاتم نبوت ہونے کی جہت سے ایک وجہ سے ہے اور دوسری وجہ خاتم ولایت ہونے کی سبب اس وجہ سے وہ مقام حامدیت میں ہے جب ختم ولایت کی تکمیل ہو جائیگی تو وہ

[۵۱] عین الجمع یعنی آنحضرتؐ اپنی ذات کو مہدی موعودؑ کی ذات سے الگ نہیں سمجھیں گے۔

من هذا الوجه فی مقام الحامدیة
فاذا تم ختم الولایة یکون فی مقام
محمود من کل وجه۔ هفتم در تفسیر تاویلات
القرآن در آغاز سورهٔ سجده زیر آیت
قوله تعالیٰ الله الذی خلق السماوات
والارض وما بینهما فی ستة
ایام باحتجابه بها فی الایام الستة
الالٰهیة التی هی مدة دور الخفاء
من لدن آدم علیه السلام الی
دور محمد علیه الصلوٰة والسلام ثم
استوی علی العرش القلب المحمدی
للظهور فی هذا الیوم الاخیر الذی
هو جمعة تلک الایام بالتجلی بجمیع
صفاته فان استواء الشمس هو کمال
ظهورها فی الاشراق ونشر الشعاع
ولهذا قال علیه الصلوٰة والسلام
بعثت فی نسم الساعة فان وقت
بعثته طلوع صبح الساعة ووسط
نهار هذا الیوم هو وقت ظهور
المهدی علیه السلام —

هشتم در تفسیر تاویلات در
آخر سورهٔ سجده زیر آیت در معنی قوله
تعالیٰ فلا تکن فی مریة من
لقائه وهو عند ترقیه عن
مقام السر الذی هو مقام المناجات

(آنحضرت صلعم) ہر وجہ سے مقام محمود میں ہوں گے۔
ہفتم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ سجدہ
کے شروع میں تحت آیت قولہ تعالیٰ اللہ
الذی الآیۃ (جس نے پیدا کیا آسمانوں
اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے (سب کو)
چھے دن میں بسبب پوشیدہ ہونے اس کے
(خدا کے) ان میں الٰہی چھے دنوں میں جو آدمؑ
سے لے کر دور محمدؐ تک دور خفا ہے پھر عرش
پر مسلط ہو گیا یعنے عرش سے مراد قلب محمدی
ہے کیونکہ اس کا (خدا کا) ظہور اس اخیر
دن میں ہے جو ان تمام دنوں کا مجموعہ ہے
اس دن اپنے جمیع صفات کے ساتھ تجلی کریگا
کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ سورج جب خط استوی
پر آتا ہے تو اس کی چمک کے کمال ظہور کا وقت
ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں اچھی طرح پھیل
جاتی ہیں اسی وجہ سے رسول صلعم نے فرمایا میں
ابتدا ساعت میں مبعوث ہوا ہوں۔ چونکہ
آپ کی بعثت صبح ساعت کا طلوع ہے اور
اس روز کے دن کا درمیانی حصہ ظہور مہدی علیہ
السلام کا وقت ہے۔

ہشتم تفسیر تاویلات میں آخر سورۂ سجدہ
میں قولہ تعالیٰ فلا تکن فی مریۃ من
لقائہ کے معنے تو اس کی ملاقات سے
شک میں مت رہ کے تحت لکھا ہے یہ مقام مقام سر سے
ترقی کا مقام ہے جو مناجات کا مقام ہے

الیٰ مقام الروح الذی ھو الوادی المقدس یوم الفتح المطلق یوم القیامة الکبریٰ بظهور المهدی علیه السلام وحینئذٍ لا ینفع ایمان المحجوبین لانه لا یکون الّا باللسان فلا یغنی عنهم العذاب ط

نہم در تفسیر تاویلات القرآن در آخر سورۂ سبا زیر آیت قوله تعالیٰ وما کان له علیهم من سلطان (جز ۲۲ رکوع ۸) ای ما سلطناه علیهم الّا لظهور علمنا فی مظاهر العلماء المحققین المخلصین وامتیازهم عن المحجوبین المرتابین فان المستعد الموفق الصافی القلب ینبع علمه من مکمن الاستعداد ویتفجر من قلبه عند وسوسة الشیطان فیرجمه بمصابیح الحجج النیرة ویطرده بالعیاذ بالله عند ظهور معتدیه المغویة بخلاف غیره من الذین اسودت قلوبهم بصفات النفوس وناسبت بها لا تتهم بکائد

اور اس مقام کا سلسلہ مقام روح سے ملتا ہے جس کو وادی مقدس کہتے ہیں اور وہی فتح مطلق ہے وہ دن قیامت کبریٰ کا دن ہے جو ظہور مہدی کے ساتھ ہوگا ۔ وہ دن ایسا دن ہوگا کہ اس دن جن کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اگر وہ ایمان لائیں گے تو ان کا ایمان کوئی نفع نہ دیگا کیوں کہ ان کا ایمان لسانی ہوگا اور عذاب سے ان کو نہیں بچا سکیگا ۔

نہم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ سبا کے آخر میں تحت آیت قولہ تعالیٰ وما کان لہ علیہم من سلطان (اور ابلیس کا ان پر کچھ زور نہ تھا) یعنے ہم نے اس کو ان پر مسلط نہیں کیا مگر ہمارے ظہور علم کے باعث علماء محققین مخلصین کے مظاہر میں اور اُن علماء کو ہم نے ممتاز کیا ان لوگوں سے جن کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے تھے اور شک میں تھے کیونکہ جو آدمی مستعد اور توفیق یافتہ ہو اور جس کا دل صاف ہو تو اس کے علم کا چشمہ اس کے استعداد کے مقام سے پھوٹ پڑتا ہے اور شیطان کے وسوسے کے وقت وہ چشمہ اس کے دل سے بہتا ہے اور روشن حجتوں کے چراغوں سے اس کو سنگسار کرتا ہے اور اعوذ باللہ کہتا ہوا شیطان کے اغوا انگیز پردازیوں کے ظہور کو ہانک دیتا ہے برخلاف دوسروں کے کہ جن کے دل نفس کے صفات

الشيطان واحوال فی القيمة الكبرىٰ من الجمع والفصل والفتح بين المحق والمبطل ومقالات الظالمين كلها تظهر عند ظهور المهدی عليه السلام ۔

وہم درتفسیر تاویلات القرآن درسورۂ دخان زیرآیت قوله تعالیٰ يوم نبطش البطشة الكبرىٰ انا منتقمون شرار الناس الذين قال فيهم صلى الله عليه وسلم شر الناس من قامت القيامة عليه وهو حي فهو في عدم التمييز والرجوع الى التفضيل والانهماك في دواعي الطبيعية والتعمق في الجاهلية كالسكران غلب الهوى على عقله و احاط به الحجابات من جميع جهاته وظهر اثر النحی من مشاعره وهذا عذاب اليم لكنه لم يحس لشدة انهماكه في تفرعنه وقوة شيطنته في شيطنته كما ادعاه الوحيد [illegible]

سے کالے ہو جاتے ہیں شیطان کی مکاریاں ان کی جہالتوں کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور قیامت کبریٰ میں ہولناکیاں جمع و فصل کی وجہ سے اور حق گو و باطل گو کے درمیان امتیاز ہو جانے کی وجہ سے اور ظالموں کی باہمی گفتگو کی وجہ سے یہ سب چیزیں ظہور مہدی علیہ السلام کے وقت ظاہر ہوں گی ۔

وہم تفسیر تاویلات القرآن میں سورۂ دخان میں تحت آیت قولہ تعالیٰ یوم نبطش البطشة الآیة (یاد کر اس دن کو جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں) یعنی شریر لوگوں سے بدلہ لینے والے ہیں جن کے متعلق آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ بدترین لوگ وہ ہیں جن پر قیامت قائم ہوگی اس حال میں کہ وہ زندہ رہیں گے ۔ پس یہ شریر لوگ بدتمیز اور فضیلت کی باتوں کی طرف رجوع کرنے سے باز رہیں گے طبعی خواہشات میں منہمک اور اپنی جہالت میں پڑے بکھرے رہیں گے ان کی مثال ایک نشہ والے آدمی کی ہوگی جس کی عقل پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہو اور ہر طرف سے پردے پڑے ہوئے ہوں، اور گمراہی کے آثار ان کے محسوسات سے ظاہر ہوں یہی دردناک عذاب ہے لیکن یہ لوگ اپنی فرعونیت میں بحد منہمک ہونے کی وجہ اور اپنی شیطنت میں قوی الطبع ہونے کے سبب سے اپنی گمراہی کو محسوس نہیں کرتے جیسا کہ
حتیٰ کہ قائم بالحق مہدی کی موعود صفات کے مطابق [illegible]

بالفناء المطلق المنصور من عند
الله بالوجود الموهوب المتحقق
وينبهه على ما ابه من الاحتجاب
الى واستكبروا طغى وتجبر لا
ستغنائه بنفسه وثباته
في غيه حتى اذا وقع في الارتياب
وتفطن بالحجاب عند
ارتتاج الباب
بتعين المآب وتيقن
العقاب قال ربنا
اكشف عنا العذاب
انا مومنون كما قال
فرعون اللعين حين
ادركه الغرق آمنت
انه لا اله الا الذي
آمنت به بنو اسرائيل
وانى لهم الذكرى
اى الاتعاظ والايمان
الحقيقي وقد عاندوا
المحقق واعرضوا عن
القايم بالحق —
یازدهم در تفسیر تاویلات
القرآن در سورهٔ واقعه زیر آیت
قوله تعالى وقليل من
الآخرين وثلة من

کے ذریعہ سے نور ذات کی طرف بلائیگا
جس کو اللہ کے پاس سے نصرت دی جائے گی با
وجود کے جو متحقق و موہوب ہوگا اور مہدیؑ
ان کے دلوں پر پڑے ہوئے پردوں سے آگاہ
کریں گے تو وہ لوگ انکار اور غرور کریں گے
اور ظالمانہ حیثیت اختیار کریں گے کیوں کہ
لوگ اپنی ذاتوں پر گھمنڈ کرتے ہوں گے
گمراہی میں ثابت قدم رہیں گے حتی کہ جب ار
کی بلا میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کے دلوں
ہوئے پردوں کا ان کو یقین ہو جائے گا جس
کہ اپنے برے انجام کا تعین اور عذاب کا یقین
اس وقت بلبلاتے ہوئے بولیں گے اے
رب یہ عذاب ہم سے دور کر دے ہم ایمان
ہیں جیسا کہ فرعون لعین نے کہا تھا جس وقت
اسکو ڈوبنے کا یقین ہو گیا تھا میں ایمان ل
کہ نہیں ہے کوئی خدا مگر وہی خدا جس پر بنی
ایمان لائے ہیں اب ایسی حالت میں انکو
قبول کرنے کا فائدہ کیسے پہنچیگا۔ اور ایمان
سے وہ کس طرح مستفید ہوں گے انھوں
ایک ثابت شدہ چیز (توحید) کی مخالف
کی تھی اور قائم بالحق (مہدی موعودؑ) سے
پھیر لئے —
یازدہم تفسیر تاویلات القرآن میں
واقعہ میں زیر آیت قوله تعالى ثلة
الآخرین کے پچھلوں میں سے تھوڑے

۵ - ارتیاب سے مراد قیامت کے دن انسان کی حالت کو ایسا ہونے کی بذریعہ کہ وہ شک میں پڑ جائے۔

اوائل هذه الامة الذين شاهدوا النبی علیه السلام وادرکوا طراوة الوحی فی زمانه وقاربوا زمانه وشاهدوا من صحبه من التابعین و الاٰخرون الذین طال علیهم الامد فقست قلوبهم فی اخر دور الدعوة وقرب زمان خروج المهدی الا الذین هم فی زمانه فان السابقین فی زمانه اکثر لکونهم اصحاب القیامة الکبریٰ واهل الکشف والظهور۔

دوازدہم در تفسیر تاویلات القرآن در آغاز سورۂ جمعہ زیر قولہٗ تعالیٰ اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فایام الاسبوع وضعت بازاء الایام الالٰهیة التی هی مدة الدنیا وقد اشتهر فیما بین الناس فی جمیع الاعصار ان مدة الدنیا سبعة الاف سنة وهو یوم من ایام الله تعالیٰ لقوله تعالیٰ و ان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون فتقید مدة الدنیا بالسبعة هو ان جمیع مدة دور الخفاء سبعة الاف سنة من لدن ادم علیه السلام اول الانبیاء الیٰ زمان المهدی علیه السلام

میں سے اس امت کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے نبیؑ کو دیکھا اور آپ کے زمانہ میں وحی کی تازگی کو پایا اور آپ کے زمانہ کے قریب رہے اور تابعین نے آپ کے اصحاب کو دیکھا اور آخر یہ وہ لوگ ہیں جو نبیؐ کے ایک زمانۂ دراز کے بعد پیدا ہوئے اس لئے دعوت نبیؐ کے آخری دور میں ان کے دل سخت ہو گئے اور مہدی موعودؑ کے نکلنے کا زمانہ قریب پہنچ گیا ان سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جو مہدیؑ کے زمانہ میں اکثر ہوں گے کیونکہ سابقین زمانہ مہدی علیہ السلام اصحاب قیامت کبریٰ و اہل کشف و ظہور ہوں گے۔

دوازدہم۔ تفسیر تاویلات القرآن میں سورہ جمعہ کے آغاز میں تحت قولہ تعالیٰ اذا نودی۔ الآیۃ (جب ندا دی جائے یوم جمعہ کی نماز کے لئے)، پس اسبوع (ہفتہ) کے پورے سات دن ایام الٰہیہ کے مقابلہ میں رکھے گئے ہیں جو دنیا کی مدت ہے اور ہر زمانہ میں لوگوں میں یہ بات مشہور رہی ہے کہ دنیا کی مدت سات ہزار برس ہے اور جمعہ کا دن اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے کہ ایک دن تیرے رب کے پاس مانند ایک ہزار برس کے ہے اس قبیل سے جو تم گنتی کرتے ہو اور دنیا کی مدت سات ہزار برس ہونے سے ہماری مراد یہ ہے کہ دور خفا کی تمام مدت پہلے نبی آدم علیہ السلام سے لیکر مہدی علیہ السلام تک سات ہزار برس ہیں۔

لہ۔ وحی کی تازگی کو پایا یعنے وقتاً فوقتاً جو وحی نازل ہوتی تھی اس سے فائدہ اٹھائے۔

سیزدہم در تفسیر تاویلات القرآن در آغاز سورہ لم یکن الذین کفروا ای حجبوا اما عن الدین وطریق الوصول الی الحق کاهل الکتاب واما عن الحق کالمشرکین منفکین عما هم فیه من الضلال حتی تاتیهم البینة ای الحجة الواضحة الموصلة الی المطلوب وذالك ان الفرق المختلفة المحتجبة باهوائهم وضلالاتهم من الیهود والنصاری والمشرکین کانوا یتخاصمون ویتعاندون ویدعی کل حزب حقیة ما علیه ویدعو صاحبه الیه وینسب دینه الی الباطل ثم یتفقون علی ان لا ننفك عما نحن فیه حتی یخرج النبی الموعود فی الکتابین المامور باتباعه فیهما فنتبعه ونتفق علی الحق علی کلمة واحدة کما علیه الان بعینه حال هؤلاء المتعصبین من اهل المذاهب المتفرقة وانتظارهم خروج المهدی علیه السلام فی آخر الزمان ووعدهم الی اتباعه متفقین علی کلمة ولا احسبها لهوا لا مثل حال

سیزدہم تفسیر تاویلات القرآن میں آغاز سورۂ لم یکن الذین کفروا میں (نہیں تھے وہ جو کافر ہوئے) اسکے یہ معنی ہیں کہ ان کے دلوں پر پردے پڑ گئے یا تو دین سے اور حق تک پہنچنے کے راستہ سے جیسا کہ اہل کتاب ہیں اور یا حق سے پردے پڑ گئے مانند مشرکین کے منفکین کے معنی یہ ہیں کہ مشرکین علحدہ ہونے والے نہ تھے اپنی اس گمراہی سے جس میں وہ مبتلا تھے یہاں تک کہ آیا ان کے پاس بینہ یعنی حجت واضحہ جو مطلوب تک پہنچانیوالی تھی یہ اس لئے کہ مختلف فرقے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے جو اپنی نفسانی خواہشوں اور گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے آپس میں ایک دوسرے سے خصومت اور عناد رکھتے تھے اور ہر گروہ جس روش پر تھا اس کے حق ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور ایک دوسرے کے مذہب کو باطل قرار دیتا تھا اور ہر ایک فرقہ کا اتفاق اس بات پر تھا کہ ہم اپنے مذہب کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ وہ نبی ظہور کرے جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور جس کی اتباع پر توریت اور انجیل میں حکم کیا گیا ہے پس ہم نبی موعود کی اتباع کریں گے اور ایک ہی بات پر حق پر رہ کر اتفاق کریں گے جیسا کہ ہم اسوقت متفق ہیں متفرق مذاہب کے متعصب لوگوں کا ان بہتر فرقوں کا حال بھی انہی لوگوں کا حال ہے اور ان کا انتظار آخری زمانہ میں مہدی کے نکلنے کے متعلق اور ان کا وعدہ کرنا مہدی کی اتباع پر اس حال میں کہ وہ ایک بات پر متفق ہیں اور نہیں سمجھتا ہوں میں ان بہتر فرقوں کے

اولئک واذا خرج اعاذنا الله
من ذالک فحکی الله قولھم
وبین انھم ما تفرقوا تفرقا
قویا وما اشتد اختلافھم
وتعاندھم الا من بعد ما
جاءتھم البینة بخروجه
لان کل فرقة بل کل شخص
توھم انه یوافق ھواه ویصوب
رایه لاحتجابه بدینه فلما
ظھر خلاف ذالک ازداد کفره
وعناده واشتد شکیمته و
ضغینته ۔ این تمام عبارت که
مرقوم شد از تفسیر تاویلات
منقول گشته ہر کرا شک باشد
باید که دران تفسیر به بیند والله
اعلم بالصواب ۔

و در مشکوٰۃ در باب اشراط الساعة
عن ثوبان قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم اذا رأیتم
الرایات السود قد جاءت من
من قبل خراسان فاتوھا فان
فیھا خلیفة الله المھدی رواه
احمد والبیھقی فی دلائل النبوة تمام شد حدیث
و در **مرقات الصعود** سنن ابی داود از
جلال الدین در کتاب الملاحم قال النبی

حال کو مگر حال انہی فرقوں کا جو یہود و نصاریٰ اور مشرکین
سے مذکور ہوئے اور جب کہ مہدیؑ ظاہر ہو جائیں گے
تو اللہ ہم کو مخالفت کے شر سے بچائے پس حکایت
کیا اللہ نے ان کے قول کی اور بیان کیا کہ وہ لوگ
نہیں متفرق ہوئے قوی طور پر متفرق ہونا اور نہیں سخت
ہوا ان کا اختلاف اور ان کی آپس کی دشمنی مگر بعد
اس کے کہ آگیا ان کے پاس بینہ (حجت واضح) مہدیؑ
کے خروج کے سبب سے کیونکہ ہر فرقہ بلکہ ہر شخص وہم کیا
ہوا ہے کہ مہدیؑ اس کی خواہش کے موافق ہوگا اور
اس کی رائے کو درست ٹھیرائیگا یہ اس کا وہم کرنا حجب
سے ہے کہ وہ اپنے دین باطل کی وجہ دین حق سے پردہ
میں ہے پس جب مہدیؑ اس کے خلاف میں ظاہر ہونگے
تو اس کا کفر اور اس کا عناد بڑھ جائیگا اس کا کینہ اور حسد
سخت ہو جائیگا یہ تمام عبارت جو لکھی گئی ہے تفسیر
تاویلات القرآن سے نقل کی گئی ہے جس کو شک ہو تو
اس تفسیر کو دیکھے واللہ اعلم بالصواب ۔

مشکوٰۃ میں علامات قیامت کے باب میں
ثوبانؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے
جب دیکھو تم کالی جھنڈیوں کو جو آچکی ہیں خراسان کی
جانب سے تو آؤ تم ان جھنڈیوں کے پاس کیونکہ انہی
جھنڈیوں میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ ہے روایت کی
اس کی احمد اور بیہقی نے دلائل نبوت میں تمام ہوئی حدیث
مرقات الصعود شرح سنن ابی داؤد میں علامہ جلال
الدین کتاب الملاحم میں ہے فرمایا نبی صلعم نے کہ بیشک
اللہ بھیجیگا اس امت کے لئے ہر صدی کے راس پر

صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث
لهذه الامة علی راس کل مائة
سنة من یجدد لها دینها هذا الحدیث
اتفق الحفاظ علی تصحیحه منهم
الحاکم فی المستدرک والبیهقی فی المدخل
وانما کان التجدید علی راس کل مائة
لانخرام العلماء فی المائة غالبا
واندراس السنن وظهور البدع
فیحتاج حینئذ الی تجدید الدین فیأتی
اللہ من الخلف بعوض من السلف
وعلی هذا المعنی ینزل لا تزال طائفة
من امتی ظاهرین علی الحق ما اقاموا
الدین لا یضرهم من خذلهم
الحدیث وانما عین الامام احمد فی
المائتین الاولیین عمر بن عبد العزیز
وشافعی غیره من بعده علی تعیین
من ذکرناه وانما عین من ذکر علی
راس کل مائة بالنظر ممن عاصره
وحصول الانتفاع به وباصحابه
وبمصنفاته وعلی راس المائة التاسعة
یکون المهدی او عیسی ابن مریم تم شد قول
مرقات الصعود. وعن یحیی ابن عسکر القزوینی
عن خلف ابن ولید قال حدثنا ابو
فضالة عن علی ابن زید عن عبد الرحمن
ابن ابی بکر عن عریان عن

ایک شخص کو جو تجدید کریگا اس امت کیلئے اس کے دین کی
اس حدیث کی تصحیح پر حفاظ حدیث نے اتفاق کیا ہے جن
میں سے حاکم نے اپنی مستدرک میں اسکو لایا ہے اور بیہقی نے اپنی
کتاب مدخل میں اور ہر صدی کے راس پر تجدید کا سبب یہ ہے کہ
ہر صدی کے راس پر غالباً علماء پست ہو جاتے ہیں اور سنت
پرانی پڑجاتی ہے اور بدعتیں ظاہر ہو جاتی ہیں پس ایسی صورت
میں تجدید دین کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اخلاف
میں ایسے لوگوں کو پیدا کرتا ہے جو سلف کا معاوضہ ہوتے ہیں
اسی معنی کی بناء پر آنحضرتؐ کا ارشاد ہوا جبکہ ہمیشہ ایک جماعت
میری امت میں سے حق پر ظاہر رہیگی جبتک یہ لوگ دین کو
قائم رکھیں کسی کے ساتھ نہ دینے سے ان کو کوئی نقصان نہیں
پہونچیگا تا آخر اور جبکہ مقرر کر دیا امام احمدؒ نے پہلی دو صدیوں
میں عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام شافعیؒ کو پس بعد والوں نے
ان لوگوں کو مقرر کیا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اور سبب اس کے
نہیں ہے کہ مقرر کرنے والے نے ہر صدی کے راس پر حسن ظن
کے ساتھ اپنے ہم عصروں سے کسی کو اس کی ذات سے
اور اس کی تصانیف سے نفع پہنچنے کے باعث مقرر
کیا ہے اور نویں صدی کے راس پر مجدد
مہدیؑ ہوں گے یا عیسیٰ ابن مریم ہوں گے
تمام ہوا قول مرقات الصعود کا۔
اور یحییٰ ابن عسکر قزوینی سے روایت
ہے اور وہ روایت کرتے ہیں خلف
بن ولید سے کہ انہوں نے کہا حدیث بیان
کی ہم سے ابو فضالہ نے روایت سے علی بن زید
کی اور وہ روایت سے عبدالرحمٰن بن ابو بکر

عبد اللہ ابن عمرو ابن العاص
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما من بعدنا راس کل مائۃ سنۃ
الا کان علی راس مائۃ سنۃ مرۃ
ولا یکون فی المائۃ العاشرۃ من
بعدی الا المہدی ۱۲
و در ملفوظ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ
علیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس
کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا
وفی المائۃ العاشرۃ لا یکون سوی المہدی
و در شرح صحیح مسلم کہ نام او نووی است قال ان
ظہور المہدی فی المائۃ العاشرۃ من الہجرۃ
و در تنبیہ التحریز قال یکون بعث المہدی فی
المائۃ العاشرۃ من الہجرۃ المصطفویۃ المحمدیۃ
و در تاریخ طبری عربی در آخر کتاب قال یظہر المہدی علی
خمس و تسعمائۃ سنۃ و در عقد الدرر عن
محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ انہ قال
کنا جلوسا عند علی رضی اللہ عنہ فسالہ رجل
عن خروج المہدی فقال ہیہات ہیہات ثم عقد
بیدہ سبعا فقال ذالک یخرج فی
آخر الزمان اخرجہ الحافظ ابو
عبد اللہ النعیم فی المستدرک
و در شرح جامع الصغیر فی حدیث
البشیر النذیر المسمی بالمناوی در باب الف در شرح

کی اور وہ روایت سے عریان کی اور وہ روایت
سے عبد اللہ عمرو بن عاص کی انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول
اللہ صلعم نے کہ ہمارے بعد کسی صدی کے راس پر کوئی
سال نہیں آئے گا مگر اس صدی کے راس پر جو سال
ہوگا وہ ایک مرد کامل کا سال ہوگا اور دسویں صدی
میں میرے بعد مہدیؑ کے سوائے کوئی نہیں ہوگا۔
حضرت سید محمد گیسو درازؒ کے ملفوظ میں ہے کہ نبی صلعم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے
راس پر ایک ایسے شخص کو بھیجیگا جو اس کیلئے اس کے
دین کو تازہ کریگا اور دسویں صدی میں مہدیؑ کے سوائے
مجدد کوئی نہوگا۔ صحیح مسلم کی شرح میں جس کا نام
نووی ہے کہا ہے کہ مہدیؑ کا ظہور دسویں صدی ہجری
میں ہوگا۔ صاحب تنبیہ التحریز نے کہا ہے کہ
مہدیؑ کی بعثت دسویں صدی ہجری مصطفوی محمدی میں
ہوگی۔ تاریخ طبری عربی میں آخر کتاب میں کہا
ہے کہ مہدیؑ ۹۰۵ھ میں ظاہر ہوگا۔
عقد الدرر میں محمد بن حنفیہؓ سے روایت ہے
انھوں نے کہا کہ ہم علیؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ
ایک آدمی نے آپ سے مہدیؑ کے ظہور کے متعلق سوال
کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا ھیہات ھیہات
یعنی دور ہے دور ہے پھر اپنے ہاتھ سے نو کا عقد
کیا پس فرمایا کہ وہ (مہدیؑ) آخری زمانہ میں نکلیگا۔
سند سے بیان کیا ہے اس کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم نے
مستدرک میں۔ جامع الصغیر کی شرح میں جس کا نام
مناوی ہے باب الف میں

حدیث قولہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام
ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی
راس کل مائۃ سنۃ من یجدّد
لھا دینھا قال فی الشرح فی المائۃ
العاشرۃ ھو السید المھدی ۱۲ و در مظہر
شرح مصابیح قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
المھدی رجل عزیز لا یعرفہٗ الا العارفون
و در فتوحات مکیہ در باب سیصد و شصت و ششم
حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرمودہ اند در
باب مہدیؑ اذا خرج ھٰذا الامام فلیس
لہٗ عدو مبین الا الفقہاء خاصۃ
لانھم لا یبقیٰ ریاستھم و اذا حکم
بخیر مذھبھم یعتقدون انہٗ علی
ضلالۃ فی ذالک الحکم لانھم
یعتقدون ان زمان الاجتھاد
قد انقطع و ان لا یوجد بعد ائمتھم
احد لہٗ درجۃ الاجتھاد و لولا
ان السیف بیدہٖ لافتی الفقہاء بقتلہٖ
ایضاً در فتوحات است کہ در زمان مہدی
علیہ السلام مذاہب برخیزد نہ حکم کند مہدیؑ
باجتہاد و استدلال بلکہ حکم کند بکشف و یقین
از نبی صلی اللہ علیہ وسلم و فتویٰ بر قول مہدیؑ
باشد و در شرح مسلم حنفی مسمیٰ بمدار الفضلا
شیخ نجیب الدین ابو محمد واعظ دہلوی فرمودہ اند
قال ان اجتماع المھدی مع عیسیٰ علیہ السلام

اس حدیث میں مذکور ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ
اللہ بھیجے گا اس امت کے لئے ہر صدی کے راس پر
ایک شخص کو جو تازہ کرے گا اس کے لئے اس کے دین کو
اس حدیث کی شرح میں شارح نے کہا ہے کہ دسویں
صدی میں جو ہوگا وہ سید مہدیؑ ہے مظہر شرح
مصابیح میں ہے کہ فرمایا نبی صلعم نے مہدیؑ مرد
عزیز ہے اس کو صرف عارف ہی پہچانیں گے —
فتوحات مکیہ کے باب ۳۶۶ میں حضرت محی الدین
ابن عربیؒ نے مہدیؑ کے باب میں فرمایا ہے کہ جب
یہ امام نکلیں گے تو خصوصاً فقہا کے سوائے ان کا
کھلا دشمن کوئی نہ ہوگا۔ کیوں کہ فقہا کی حکومت باقی نہیں
رہیگی اور جب مہدیؑ ان کے مذہب کے خلاف حکم
کریں گے تو وہ یہ سمجھیں گے کہ ان کا حکم گمراہی پر مبنی
ہے اس وجہ سے کہ فقہا کا اعتقاد یہ ہوگا کہ اجتہاد
کا زمانہ ختم ہوگیا ہے اور ان کے ائمہ کے بعد پھر کسی
کو اجتہاد کا درجہ نہیں ملے گا۔ اگر مہدی علیہ السلام
کے ہاتھ میں اللہ کی تلوار نہ ہوتی تو فقہا ان کے قتل کا
فتویٰ دیتے۔ نیز فتوحات میں ہے کہ مہدیؑ
کے زمانہ میں بہت سے مذہب ہوں گے اور مہدیؑ
اجتہاد اور استدلال سے حکم نہیں کریں گے بلکہ مہدیؑ
اپنے اس کشف و یقین کے ذریعہ سے حکم کریں گے
جو آپ کو نبیؐ کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہوگا اور فتویٰ
مہدیؑ کے قول پر ہوگا۔ شرح مسلم حنفی میں جس
کا نام مدار الفضلا ہے شیخ نجیب الدین ابو محمد
واعظ دہلوی نے فرمایا ہے کہ عیسیٰؑ کے ساتھ مہدیؑ کا

من معتقدات الشیعۃ ۱۲ سہ

و در شرح مقاصد در ختم کتاب آوردہ اند در باب مہدیؑ قال فذهب العلماء الی انہ امام عادل من ولد فاطمۃ رضی اللہ عنہا یخلقہ اللہ متی شاء ویبعثہ نصرۃ لدینہ وزعمت الامامیۃ من الشیعۃ انہ محمد بن الحسن العسکری اختفی عن الناس خوفا من الاعداء ولا استحالۃ فی طول عمرہ کنوح ولقمان والخضر وانکر ذلک سائر الفرق لانہ ادعاء امر مستبعد جدا اذ لم یعھد فی ھذہ الامۃ مثل ھذہ الاعمار من غیر دلیل علیہ ولا امارۃ ولا اشارۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولان اختفاء امام ھذا القدر من الانام بحیث لا یذکر منہ الا الاسم بعید جدا ولان بعثہ مع ھذا الاختفاء عبث اذا المقصود من الامام اقامۃ الشریعۃ ودفع الجور ونحو ذلک **ایضا در شرح مقاصد** فما یقال ان عیسیٰ علیہ السلام یقتدی بالمہدی او بالعکس شیء لا مستند لہ فلا ینبغی ان

جس ہونا رافضیوں کا عقیدہ ہے،

شرح مقاصد میں ختم کتاب پر مہدیؑ کے باب میں نقل کئے ہیں کہ علماء کا مذہب یہ ہے کہ مہدیؑ فاطمہؓ کی اولاد سے امام عادل ہے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی نصرت کے لئے مہدیؑ کو جب چاہیگا پیدا کرے گا اور مبعوث کریگا شیعوں میں سے امامیہ مذہب کے لوگوں کا زعم یہ ہے کہ محمد بن حسن عسکری دشمنوں کے خوف سے چھپ گئے اور ان کی عمر کی درازی میں کوئی محال لازم نہیں آتا جیسا کہ حضرت نوحؑ اور حضرت لقمانؑ اور حضرت خضرؑ کی عمریں دراز ہیں۔ اس عقیدہ کا انکار باقی تمام فرقوں نے کیا ہے کیونکہ یہ دعویٰ ایک ایسے امر کا دعویٰ ہے جو عقل سے بہت دور ہے کیونکہ اس امت میں اس عمر کے لوگوں کے مانند کوئی اور نہیں دیکھے گئے اور اس پر کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ظن ہے اور نہ رسولؐ کی طرف سے کوئی اشارہ ہے کیونکہ اس قدر زمانہ تک امام کا مخلوق سے چھپ کر بیٹھا رہنا اس حیثیت سے کہ سوائے ان کے نام کے کسی اور طرح سے دنیا میں ان کا تاریخی مواد موجود نہ ہو عقل سے بہت بعید بات ہے کیونکہ اس پوشیدگی کے ساتھ دنیا میں ان کا رہنا سوائے خباثت کے اور کچھ نہیں کیونکہ امام کی ذات سے مقصود شریعت کو قایم کرنا اور مظلوموں سے ظلم کو دفع کرنا وغیرہ ہوتا ہے۔ **نیز شرح مقاصد میں** ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتدا کریں گے یا مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتدا کریں گے

یقول علیہ و **درسلسلۃ الاختتام**
رجع التفتازانی عما قال فی شرح
العقائد بعد ستۃ عشر سنۃ
یعنی رجع عن ما قال فی الجمع
بین عیسیٰ والمہدی و **در تفسیر
مدارک نزدیک ثلث تلک
الرسل زیر آیت** اذ قال اللہ
یا عیسیٰ انی متوفیک الآیۃ
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ینزل عیسیٰ خلیفۃ علی امتی
یدق الصلیب و یقتل الخنازیر
و یلبث اربعین سنۃ و یتزوج
و یولد لہ ثم یتوفی و
کیف تہلک امۃ انا فی
اولہا و عیسیٰ فی آخرہا و
المہدی من اہل بیتی
فی وسطہا و در **جامع الصغیر**
در **باب لام** عن ابن مسعود
رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کیف تہلک امۃ
انا فی اولہا و عیسیٰ بن مریم
فی آخرہا والمہدی فی
وسطہا و در **مشکوٰۃ** در
باب ثواب ہذہ الامۃ عن
جعفر عن ابیہ عن جدہٖ

ایک ایسی بات ہے کہ جس پر آج تک کوئی سند نہیں
ملی اس لئے ایسی باتوں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے
سلسلۃ الاختتام میں لکھا ہے کہ علامہ تفتازانی
نے پہلے شرح عقاید میں لکھ دیا تھا کہ عیسیٰؑ اور مہدیؑ
جمع ہوں گے شرح عقاید لکھنے کے بعد سولہ برس تک
تحقیقات کر کے علامہ نے شرح مقاصد لکھی اور اپنے
پہلے عقیدہ سے رجوع کر کے شرح مقاصد میں یہ لکھا
ہے کہ عیسیٰؑ اور مہدیؑ کے جمع ہونے کا مسئلہ ایسا ہے
کہ اس پر کوئی سند نہیں **تفسیر مدارک** میں تلک
الرسل کے ثلث کے قریب تحت آیت اذ قال
اللہ الآیۃ (جب کہ کہا اللہ نے اے عیسیٰ بیشک
میں تجھے اس دنیا سے گذارنے والا ہوں، لکھا ہے نبیؐ
نے فرمایا کہ عیسیٰؑ میری امت پر خلیفہ بن کر اتریں گے.
صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیروں کو قتل کریں گے
چالیس برس تک دنیا میں ٹھہریں گے، شادی کریں گے
اور آپ کو بچے پیدا ہوں گے پھر وفات پائیں گے اور
کس طرح ہلاک ہوگی وہ امت کہ میں اس کے پہلے حصہ
میں ہوں اور عیسیٰ اس کے آخری حصہ میں ہیں اور مہدی
جو میری اہل بیت سے ہے اس کے درمیانی حصہ میں ہے
جامع الصغیر میں باب لام میں ابن مسعودؓ سے
روایت ہے اور آپ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ
کیسے ہلاک ہوگی وہ امت کہ میں اس کے پہلے حصہ میں
ہوں اور عیسیٰ ابن مریم اس کے آخری حصہ میں ہے
اور مہدی اس کے درمیان ہے **مشکوٰۃ** میں
باب ثواب ہذہ الامت میں روایت ہے حضرت امام

قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم ابشروا ابشروا انما مثل
امتی مثل الغیث لا یدری
اخره خیر ام اوله او کحدیقة
اطعم منها فوج عاما ثم
اطعم منها فوج عاما لعل
اخرها فوجا ان یکون
اعرضها عرضا واعمقها
عمقا واحسنها حسنا کیف
تهلك امة انا اولها
والمهدی وسطها و
المسیح اخرها ولکن
بین ذلك فیج اعوج لیسوا
منی ولا انا منهم
ودر مدار الفضلا که شرح مسلم است قال
الشیخ نجیب الدین ابو محمد بن
الواعظ الدهلوی ان الاحادیث
التی وردت فی الجمع بین عیسیٰ و
المهدی والاقتداء باحدهما الآخر لم یصح
اسنادها عند السلف بل اکثرها من موضوعات
الشیعة ایضا ودر مدار الفضلا و زیر حدیث
کیف تهلك امة انا فی اولها المهدی
قال بیّن رسول الله صلی الله علیه وسلم
کون المهدی متوسطا مع ما کان بینهما
فیج اعوج ای زمان طویل فیه خلق

جعفر صادقؓ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد
سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے دادا علیؓ سے
کہ کہا فرمایا رسولؐ نے تم کو بشارت ہو تم کو بشارت
ہو سوائے اس کے نہیں کہ میری امت کی مثال بادل
کی مثال ہے نہ معلوم اس کا آخری حصہ بہتر ہے یا اس کا
پہلا حصہ یا میری امت کی مثال ایک باغ کے مانند
ہے کہ اس باغ سے ایک سال ایک جماعت نے غذا
حاصل کی پھر ایک سال اس باغ سے دوسری جماعت
نے غذا حاصل کی شاید اس کا آخری حصہ ایک ایسی جماعت
ہے کہ اس کا عرض بہت بڑا اور اس کا عمق بہت زیادہ
اور اس کا حسن نہایت ہی جاذب ہے کیسے ہلاک ہوگی
وہ امت کہ جس کا پہلا میں ہوں اور جس کا درمیان مہدیؑ
ہے اور جس کا آخر مسیح ہے لیکن اس کے درمیان ایک
جماعت ہے جو بہت کج رو ہے وہ نہ میرے ہیں اور
میں ان کا ہوں۔ مسلم کی شرح۔ مدار الفضلا میں
ہے فرمایا شیخ نجیب الدین ابومحمد واعظ دہلوی نے کہ جو
حدیثیں عیسیٰ اور مہدیؑ کے جمع ہونے اور ایک دوسرے
کی اقتدا کے بارے میں ہیں اسلاف کے پاس ان کی
سند صحیح ثابت نہیں ہوئی بلکہ اکثر اسناد شیعوں کے
من گھڑت ہیں۔ نیز مدار الفضلا میں زیر حدیث
کیف تهلك امة (کیسے ہلاک ہوگی وہ امت
کہ میں اس کے اول میں ہوں) کہا ہے کہ بیان فرمایا
رسولؐ نے مہدیؑ کا درمیان میں ہونا اور ان دونوں
کے درمیانی حصہ میں کج رووں کی فوج کا بھی ذکر فرمایا
ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک زمانہ دراز ان دونوں

لا یستنون بسنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعملون عمل اھل الاسلام ثم یخرج الدجال فینزل عیسی ابن مریم ویقتلہ فثبت ان ذکر المھدی فی الحدیثین من مخترعات الشیعۃ ۱۲ **الصادر**

مدار الفضلا فی بیان قولہ علیہ السلام ھل سمعتم بمدینۃ جانب منھا فی البر وجانب منھا فی البحر الحدیث زعمت الشیعۃ ان ھذا الحدیث فی حق المھدی وتمسکوا بالحدیث المروی عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ فعلم بذالک ان ھذا القول من مذھب الشیعۃ ۱۲ و در **مرقات الصعود شرح سنن ابی داود** در بیان عیسی علیہ السلام قال فعیسی علیہ السلام انما ینزل مقررا لھذہ الشریعۃ ومجددا لھا اذ ھی آخر الشرائع ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر الرسل فینزل حکما مقسطا واذا صار حکما فانہ لا سلطان یومئذ للمسلمین و لا امام ولا قاضی ولا مفتی غیرہ وقد قبض اللہ العلم وخلا الناس منہ فینزل وقد علم بامر اللہ فی السماء

و مہدی اور عیسیٰ کے درمیان ایسا گزرے گا کہ اس میں مخلوق نبی کی سنت اختیار نہیں کرے گی اور نہ مسلمان اہل اسلام کا کام کریں گے پھر دجال نکلیگا پھر عیسیٰ ابن مریم اتریں گے اور اس کو قتل کریں گے پس ثابت ہوا کہ مہدیؑ کا ذکر دونوں حدیثوں میں رافضیوں کے مخترعات سے ہے نیز **مدار الفضلاء** میں آنحضرتؐ کے قول ہذا کیا تم نے سنا ایک ایسے شہر کو جس کا ایک بازو خشکی میں ہے اور ایک بازو سمندر میں ہے تا آخر کے بیان میں ہے کہ شیعہ کا زعم یہ ہے کہ یہ حدیث مہدیؑ کے بارے میں ہے اور شیعہ نے کہا ہے کہ اس جماعت کا امیر وہی مہدی ہے اور اس بات کو شیعہ نے حذیفہؓ کی مروی حدیث سے لیا ہے پس اس سے معلوم ہوا یہ قول بھی شیعہ کے مذہب سے ہے۔ **مرقات الصعود شرح سنن ابی داؤد** میں عیسیٰ کے بیان میں کہا ہے کہ عیسیٰ سوائے اس کے نہیں کہ اتریں گے اس حال میں کہ وہ ثابت کرنے والے ہوں گے اسی شریعت کو اور تازہ کرنے والے ہوں گے اسی شریعت کو کیوں کہ یہی شریعت تمام شریعتوں کے آخر ہے اور محمد صلعم آخری رسول ہیں پس عیسیٰ اتریں گے ایک ایسے حکم بنکر اس حال میں کہ وہ انصاف کرنے والے ہوں گے اور جس وقت آپ حکم ہونگے تو اس زمانہ میں مسلمانوں کا نہ کوئی بادشاہ ہوگا اور نہ کوئی امام اور نہ کوئی قاضی ہوگا اور نہ کوئی مفتی مسلمانوں کے بادشاہ قاضی امام اور مفتی

قبل ان ینزل ما یحتاج
الیہ من علم ھذہ الشریعۃ
للحکم بین الناس والعمل
بہ فی نفسہ فیجتمع الناس
الیہ ویحکمونہ علی
انفسھم اذ لا احد یصلح
لذالک غیرہ ومنھا ما
اخرجہ احمد فی مسندہ
عن عائشۃ رضی اللہ عنھا
مرفوعا فی حدیث
الدجال فینزل عیسیٰ
بن مریم فیقتلہ
ثم یمکث عیسیٰ فی الارض
اربعین سنۃ اماما
عادلا حکما مقسطا ثم
یتوفی فیصلی علیہ المسلمون
قال الحافظ ابو القاسم
بن عساکر یکون وفاتہ
بالمدینۃ فیصلی علیہ ھنالک
ویدفن بالحجرۃ النبویۃ ۔ و در تفسیر
زاہدی فی الحدیث ویحیی اللہ تعالی
اثارھم یزدادون فی غارھم
واذا خرجوا کانوا مقدمۃ جیشھم
وبای حصن بلغوا الا یجاوز الجیش
حتی لم یبق کافر علی وجہ

سب آپ ہی ہوں گے اور وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ
اللہ تعالی علم کو اٹھالیا ہوگا اور لوگ علم سے خالی
ہوجائیں گے۔ پس عیسیٰؑ اتریں گے اور اترنے
سے پہلے آسمان میں اللہ کے حکم سے اس شریعت
کے تمام معلومات عیسیٰؑ کو ہوجائیں گے تاکہ خود اس
پر عمل کریں اور لوگوں کو عمل کرنیکا حکم کریں پس
لوگ آپ کے پاس جمع ہوجائیں گے اور آپ
کو اپنا حکم بنائیں گے۔ کیوں کہ آپ کے سوائے
کوئی دوسرا شخص حکم بننے کی صلاحیت نہیں رکھیگا
اور منجملہ ان حدیثوں کے وہ حدیث ہے جس کو امام
احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے روایت سے
عائشہ رضؓ کے اس حال میں کہ یہ حدیث مرفوع ہے دجال
کی حدیث میں، حدیث کا مضمون یہ ہے کہ پس
اتریں گے عیسیٰ بن مریم پس قتل کریں گے دجال کو
پھر ٹھیریں گے عیسیٰ زمین پر چالیس برس اس حال
میں کہ امام عادل اور حاکم منصف ہوں گے پھر وفات
پائیں گے عیسیٰؑ پس نماز پڑھیں گے اون پر مسلمان
کہا حافظ ابو القاسم بن عساکر نے ہوگی وفات عیسیٰؑ
کی مدینہ میں پس نماز پڑھی جائیگی آپ پر اور دفن
کئے جائیں گے حجرہ نبویہ میں **تفسیر زاہدی میں**
حدیث میں ہے اور زندہ کرے گا اللہ تعالے اصحاب کہف کو یعنی
کی نشانیوں کو بڑھتے رہیں گے یہ لوگ اپنے حملہ میں
اور جب نکلیں گے اون کا مقدمۃ الجیش بنیں گے۔
اور قلعوں کو فتح کریں گے اور پہونچیں گے جس کسی
مقام پر ان سے کوئی لشکر سابق نہوگا یہاں تک کہ

الارض او صار ذمیا مقهورا
تحت ایدی المسلمین و هٰذا
هو معنی قوله تعالیٰ هو الذی
ارسل رسولهٗ بالهدیٰ و دین
الحق لیظهرهٗ علی الدین کله
ولو کره المشرکون فهٰذا الوعد
لم یتحقق بعد وانما یتحقق
وقت نزول عیسیٰ علیه السلام
وهو یتزوج امرأة و یولد لهٗ
اولاد و صلح وجه الارض و شاع
العدل وارتفع الظلم و رغب
الناس فی الطاعات کقوم بین
اظهرهم نبی ولهٰذا قال النبی
صلی الله علیه وسلم امتی کالمطر لا
یدری اولهٗ انفع ام اخرهٗ انما اراد
به وقت نزول عیسیٰ علیه السلام -
مردماں را عادت قدیم است کہ
اول انتظار کنند و بعد ازاں ایمان
نیارند قال الله تعالیٰ ولما جاء
هم کتاب من عند الله مصدق
لما معهم وکانوا من قبل یستفتحون
علی الذین کفروا فلما جاءهم
ما عرفوا کفروا به فلعنة
الله علی الکافرین
معنی آیت از تفسیر زاہدی وغیرہ

روئے زمین پر کوئی کافر نہیں رہیگا۔ یا رہیگا تو ذمی
بنکر رہے گا۔ اور وہ مغلوب ہو کر مسلمانوں کا ماتحت
رہیگا۔ یہی معنی ہیں اللہ کے قول کے۔ وہی خدا ہے
جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے
ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو سارے دین پر اگر
چہ کہ ناپسند کریں مشرکین۔ اس وعدہ کی تکمیل نبی ؐ اور
مہدیؑ کے بعد جو نہوئی نزول عیسیٰؑ کے وقت ہوگی
اور آپ ایک عورت سے شادی کریں گے اور آپ کو
بچے ہوں گے روی زمین کے لوگوں میں صلاحیت پیدا
ہوگی۔ اور عدل شایع ہوگا اور ظلم اٹھ جائیگا طاعت
کی رغبت لوگوں میں پیدا ہوگی اور ان لوگوں کی حالت
اس قوم کی جیسی ہوگی جن کے درمیان پیغمبر ہوتا ہے
اسی وجہ پیغمبر علیہ السّلام نے فرمایا کہ میری امت کی
مثال مانند بارش کے ہے نہ معلوم اس کا پہلا حصہ
زیادہ نفع بخش ہے یا آخری حصہ آخری حصہ سے مراد
نزول عیسیٰ علیہ السّلام کا وقت ہے۔

لوگوں کی قدیم عادت ہے کہ کسی موعود کے
آنے سے پہلے اس کا انتظار کرتے ہیں۔ اور جب
آجاتا ہے تو ایمان نہیں لاتے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے کہ جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے کتاب
آئی جو ان کی کتاب کو سچ ٹھیرانے والی تھی اور اس کتاب
سے پہلے کافروں کے مقابلہ میں وہ فتح بھی پاتے تھے
(اس کتاب کے واسطہ دیکر جنگ میں فتح پاتے تھے)
اور جب آگئی ان کے پاس وہ کتاب جس کو وہ جانتے
تھے تو اس سے انکار کرنے لگے۔ پس منکروں پر خدا کی

وچوں آمد بایشاں کتابے یعنی قرآن از
نزد خدا تعالیٰ راست دارندہ وموافق
مرآں کتابے راکہ با ایشاں است یعنی
توریت در توحید واصل پرستش کہ
ہرگز برانہا نسخ روا نبود وبودند اہل
کتاب پیش از بیرون آمدن محمد صلی اللہ
علیہ وسلم وآوردن (قرآن) کہ نصرت
می خواستند بوی بر دشمنان خویش
یعنی بر مشرکان وچوں بیامد بایشاں آنچہ
می خواستند بشناختند ومنکر شدند وکافر شدند
بوی پس لعنتِ خدای است بر کافراں
وپیش از بعثت رسول علیہ السلام میان
اہل کتاب ومشرکان عداوت بود حرب
کردندے چوں حرب سخت گشتے اہل کتاب
توریت بیاوردندے وکشادہ انگشت
بداں موضع نہادندے کہ نعت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نوشتہ بود وگفتندے
کہ اللّٰھم نسالک بحق نبیک الذی
وعدتنا ان تبعثہ فی اخر الزمان
ان تنصرنا الیوم علی عدونا ودر وقت کار گشتے
وبر دشمنان نصرت یافتندے دشمنان
روے بہزیمت آوردے مشرکان جہوداں
را پرسیدندے کہ ایں مرد کیست کہ او را
شما شفیع می آرید جہوداں گفتندے ایں
رسول خدا است وزود بود کہ بیروں آید

لعنت ہے۔ آیت کے معنی تفسیر زاہدی وغیرہ میں
یہ ہیں کہ جب اہل کتاب کے پاس کتاب یعنے قرآن
اللہ کے پاس سے اس کتاب کے موافق اور اس
کتاب کی تصدیق کرنے والی آئی جو ان کے ساتھ ہے
یعنے توریت کی حق توحید اور اصل عبادت ہیں ہرگز قابل
نسخ نہیں اور اہل کتاب محمدؐ کے آنے سے پہلے اور قرآن
لانے سے پہلے قرآن کے نام کے واسطے سے اپنے
دشمنوں پر یعنے مشرکوں پر فتح چاہتے تھے اور جس
کتاب کو (قرآن کو) وہ چاہتے تھے جب وہ کتاب
آگئی تو انھوں نے اس کو پہچان لیا اور پہچان کر منکر
ہوئے اور اس کتاب کے ساتھ کفر کیا۔ پس خدا کی
لعنت کافروں پر اور رسولؐ کی بعثت سے پہلے اہل
کتاب اور مشرکوں کے درمیان عداوت تھی باہم
جنگ کرتے تھے جب جنگ سخت ہوتی تھی تو اہل
کتاب توریت لاتے تھے اور توریت کھولکر انگلی اس
مقام پر رکھتے تھے جہاں محمدؐ کی نعت شریف لکھی
ہوئی تھی اور کہتے تھے کہ اے اللہ ہم تیرے نبی کے
واسطے سے جس کو آخری زمانے میں پیدا کرنے کا تو
نے وعدہ کیا ہے تجھ سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ
تو ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں آج ہماری مدد کر
اسی وقت جنگ کی نوعیت بدل جاتی تھی اور دشمنوں
پر ان کو فتح حاصل ہوتی تھی اور دشمن شکست کھاکر
بھاگ جاتے تھے تو مشرکین اہل کتاب سے پوچھتے
تھے کہ یہ مرد کون ہے جس کا تم واسطہ دیکر فتح چاہتے
ہو تو اہل کتاب کہتے کہ یہ خدا کا پیغمبر ہے اور عنقریب

وما اورا متابعت کنیم و شمارا بکشیم پس چوں مشرکان کہ آمدند حج گزاردن و محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کرد مشرکان گفتند ایں مرد است کہ جہوداں گفتہ بودند پس در عداوت و انکار افتادند پس چوں جہوداں در مکہ در آمدند نگر دیدند

بتکذیب لانھم اذالم یومنوا من ھو اعلم منھم واقرء للتوریۃ واشد انتظارا منھم لہٗ قبل البعث

شیٔ من

ذالک بل شق علیھم حیث دعاھم الی التوحید و ترک ملۃ اٰباۂھم وعلٰی ھٰذا قال

تا اینجا است عبارت التفاسیر و اگر بہ سعی اہل انصاف نیک

و نمی دانند

کہ علما اول زمانہ کہ توریت خواندہ بودند و صفت محمد صلعم دیدہ بودند و بے حد منتظر

اس کا ظہور ہوگا اور ہم لوگ اس کی (محمدؐ کی) پیروی کریں گے اور تم لوگوں کو (مشرکوں کو) ہم قتل کریں گے جب مشرکین حج کرنے کے لئے آئے اور محمدؐ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تو مشرکوں نے کہا یہ مرد وہی معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق اہل کتاب نے کہا تھا پس انہوں نے دشمنی اختیار کی اور انکار کیا اس کے بعد جب اہل کتاب مکہ میں آئے تو ان کو چاہیئے تھا کہ اپنے معلومات کے موافق ایمان لاتے مگر ایمان نہیں لائے کیوں کہ یہ لوگ جب ایمان نہیں لائے ایسی ہستی پر جو ان سے زیادہ عالم تھی اور توریت کو ان سے زیادہ پڑھنے والی تھی حالانکہ اہل کتاب مشرکین سے زیادہ عالم تھے اور توریت پڑھتے تھے اور رسول اللہ صلعم کی بعثت سے پہلے آپ کی آمد کے منتظر تھے تو پھر مشرکین اگر ایمان نہیں لائے تو اہل کتاب کے مقابلہ میں زیادہ تعجب کی بات نہیں بلکہ مشرکین کو یہ بات سخت ناگوار گذری کہ رسول اللہ صلعم نے مشرکین کو توحید کی دعوت دی اور ان کے باپ داداؤں کے مذہب کو چھوڑنے کے لئے کہا غرض یہاں تک تفسیروں کی عبارتیں ہیں اگر اس مضمون پر انصاف والے غور کریں تو ناظرین پر یہ بات واضح ہوجائیگی کہ منتظران مہدیؑ کا (کلمہ گویوں کا) حال بھی یہی تھا کہ مہدیؑ کی آمد سے پہلے مہدیؑ کی بعثت کے بہت منتظر تھے جب مہدیؑ آئے تو مانند اہل کتاب

ومشتاق خروج او بودند چونکہ بیرون آمد با محمدؐ چناں کردند پس علمار آخر زمانہ کہ طالبان جاہ و مال وملازمان بارگاہ ملوک اند و مہدیؑ ایشاں را بترک محبوبات ایشاں امر کند چگونہ بادی عداوت نکنند ومنکر نشوند بلکہ انکار علماء علامت صدق مہدی علیہ السلام است کما قال فی الفتوحات المکیۃ فی حق المہدی اذا خرج ھٰذا الامام فلیس لہٗ عدو مبین الّا الفقہاء خاصۃ لانہم لا یبقیٰ ریاستہم خافہم دانصفت واما آنانکہ علماء باللہ بودند وطالبان مولیٰ بودند مہدیؑ را بگرویدند و می گردند زیراکہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم علمار را دو قسم فرمودہ العلماء ورثۃ الانبیاءِ وہم الذین ترکوا الدنیا و اعرضوا عن اھلھا وقسم دوم فاحذروہم فانہم لصوص الدین وقطاع الطریق وہم الذین خالطوا الملوک و السلطان وارباب الدولۃ و

کے جیسا کہ انھوں نے رسول اللہؐ سے انکار کیا تھا کلمہ گویوں نے بھی مہدیؑ سے انکار کیا یہ لوگ نہیں جانتے ہیں کہ پہلے زمانہ کے علمار جو توریت پڑھتے تھے اور اس میں رسول اللہؐ کی صفت دیکھی تھی اور آپ کے بے حد منتظر اور مشتاق تھے جب آپ کا ظہور ہوا تو انہوں نے آنحضرتؐ کے ساتھ کیا سلوک کیا پس یہ آخری زمانہ کے کلمہ گو علمار جو جاہ و مال کے طالب اور سلاطین کے درباروں کے غلام ہیں اور مہدیؑ ان کو ان کی محبوب چیزوں یعنے دنیا اور متاع دنیا کو چھوڑنے کا حکم کر رہا ہے تو پھر کس طرح یہ لوگ مہدیؑ کے ساتھ دشمنی نہیں کریں گے اور کیوں مہدیؑ کے منکر نہ ہونگے بلکہ ان لوگوں کا انکار کرنا ہی مہدیؑ کی صداقت کی دلیل ہے جیسا کہ فتوحات مکیہ میں مہدیؑ کے حق میں فرمایا ہے کہ جب یہ امام نکلیگا تو خصوصاً فقہا کے سوائے کوئی اس امام کے کھلے دشمن نہوں گے اور فقہا اس وجہ سے دشمن ہوں گے کہ ان کی حکومت باقی نہیں رہیگی اب سمجھ لو اور انصاف کرو لیکن جو لوگ علما باللہ اور طالبان خدا تھے وہ مہدیؑ کے گرویدہ ہو گئے اور گرویدہ ہوتے چلے جا رہے ہیں. کیوں کہ پیغمبرؐ نے علمار کی دو قسمیں فرمائی ہیں ایک تو وہ علمار ہیں جو انبیار کے وارث ہیں یہ وہ علمار ہیں جنھوں نے دنیا چھوڑ دی اور اہل دنیا سے منھ پھیر لیئے اور دوسری قسم کے متعلق فرمایا کہ تم ان علمار سے ڈرتے رہو کیوں کہ یہ علمار دین کے چور اور لٹیرے ہوں گے یہ وہ علمار ہیں جو بادشاہوں اور امیروں سے میل جول کریں گے

مالوا الی الدنیا پس چگونہ باشد حال کسے کہ انکار چنیں علماء طالبان دنیا را حجت گرفتہ از ذات انبیاء صفات انکار کند و در صفات آنذات و ماموراتِ او و طریقۂ قوم او نگاہ نکند کہ چگونہ است۔

و در تفسیر نیساپوری زیر ہمیں آیت کہ معنی او برقم آمد قال وفیہ اشارۃ الیٰ ان اھل کل زمان

یتمنون ان یدرکوا احدا من الاولیاء والعلماء المحظوظین بالعلوم الکسبیۃ واللدنیۃ و یتوصلون بھم الی اللہ عند و قع حوائجھم فی صالح دعائھم و یظھرون محبتھم عند الخلق فلما وجدوا واحدا منھم ماعرفوا قدرہٗ وحسدوہٗ واظھروا عداوتہٗ وما انصفوہٗ فباؤا بغضب من ردولایۃ الاولیاء علیٰ غضب من اللہ لاولیائہٖ کما جاء فی الحدیث القدسی من عادلی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ وانما اغضب

اور دنیا کی طرف جھک پڑیں گے پس کیا حال ہوگا ان کلمہ گویوں کا جو ایسے طالبان دنیا علماء کے انکار مہدیؑ کو حجت بنا کر مہدیؑ کی ذات انبیاء صفات سے انکار کرتے ہیں اور مہدیؑ کی ذات اقدس اور آپ کے احکام اور آپ کے صحابہؓ کے طریقے کو پلٹ کر بھی نہیں دیکھتے کہ وہ کیسا طریقہ ہے۔

اور تفسیر نیساپوری میں اسی آیت (ولما جاءھم کتاب الخ) کے تحت جس کے معنی ابھی لکھے گئے یہ لکھا ہے کہ اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ہر زمانے کے لوگ اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسے ولی سے ملیں اور کسی ایسے عالم سے ملیں جو علوم کسبیہ کے ساتھ علوم باطنی سے بہرہ یاب ہو اور ایسے اولیاء اللہ کے ذریعہ سے اپنی دعائے خیر میں اپنے حاجات و مقاصد میں کامیابی پائیں اور ایسے لوگوں کی محبت بھی مخلوق کے سامنے ظاہر کرتے ہیں اور جب ان میں سے کسی ایک کو پاتے ہیں تو اس کی قدر و منزلت نہیں کرتے اور اس پر حسد کرتے ہیں اور کھلم کھلا اس سے عداوت کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں ذرا بھی انصاف سے کام نہیں لیتے اس لئے یہ لوگ خدا کے غضب میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو لوگ اولیاء اللہ کی ولایت سے انکار کرتے ہیں تو اللہ کا غضب پر غضب اون پر ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جس شخص نے میرے اولیاء سے دشمنی رکھی تو وہ میرے ساتھ جنگ کرنے خم ٹھوک کر میدان میں

لاولیائی کما یغضب اللیث بجودہ انتھی۔ ودر تفسیر لباب التاویل در سورہ قاف است اقسموا باللہ جھد ایمانھم وذالک لما بلغھم ان اھل مکۃ قالوا لعن اللہ الیھود جاءت الرسل فکذبواھم فاقسموا لوجاء رسول لنکونن اھدی ذالک قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم کذبوہ فانزل اللہ ھذہ الآیۃ اقسموا باللہ جھد ایمانھم انھم لمعکم (جز ۶ رکوع ۱۲)

اہل مکہ با محمد صلی اللہ علیہ وسلم چنیں گفتہ اند وچناں ایذا دادہ اند کہ تمام سیر وتواریخ ازاں حاکی است پس مہدیؑ کہ تابع وخلیفۂ اوست با او ہمچنیں شد تا صدق او ظاہر شود۔

دیگر بشنو کہ اہل مکہ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چہ کردہ اند ومرد مان را از ایمان آوردن چگونہ باز داشتہ اند وچہ ایذا ہا رسانیدہ اند ودیگر امتاں چنیں با انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چہ کردہ اند وچہ گونہ تکذیب کردہ وبشہادت

آیا اور وہ مجھے میرے اولیاء کا انکار کرنے کی وجہ سے اس طرح غضب میں لاتا ہے جس طرح کہ شیر اپنے بچے کو بچانے کے لئے اپنے فریق مقابل پر غضب میں آتا ہے تفسیر لباب التاویل میں سورۂ قاف میں ہے قولہ تعالیٰ اقسموا باللہ الآیۃ (بڑے زور سے قسمیں کھاتے تھے اللہ کی) اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اہل کتاب کو یہ خبر پہونچی کہ اہل مکہ نے کہا ہے کہ اللہ یہود پر لعنت کرے پیغمبرؑ آئے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا حالانکہ قسم کھائے تھے کہ اگر کوئی پیغمبر آیا تو ہم ضرور ہدایت یافتہ رہیں گے اور یہ بات نبی صلعم کی بعثت سے پہلے کرتے تھے جب محمد صلعم مبعوث ہوگئے تو اہل کتاب نے آپ کو جھٹلا دیا پس اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی اقسموا باللہ الخ (بڑے زور سے قسمیں کھاتے تھے اللہ کی ہم بلاشبہ تمہارے ساتھ ہیں) اہل مکہ نے محمدؐ کی شان میں ایسے ایسے گستاخانہ الفاظ کہے اور اس طرح ستائے کہ تمام سیرت اور تاریخ کی کتابیں ان باتوں اور ایذاؤں کی حکایت کرتی ہیں پس مہدیؑ جو نبیؐ کے خلیفہ اور تابع ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تاکہ مہدیؑ کی صداقت ظاہر ہو دوسری بات یہ سنئے کہ اہل مکہ نے آنحضرتؐ کے ساتھ کیا کیا اور لوگوں کو ایمان سے کس طرح باز رکھا اور کیا کیا تکلیفیں دیں اور اگلی امتوں نے اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا کیا اور کس طرح ان کو جھٹلایا اور شہید کیا اگر ان واقعات پر کوئی شخص ٹھنڈے دل سے غور کرے تو اس کا ایمان

رسانیدہ اند بر آں نظر کنی تا ترا ایمان
درست شود بریں کہ انکار مردمان در
حق مہدی علیہ السلام و عداوت از قوم او
وایذا رسانیدن تابعان او را دلیل است
بر صدق مدعای ایشاں و علامت است
بر صدق مہدیت مہدی علیہ السلام کہ
او تابع محمد صلی اللہ علیہ وسلم و خلیفہ او
کما قال فی تفسیر لباب التاویل فی
سورۃ الحجر تحت قولہ تعالیٰ کما
انزلنا علی المقتسمین قال لانہم
اقتسموا عقاب مکۃ وطرقها
وذالک ان الولید بن المغیرۃ بعث
رهطا من اهل مکۃ قیل ستۃ
عشر وقیل اربعین وقال لهم انطلقوا
فتفرقوا علی عقاب مکۃ وطرقها حیث
یمر بکم اهل الموسم فاذا سالوکم عن
محمد فلیقل بعضکم انه کاهن و
بعضکم انه ساحر او مجنون فاذا اجاؤا
الی صد قتکم فذهبوا وقصدوا علی
طرق مکۃ یقولون لمن مر بهم من
الحجاج العرب لا تغتروا بهذا الخارج
الذی یدعی النبوۃ منا فانه مجنون
کاهن وشاعر وساحر وقعد الولید بن
المغیرۃ علی باب المسجد الحرام فاذا جاؤ
وسألوه عما قال اولئک المقتسمون

درست ہو جائیگا۔ اس لئے کہ مہدیؑ سے لوگوں کا انکار
اور صحابہ مہدیؑ سے لوگوں کی عداوت اور تابعین مہدیؑ
کو تکلیف پہونچانا یہ قوم مہدیؑ کے مدعا کی صداقت
اور مہدیؑ کی مہدیت کی سچائی کی نشانی ہے کیونکہ
مہدیؑ محمدؐ کے تابع اور محمدؐ کے قایم مقام ہیں جیسا
تفسیر لباب التاویل میں سورہ حجر میں قولہ تعالیٰ
کما انزلنا علی المقتسمین (جز ۱۴ رکوع ۶)
جس طرح ہم نے اتارا تھا ان بانٹنے والوں پر) کے
تحت کہا ہے کہ مکہ والوں نے مکہ کی گھاٹیوں اور راستوں
کو باہم تقسیم کر دیا تھا۔ ولید ابن مغیرہ نے اہل مکہ کی
ایک جماعت کو بھجوایا بعض کہتے ہیں کہ یہ سولہ آدمی تھے
اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس آدمی تھے اور ان سے کہا کہ
تم مکہ کی گھاٹیوں اور راستوں پر پھیل جاؤ جہاں سے حج
کو آنے والے عرب گذرتے ہیں اگر وہ لوگ تم سے محمدؐ
کے متعلق کچھ پوچھیں تو تم میں کے بعض لوگ یہ کہنا کہ وہ
کاہن ہے اور بعض یہ کہنا کہ وہ جادوگر یا دیوانہ ہے
تمہارے یہ کہنے کے بعد جب وہ لوگ میرے پاس
آئیں گے تو میں بھی یہی کہونگا کہ ان لوگوں نے تم سے
جو کچھ کہا ہے سچ ہے پس یہ لوگ جاتے اور مکہ کے
راستوں پر بیٹھے اور گزرنے والوں سے کہتے کہ اس مدعی نبوت کے
دھوکہ میں نہ آؤ کیونکہ وہ مجنون کاہن اور ساحر ہے
اور ولید ابن مغیرہ مسجد حرام کے دروازہ پر بیٹھتا اور
جب یہ لوگ اس کے پاس آتے اور اس سے ان
لوگوں کے کہے ہوئے باتوں کے متعلق سوال کرتے
تو کہتا کہ انھوں نے سچ کہا ہے کتاب روضۃ الاحباب

قال صدقوا و در کتاب روضۃ الاحباب روایت است از عبداللہ بن عمرو بن العاص کہ او گفت روزے قریش در حرم کعبہ بہ حجر اسود جمع شدند من آنجا بودم سخن آنحضرتؐ درمیان آوردند و گفتند کہ ایں مرد عاقلان ما را سفیہ شمرد و پدران ما را دشنام داد و دین ما را عیب گفت و جماعت ما را متفرق ساخت و سب الہہ نمود ایں نوبت اگر وی را دریابم دانم کہ با وی چہ باید کرد ہمدریں سخن بودند کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شد و طواف کعبہ آغاز کرد چوں وی را دیدند از نہایت غیظ کہ داشتند برآنحضرتؐ ریختند و گفتند کہ تو ئی کہ در حق ما و بتان ما سخنان چناں گفتی آنحضرتؐ فرمود آرے منم و میگویم عبداللہ گوید مردے را دیدم کہ گوشہ ردائی وی را گرفت و در گردن آنحضرتؐ بہ پیچید چنانچہ راہ نفس بر وے تنگ شد ابوبکر صدیق رضؓ حاضر بود فریاد برآورد و در گریہ افتاد و میگفت اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ و قد جاءکم بالبینات من ربکم دست از پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم باز داشتند و روی با بی بکر رضی اللہ عنہ آوردند و محاسن مبارک او را می گرفتند و چنداں

میں روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے آپ نے کہا کہ ایک دن قریش حرم کعبہ میں حجر اسود کے پاس جمع ہوئے میں بھی وہاں تھا آنحضرتؐ کا تذکرہ اس مجلس میں ہوا اور کہنے لگے کہ یہ مرد ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف کہتا ہے اور ہمارے باپ دادا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے دین پر عیب لگاتا ہے اور ہماری جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے اس دفعہ وہ اگر ہم کو ملے تو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے یہی گفتگو کر رہے تھے کہ پیغمبر صلعم رونق افروز ہوئے اور کعبہ کا طواف کرنے لگے جب ان لوگوں نے آپ کو دیکھا تو نہایت غصہ سے آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے تو ہی ہے جو ہمارے اور ہمارے بتوں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کرتا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں میں ہی ہوں اور میں ہی کہتا ہوں عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور آنحضرتؐ کی گردن میں ڈال کر لپیٹ دیا اور اس طرح سخت لپیٹا کہ آپ کی سانس مبارک رک گئی ابوبکر صدیق رضؓ اس موقع پر حاضر تھے چیخنے لگے اور رونے لگے اور کہہ رہے تھے کہ کیا تم ایسے آدمی کو مار ڈالتے ہو جو اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے کھلی دلیلیں لایا ہے ان لوگوں نے آنحضرتؐ سے تو ہاتھ روک لئے اور حضرت ابوبکر رضؓ کی طرف چلے اور آپ کی ریش مبارک کو پکڑ کر اتنا مارے کہ آپ کا سر زخمی ہو گیا اور اتنے نعلین آپ کے

بروے زدند کہ سرش شکستہ شد و چنداں
نعلین بر سر وی و سائر اعضاء روی زدند
کہ بیہوش شدہ بیفتاد بنو تمیم کہ قوم ابی بکر بودند
خبردار شدہ بیامدند و از دست کفار خلاص
کردند۔ و در **تنبیہ ابی اللیث عربی** در باب
صبر علی البلاء روی عمرو بن میمون عن
ابی مسعود قال بینما رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یصلی عند البیت و ابو جہل
و اصحابہ علیہم اللعنۃ جلوس
وقد ذبحت جزور بالامس فقال
ابو جہل ایکم یقوم الی سلاء الجزور
فیلقیہ علی کتفی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اذا سجد فانبعث اشقی القوم
فاخذہ فلما سجد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وضعہ علی کتفیہ فاستضحکوا
وانا قائم انظر قلت لو کان بی قوۃ طرحتہ
عن ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجد
ما یرفع راسہ حتی انطلق انسان فاخبر
فاطمۃ رضی اللہ عنہا وھی جویریۃ فجاءت
وطرحتہ ثم اقبلت علیہم تشتمہم
فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلوتہ رفع صوتہ ودعا علیہم
فقال اللہم علیک بقریش علیک
بابی جہل وعقبۃ وعتبۃ وشیبۃ والولید

منہ اور تمام اعضاء پر مارے کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے
قبیلہ بنی تمیم جو آپ کا قبیلہ تھا جب اون کو اس کی
اطلاع ملی تو فوراً آئے اور کفار کے ہاتھ سے چھڑا دیئے
تنبیہ ابو اللیث عربی میں بلا پر صبر کرنے
کے باب میں ہے روایت کیا عمرو بن میمون نے
روایت ہے ابو مسعود کے کہا اس اثنا میں کہ رسول اللہ
صلعم نماز پڑھ رہے تھے بیت اللہ کے پاس اور
ابو جہل اور اس کے ساتھی اون پر خدا کی لعنت ہو
بیٹھے ہوئے تھے اور وہاں گزشتہ روز کچھ اونٹ
ذبح کئے گئے تھے ابو جہل نے کہا تم میں سے کون ہے
جو ذبح شدہ اونٹنی کی بچہ دانی لائیگا اور اسکو محمدؐ کے
دونوں شانوں پر سجدہ کرنے کے وقت ڈال دیگا۔
قوم میں سے ایک بدبخت اٹھا اور اس کو (بچہ دانی کو)
لیا جب نبیؐ سجدہ گئے تو آپ کے دونوں شانوں
پر اس کو رکھ دیا پس لوگ ہنسنے لگے اور میں کھڑا ہوا
دیکھ رہا تھا میں نے کہا اگر مجھ میں قوت ہوتی تو میں
رسول اللہ صلعم کی پشت مبارک سے اٹھا کر اسکو
پھینک دیتا۔ نبیؐ اسی طرح سجدہ میں تھے اپنا سر مبارک
سجدہ سے نہیں اٹھائے اتنے میں ایک آدمی آ گیا
اور فاطمہؓ کو اس کی خبر دی جا کر خبر دینے والی چھوکری
تھی پس بی بیؓ تشریف لائیں اور بچہ دانی کو پھینک دی
اور ان بدبختوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کو گالیاں دیں
جب رسولؐ نماز ادا کر چکے تو بلند آواز سے ان بدبختوں
کے لئے یہ بددعا فرمائی کہ اے اللہ قریش کو پکڑ لے
ابو جہل کو پکڑ لے اور عقبہ کو پکڑ لے اور عتبہ اور شیبہ

وامیة بن خلف قال ابن مسعود والذی بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالحق لقد رایت الذین سماھم صرعیٰ یوم بدر ۱۲ ای یار دیندار شنیدی کہ علما راہل زمانہ با محمد صلی اللہ علیہ وسلم چہ کردند و اہل مکہ چگونہ ایمان آوردند اکنوں اگر ایں چنیں معاملہ کسے با مہدی علیہ السلام و قوم او کنند نہ عجب است بلکہ دلیل است بر صدق مدعا ایشاں و اینکہ مذکور شد از ہزار یکی باشد ازاں کہ آنحضرتؐ را رسید کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ما اوذی نبی مثل ما اوذیت دیگر در تفسیر مدارک التنزیل تحت قولہ تعالیٰ قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مومنین (جزء ا رکوع ۱۱)

اعترض علیھم بقتلھم الانبیاء مع ادعائھم الایمان بالتوریة والتورٰیة لا تسوغ قتل الانبیاء علیھم السلام قیل قتلوا فی یوم واحد ثلثمائة نبی فی بیت المقدس وایضا فی المدارک تحت قولہ تعالیٰ ان الذین یکفرون بآیات اللہ ویقتلون النبین بغیر حق وھم اھل الکتاب راضون بقتل آبائھم الانبیاء بغیر حق حال موکدة لان قتل النبی لا یکون حقا ویقتلون

اور ولید اور امیہ بن خلف کو پکڑے ابن مسعودؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے بھیجا محمد صلعم کو حق کے ساتھ میں نے دیکھا مذکورہ لوگوں کو پچھڑے ہوئے بدر کے دن۔ اے یار دیندار کیا تو نے سنا کہ علماء اہل زمانہ نے اللہ کے حبیب محمد صلعم کے ساتھ کیا سلوک کیا اور اہل مکہ کس طرح ایمان لائے اب اگر ایسا ہی معاملہ کوئی شخص مہدیؑ اور صحابہ مہدیؑ کے ساتھ کرے تو تعجب کی بات نہیں بلکہ ان کے مدعا (خدا طلبی) کی صداقت پر دلیل ہے اور یہ جس کا ذکر کیا گیا ان ہزار مصیبتوں میں سے ایک ہے جو آنحضرت صلعم پر پڑیں جیسا کہ فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پیغمبر نہیں ستائے گئے جیسا کہ میں ستایا گیا ۔ دیگر تفسیر مدارک التنزیل میں تحت قولہ تعالیٰ قل فلم تقتلون الخ کہدو اے محمدؐ کہ پھر کیوں قتل کرتے رہے اللہ کے نبیوں کو پہلے سے اگر تم ایمان والے تھے) اعتراض کیا ان پر انبیا کو قتل کرنے سے باوجود ان کے دعویٰ کرنے کے توریت پر ایمان کا اور تورات میں بھی قتل انبیاء کسی صورت سے جائز نہ تھا بعض نے کہا ہے کہ اہل کتاب نے ایک دن میں بیت المقدس میں تین سو پیغمبروں کو قتل کیا۔ نیز مدارک میں بتحت قولہ تعالیٰ ان الذین یکفرون الخ جو لوگ منکر ہوتے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کردیتے ہیں پیغمبروں کو ناحق) حالانکہ وہ اہل کتاب ہیں اور راضی ہیں اپنے باپ دادا کے قتل سے جو پیغمبر تھے

الذین یامرون بالقسط والعدل من
الناس سوی الانبیاء قال علیہ
السلام قتلت بنو اسرائیل ثلثۃ
واربعین نبیا من اول النہار فی
ساعۃ واحدۃ فقام مائۃ واثنا
عشر رجلا من عباد بنی اسرائیل
فامروا قتلتھم ای قاتلیھم بالمعروف
ونھوھم عن المنکر فقتلوا جمیعا
فی اخر النہار من ذالک الیوم"
ودر تفسیر زاہدی زیر آیت
لقد ارسلنا نوحا الی قومہ آوردہ اند
کہ بوقت نوح جہاں آباد بودہ چنانکہ
مزرع زمین وفانکردہ است خلق
خاک را بر سر کوہ بردندے و آنجا
کشت کردند و نوح علیہ السلام باشندہ
برزمین کوفہ بودہ است واز کوفہ تا مکہ
چناں بود کہ ہمہ بزیر سایہ درختاں
رفتندے و اغلب ہمہ بت پرست
بودند و عمر نوح علیہ السلام صحیح ترآنست کہ
ہزار و چہار صد و پنجاہ سال بزیست
دو بیست و پنجاہ سال قبل از دعوت
دو بیست و پنجاہ سال بعد از طوفان نہصد
پنجاہ سال قوم را دعوت میکرد و میگفت
یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ قال
الملاء من قومہ انا لنرٰک فی ضلال مبین

اس حال میں کہ وہ قتل ناحق تھا یہ حال موکدہ ہے
کیوں کہ نبی کا قتل حق نہیں ہوتا ہے اور اہل کتاب
پیغمبروں کے سوائے ان لوگوں کو بھی قتل کرتے تھے
جو عدل و انصاف کا حکم کرتے تھے نبیؑ نے فرمایا کہ بنی
اسرائیل کے کفار نے ابتداء روز کے ایک گھنٹے
میں ۴۳ پیغمبروں کو قتل کیا۔ پھر بنی اسرائیل کے
مومن بندوں میں سے ایک سو بارہ مرد اٹھے اور
قاتلین کو نیک کام کرنے اور برائی سے باز رہنے کا
حکم کیا اسی دن آخری حصہ میں دن کے یہ لوگ بھی
قتل کر دیئے گئے۔ **تفسیر زاہدی میں تحت**
قولہ تعالیٰ لقد ارسلنا الخ (ہم نے بھیجا ہے
نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف) نقل کئے ہیں کہ حضرت
نوحؑ کے وقت دنیا اس قدر آباد تھی کہ کھیتی کرنے
کے لئے زمین نہیں ملتی تھی مٹی کو زمین سے پہاڑوں
پر لیجاتے تھے اور پہاڑوں پر زراعت کرتے تھے،
نوح کی سکونت کوفہ میں تھی کوفہ سے مکہ تک درختوں
کے سایہ کے نیچے سے جاتے تھے اور اکثر و بیشتر
انسان بت پرست تھے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام
کی عمر صحیح یہ ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال کی تھی ڈھائی
سو سال دعوی سے پہلے اور ڈھائی سو سال طوفان
کے بعد اس طرح ساڑھے نو سو برس قوم کی دعوت
کرتے رہے اور کہتے تھے کہ اے قوم عبادت کرو اس
خدا کی جس کے سوائے کوئی خدا نہیں آپ کے اس
کہنے پر قوم کے امراء کہتے تھے کہ اے نوح ہم تجھکو
کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں یعنے نوحؑ کی قوم کے

گفتند بزرگان و سران و اشراف آن قوم وی
ما ترا در گمراہی ظاہر می بینیم پس دروغ زن
داشتند و بزدندش تا وقتے بودے کہ روزے
ہفتاد بار بزدندے چوں بہ ہوش آمدے
گفتے بگوئید لا الٰہ الا اللہ سہ قرن میان
ایشاں بزیست مردے آمدے و فرزند
را می آوردے و گفتے کہ پدر من مرا دست
گرفتہ اینجا آوردہ بود و نصیحت کردہ کہ
مگر تا سخن ایں مرد نشنوی کہ وی دروغ زن
و جادوگر است اینک من ترا ہمیں نصیحت
میکنم و نوح علیہ السلام ہمچناں بدیں سہ
قرن دعوت میکرد و گرد عالم میگشت
ہشتاد تن گرویدند یا چہل تن یا ہفت تن
کقولہ تعالیٰ وما آمن معہ
الا قلیل تا خداوند تعالے خبر داد وش
پس دعا کرد بہلاک قوم و ہمہ کافران
غرق شدند و حق تعالیٰ خود می فرماید کہ
انا لننصر رسلنا والذین آمنوا
ایضاً قال اللہ تعالیٰ وان
جندنا لہم الغالبون وقال
اللہ تعالیٰ وانہم لہم المنصورون
اے برادر بطریق انصاف نظر کن
کہ آں سیصد و چہل انبیاء علیہم السلام
شربت شہادت چشیدند او شاں را غلبہ
ظاہری و نہ نصرت و دبدبہ و لشکر و

سر برآوردہ لوگوں نے کہا ہم تجھکو کھلی گمراہی میں دیکھتے
ہیں پس یہ لوگ آپ کو جھوٹا سمجھتے تھے اور آپ کو مارتے
تھے یہاں تک کہ بعض وقت ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک
دن میں ستر بار مارتے تھے جب ہوش میں آتے تو کہتے
اے لوگو اقرار کرو کہ اللہ کے سوائے کوئی دوسرا اللہ
نہیں. ایسے لوگوں کے درمیان تین قرن تک زندگی
بسر کئے. ایک آدمی آتا اور اپنے فرزند کو لاتا اور کہتا
کہ میرا باپ میرا ہاتھ پکڑ کر یہاں (نوح کے پاس) لایا تھا
اور مجھے نصیحت کی کہ دیکھ اس مرد (نوح) کی بات
مت مان کہ یہ جھوٹا اور جادوگر ہے اب اے بیٹا میں
بھی تجھکو اپنے باپ کی جیسی نصیحت کرتا ہوں. اور نوح
اسی طرح تین قرن تک دعوت کرتے رہے اور اطراف
عالم میں پھرتے رہے صرف اسی آدمی ایمان لائے
یا بروایت دیگر چالیس آدمی یا سات آدمی مانند
قول اللہ تعالیٰ کے اور نہیں ایمان لائے اس پر (نوح
پر) مگر تھوڑے. یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے نوح
کو خبر دی پس آپ نے قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی
اور تمام کفار غرق ہو گئے اور حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ
بیشک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں
کی جو ایمان لائے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک
ہمارے ہی لشکر ان پر غالب ہیں. اور فرماتا ہے
اور بیشک وہی لوگ ان پر فتح پانے والے ہیں
اے بھائی بطریق انصاف نظر کر کہ وہ تین سو چالیس
انبیاء نے شربت شہادت پیا نہ ان کو ظاہری غلبہ
حاصل تھا اور نہ مدد اور ان کے پاس دبدبہ اور لشکر

دولت شدند بر ایشان تمام عالم ایمان
آورد بلکہ عشرے از عشور ایمان نیاوردند
اما در ثبوت نبوت ایشان ہیچ شبہے
وتفاوتے نماند اوشان انبیا بحق بودند
وتبلیغ امر الہی کردند بر خلق قبول اوشان
واجب شد وحجت لازم گشت بعد ازاں
کسے ایمان آرد یا نیارد وغلبہ ظاہری شرط
نیست باشد یا نباشد اگر کسے
نعوذ باللہ بگوید کہ بر اوشان تمام عالم
ایمان نیاوردہ واوشان را غلبہ ظاہری
نشد دعوی نبوت اوشان ثابت حق
نشد بیشک مردود ابدی وکافر سرمدی گردد
زیرا کہ حقتعالیٰ فرمودہ ما علی الرسول الا
البلاغ پس مراد از غلبہ ونصرت غلبہ وتائید
حق است بحجت وصدق دعوی ودر عاقبت
نہ غلبہ ظاہری ہمچنیں مہدی موعود علیہ
السلام مہدی بحق بود دعوی ثبوت مہدیت
او ظاہر شود ہر کہ ایمان آورد فلاح یافت
ہر کہ انکار کرد زیاں کار گشت بہر دو جہاں
وہر کہ ایں حجت آورد کہ در حق مہدیؑ حدیث
آمدہ کہ یملاء الارض قسطا وعدلا
پس غلبہ ظاہری وایمان آوردن تمام عالم
شرط کرد ہیہات ہیہات غلبہ ظاہری و
ایمان آوردن تمام عالم در حق دعوت
انبیاء علیہم السلام شرط نشد در حق مہدیؑ

تھا نہ مال و دولت نہ ان پر تمام دنیا کے لوگ ایمان
لائے بلکہ عشر عشیر (دسواں حصہ) بھی ایمان نہیں
لائے لیکن ان کی پیغمبری میں کوئی شک اور کوئی
فرق نہ رہا وہ سب برحق انبیاء تھے انھوں نے حکم خدا
کی تبلیغ کی مخلوق پر اون کو قبول کرنا واجب ہوا
اور حجت لازم ہوئی اس کے بعد کوئی ایمان لائے
یا نہ لائے غلبہ ظاہری کی تو شرط نہیں ہے غلبہ ظاہری
ہو کہ نہ ہو اگر کوئی شخص نعوذ باللہ کہے کہ ان پر تمام
دنیا کے لوگ ایمان نہیں لائے اور ان کو غلبہ ظاہری
حاصل نہیں ہوا اس لئے ان کی نبوت کا دعوی ثابت
اور حق نہ ہوا تو (ایسا کہنے والا) بیشک ازلی مردود اور
ابدی کافر ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور
نہیں ہے رسول پر مگر پہنچا دینا پس غلبہ اور نصرت
سے مراد حق کا غلبہ اور تائید ہے دعوی کی صداقت
اور حجت کے ساتھ اور بالآخر غلبہ ظاہری شرط نہیں
اسی طرح حضرت مہدی موعودؑ برحق مہدیؑ تھے اور
اپنی مہدیت کے ثبوت کا دعوی ظاہر کر دیا جو شخص
ایمان لایا فلاح پایا اور جس نے انکار کیا دونو جہاں
میں گھاٹے میں رہا اور جو شخص یہ حجت پیش کیا کہ مہدی
علیہ السلام کے حق میں حدیث آئی ہے کہ زمین کو عدل
وانصاف سے بھر دیگا پس اس نے اس حدیث کو
پیش نظر رکھ کر ظاہری غلبہ اور تمام دنیا کے ایمان لانے
کو شرط ٹھیرایا افسوس افسوس انبیاءؑ کی دعوت کے
حق میں تمام دنیا کا ایمان لانا اور غلبہ ظاہری تو شرط
نہ ہوا اور مہدیؑ کے حق میں شرط ہو گیا۔ تو جب اس قدر

شرط شد بر نوح علیہ السلام باآں درازی عمر و کثرت خلائق و طول مدت دعوت و قلت اہل ایمان کسے از اہل ایمان نگفتہ کہ بر نوح علیہ السلام ہمہ عالم ایمان نیاوردہ و اورا در بازارہا ہر روز ہفتاد بار می زدند چنین بے قدر را چگونہ نبوت ثابت شود و در حق مہدیؑ باین کوتاہی عمر و دعوئ پنجسالہ چندین ہزار بلکہ چندین لک مومناں ایمان آوردند و در توابع او آثار صلاحیت چنانچہ روزہ و نماز و حج و زکوٰۃ و توکل و صبر و تسلیم و تفویض و ذکر و فکر و خوف و رجاء و شوق و وجد و زہد و اخلاص مع الاعتقاد صحیح یافتہ می شود ہنوز در مہدیت او شک می دارند و یملاء الارض عدلا دلیل و حجت می آرند استغفر اللہ العظیم و نعوذ باللہ من الانکار بعد العیان ای عزیز در ثبوت مہدیت مہدی علیہ السلام ہمیں کافی است کہ او بنی فاطمہ و ناصر دین باشد بذات خود در تمام اقوال و افعال و احوال متابع و موافق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام باشد و تبلیغ دعوت بخلق کند و ما علی الرسول الا البلاغ (جز ۸ رکوع ۳) اما ایمان آوردن عالم شرط نیست چنانکہ در حق ہیچ انبیاء علیہم السلام شرط نشد

عمر کی درازی اور مخلوق کی کثرت مدت دعوت کے طول اور اہل ایمان کی قلت کے باوجود اہل ایمان میں سے کسی نے اب تک یہ نہ کہا کہ نوحؑ پر تمام دنیا کے لوگ ایمان نہیں لائے۔ اور آپ کو بازاروں میں ہر روز ستر بار مارتے تھے ایسے بے قدر انسان کے لئے کس طرح نبوت ثابت ہوگی کسی نے نہیں کہا اور مہدیؑ کے حق میں باوجود آپ کی عمر کی کوتاہی اور پانچ سالہ دعوی کے کئی ہزار بلکہ کئی لاکھ مومن ایمان لائے اور آپ کی پیروی کرنے والوں میں صلاحیت کے آثار چنانچہ روزہ نماز حج زکوٰۃ توکل صبر تسلیم تفویض ذکر و فکر خوف و رجا شوق اور وجد زہد اور اخلاص ساتھ اعتقاد صحیح کے پائے جاتے ہیں تو بھی مہدی علیہ السلام کی مہدیت میں شک رکھتے ہیں اور مہدیؑ زمین کو انصاف سے بھر دیں گے کی حدیث کو دلیل و حجت میں پیش کرتے ہیں مغفرت چاہتا ہوں خدائے بزرگ سے پناہ بخدا امر حق ظاہر ہونے کے بعد اس کے انکار سے اے عزیز مہدیؑ کی مہدیت کے ثبوت میں یہی کافی ہے کہ آپ بنی فاطمہ اور دین کے ناصر ہیں اپنی ذات سے تمام اقوال اور افعال اور احوال میں رسولؐ کے پیرو اور رسولؐ کے موافق ہیں اور دعوت الی اللہ کی تبلیغ مخلوق پر کرتے ہیں اور رسول کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے لیکن دنیا کے تمام لوگوں کا ایمان لانا شرط نہیں جیسا کہ کسی رسول کے حق میں یہ شرط نہ ہوا۔ اور انبیاء

و یؤیده ما قال الامام الزاهد رحمة الله علیه فی تفسیر قوله تعالیٰ وارسلناک للناس رسولا و کفیٰ بالله شهیدا (جزء ۵ رکوع ۸) ای وما ترا رسول فرستادیم بهمه خلق و خدا تعالیٰ بر رسولی تو و بر گفتار ایشان گواه بس نه قبول ایشان می باید تا تو رسول گردی رسول که رسول گردد بارسال خداوند رسول گردد نه بقبول خلق انتهیٰ پس برین معنی متحقق گشت که مهدی که مهدی شود بارسال خداوند مهدی شود نه بقبول خلق و رکن اصلی در دعوت او صفات اوست کما ذکر و اگر کسے گوید که اگر ملء الارض عدلا را شرط نداریم در حدیث رسول علیه السلام تفاوت می آید برو واجب است که بطریق انصاف در کلام ربانی نظر کند که حق تعالیٰ چه می فرماید اول حق تعالےٰ می فرماید در آغاز قرآن الٓمٓ ذالک الکتاب لا ریب فیه یعنے خدا تعالیٰ میفرماید منم خدائے دانا و آں قرآن کتابے است که نیست ہیچ شکے درو آمنا وصدقنا وظاهر است که یهود و نصاریٰ و تمام مشرکان اہل دنیا و بسیاری مردماں در شک افتادند بر قرآن و ایمان نیاوروند چنانکه در تنبیه عربی

کی تائید کرتا ہے امام زاہدؒ کا قول جو اللہ کے قول کی تفسیر میں ہے۔ اور ہم نے تجھکو بھیجا ہے لوگوں کیلئے رسول بنا کر اور اللہ کافی ہے گواہ۔ یعنے ہم نے تجھکو بھیجا ہے رسول بنا کر تمام مخلوق پر اور خدا تعالیٰ تیری رسالت اور مخلوق کی گفتار پر کافی گواہ ہے نہ مخلوق کے قبول کرنے کی ضرورت ہے کہ تو رسول ثابت ہو رسول جو رسول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے رسالت عطا کرنے سے ہوتا ہے نہ کہ مخلوق کے قبول کرنیسے انتہیٰ۔ پس اس معنی سے یہ ثابت ہو گیا کہ مہدیؑ جو مہدیؑ ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے بھیجا جانے سے ہوتا ہے نہ کہ مخلوق کے قبول کرنے سے اور اصلی رکن آپ کی دعوت میں آپ کے صفات ہیں جیسا کہ ذکر کیا گیا۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا کی حدیث کو شرط نہ ٹھیرائیں تو رسولؐ کی حدیث میں فرق آتا ہے اس معترض پر واجب ہے کہ کلام ربانی میں بطریق انصاف نظر کرے کہ حق تعالیٰ کیا فرماتا ہے پہلے حق تعالیٰ آغاز قرآن میں فرماتا ہے۔ الٓمٓ ذالک الکتاب لا ریب فیہ وہ کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہوں خدا جاننے والا اور وہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے آمنا وصدقنا اور ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ اور تمام مشرکین اہل دنیا اور بہت سے لوگ شک میں پڑ گئے قرآن پر ایمان نہیں لائے چنانچہ تنبیہ عربی باب شکر میں فقیہ ابو اللیث نے لایا ہے کہ تمام مخلوق

سه الٓمٓ ۔ انا الله العلیم (منہ)

درباب شکر فقیہ ابواللیث آوردہ کہ تمام خلائق را یکصد و بست و پنج حصہ شد یک حصہ ازاں مومن و باقی تمام کافر اکنوں بگو چہ میگوئی در حق قرآن نعوذ باللہ اگر چنیں گوئی کہ لاریب شدن قرآن بر مردمان موقوف است و از مردمان اندک کساں لاریب می گویند و تمام عالم باقی در شک می دارند پس قرآن لاریب چگونہ باشد قرآن لاریب آنگہ بودے کہ تمام عالم ایں را لاریب گفتندے و ایمان آوردے تا در قول اللہ تعالیٰ تفاوت نباید لاریب فیہ فرمود بیشک کافر گردی پس اعتقاد صحیح ہماں است کہ قرآن لاریب است اگر کسے ایمان آرد یا نیارد و اندک یا بسیار چنانکہ امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ دریں معنی جواب با صواب فرمودہ کہ آں کافی است منصف را و آں ست کہ بدانکہ ایں نفی شک است از کتاب نفی شک از مردماں بحق کتاب و ایں از بہر آنست کہ کلام بر دو قسم است صدق و کذب صدق آں بود کہ بنفس خود صدق بود نہ آنکہ مردماں اورا صدق دانند انتہی بریں معنی یقین باید دانست کہ صدق مدعائے مہدی بر صفات مہدی موقوف است نہ بر ایمان آوردن عالم پس ذات حضرت مہدی علیہ السلام کہ ظاہر و باطن و قولاً و فعلاً و امر و نہیاً

کے ایک سو پچیس حصے ہوئے ان میں سے ایک حصہ مومن ہیں اور باقی تمام کافر ہیں اب تو کہہ کہ قرآن کے حق میں کیا کہتا ہے نعوذ باللہ اگر تو یہ کہے کہ قرآن کا لاریب ہونا لوگوں کے لاریب کہنے پر موقوف ہے و تمام لوگوں میں سے تھوڑے لوگ لاریب کہتے ہیں اور باقی تمام دنیا کے لوگ قرآن میں شک رکھتے ہیں پس تیرے قول کے موافق قرآن لاریب کس طرح ہوگا قرآن تو لاریب اس وقت ہوتا جب کہ تیرے قول کے موافق تمام دنیا کے لوگ قرآن کو لاریب کہتے اور قرآن پر ایمان لاتے تو اللہ تعالیٰ کے قول میں فرق نہ آتا کیونکہ اللہ نے لاریب فیہ فرمایا ہے ایسا اعتراض کرنے سے بیشک تو کافر ہو جائیگا پس اعتقاد صحیح یہ ہے کہ قرآن لاریب ہے اگر کوئی ایمان لایا نہ لایا تھوڑے ایمان لائیں یا بہت چنانچہ امام زاہدؒ نے اس معنی میں جواب با صواب ادا فرمایا ہے کہ وہ منصف کے لئے کافی ہے اور وہ جواب یہ ہے جان کہ یہ نفی کتاب سے شک کی نفی ہے نہ کہ لوگوں سے شک کی نفی ہے کتاب کے حق میں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ کلام دو قسموں پر ہوتا ہے ایک سچا اور دوسرا جھوٹا سچا کلام وہ ہے کہ بذات خود سچا ہو کہ لوگ اسکو سچا جانیں انتہی اس معنی پر یقین رکھنا چاہیئے کہ مہدیؑ کے دعوی کی صداقت مہدیؑ کے صفات پر موقوف ہے لوگوں کے ایمان لانے پر موقوف نہیں پس حضرت مہدیؑ کی ذات جو ظاہر اور باطن میں قول اور فعل میں اور امر و نہی کرنے میں پیغمبروں کی صفات رکھنے والی ہے اور

پیغامبر صفات بود و دعوت خلق بسوئے دین
خالص باذن اللہ فرمود و ہدیت او بقرآن
و احادیث و اجماع و قیاس با احوال انبیاء
ثابت شد و بر خلائق تصدیق او واجب
گشت و کسے را عذر و مجال انکار نماند۔

جوابے دیگر بشنو کہ حق تعالےٰ
در حق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چہ می فرماید
قولہٗ تعالیٰ وما ارسلنٰک الا رحمۃ (جز ۱۷ رکوع ۷)
للعالمین و قولہٗ تعالیٰ وما ارسلنٰک
الا کافۃ للناس یعنے نفرستادیم ما ترا (جز ۲۲ رکوع ۹)
اے محمد مگر رحمت برائے تمام عالم پس
نعوذ باللہ اگر کسے در نبوت مصطفےٰ انکار دارد
و ایں آیت را حجت آرد کہ رسول آں باشد
کہ رحمت للعالمین باشد و تمام عالم برو
ایمان آرند و ہمہ از رحمت ایمان نصیب
یابند و ایں رسول کہ آمد بر واندکے از
خلائق ایمان آورد و بسیار کساں را بکفر
و اہل دوزخ حکم کرد و بسیار کساں را بقتل
رسانید پس در حق اوشاں رحمت چگونہ
شد و ایں را رحمت للعالمین چوں باید
گفت قول خدا آنگہ صادق آید کہ او تمام
عالم را رحمت باشد و تمام عالم را ایمان عطا
فرماید و الا نہ در آیت تفاوت می آید یقین
است کہ ایں چنیں انکار او را بقعر دوزخ
برد و حجت او باطل باشد بلکہ اعتقاد صحیح

آپ نے اللہ کے حکم سے دین خالص کی طرف مخلوق
کی دعوت فرمائی اور آپ کی ہدیت قرآن و حدیث
اجماع و قیاس کے موافق انبیاء عم کے احوال کے
برابر ثابت ہوئی اور مخلوق پر آپ کی تصدیق
واجب ہوگئی اور کسی کو انکار کرنے کی مجال اور کوئی
عذر نہ رہا۔

دوسرا جواب سنو کہ اللہ تعالیٰ مصطفیٰ عم
کے حق میں کیا فرماتا ہے۔ اور ہم نے تجھکو تمام عالم کے
لیئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ نیز فرماتا ہے کہ اور ہمنے
تجھکو بھیجا ہے تمام لوگوں کے لیے یعنے ہم نے نہیں
بھیجا تجھ کو اے محمدؐ مگر رحمت واسطے تمام عالم کے
پس نعوذ باللہ اگر کوئی شخص مصطفےٰ عم کی نبوت سے
انکار کرے اور اس آیت کو حجت بنائے کہ رسول
وہ ہے جو تمام عالم کے لئے رحمت ہو۔ اور تمام دنیا
کے لوگ محمدؐ پر ایمان لائیں اور تمام لوگ رحمت
کی وجہ سے ایمان کا حصہ پائیں اور یہ رسول جو آیا
اس پر تھوڑی سی مخلوق ایمان لائی اور بہت سے
لوگوں کو کافر اور اہل دوزخ ہونے کا حکم کیا اور بہت
سے لوگوں کو قتل کر دیا پس اس رسول کے حق میں
رحمت ہونا کس طرح ثابت ہوگا اور اسکو رحمۃ
للعالمین کس طرح کہنا چاہیئے۔ خدائے تعالیٰ کا قول
تو اس وقت صادق آتا کہ وہ تمام دنیا کیلیے رحمت
ہوتا اور تمام دنیا کے لوگوں کو ایمان عطا فرماتا ورنہ
آیت میں فرق آتا ہے یقین ہے کہ اس طرح کا
انکار اس کو قعر دوزخ میں لے جائیگا۔ اور اس کی حجت

آنست کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ المبارک رحمۃ للعالمین و رسول رب العالمین است اگر مردماں ایمان آرند یا نیارند تمام عالم چہ معنی دارد اگر یکس ہم بروایمان نیارد در نبوت او شک و طعن لازم نیاید چنانچہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است بعثت الی الناس کافۃ فان لم یستجیبوالی فالی العرب فان لم یستجیبوالی فالی قریش فان لم یستجیبوالی فالی بنی ہاشم فان لم یستجیبوالی فالی وحدی

ایں حدیث در کتاب جامع الصغیر است در باب البا بریں معنی تحقیق و ثابت شد کہ اگر بر مہدی موعود علیہ السلام یکس ہم ایمان نیاوردے در صدق دعوی مہدیت او ہیچ طعن و شک راہ نیافتے والحمد للہ کہ بر وے از عالم ایمان آوردند و می آرند کہ شمار ایشاں بجز حق تعالیٰ نداند سبحان اللہ سبحان اللہ در حق خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام قرآن بروے نازل شد یملا الارض قسطا و عدلا شرط نشد و در حق ہیچ یکی از انبیاء علیہم السلام املا الارض عدلا شرط نشد و در حق کلام ربانی ایمان آوردن تمام عالم شرط نشد و کسے از اہل ایمان نگفت کہ جملہ انبیاء و مصطفی علیہم الصلوۃ

باطل ہوگی بلکہ صحیح اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم بنفس مبارک رحمۃ للعالمین اور رسول رب العالمین ہیں، لوگ ایمان لائیں یا نہ لائیں تمام عالم کا ایمان لانا کیا معنی رکھتا ہے اگر ایک شخص بھی آپ پر ایمان نہ لائے تو آپ کی نبوت میں شک اور طعن لازم نہیں آتا چنانچہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ میں تمام لوگوں پر مبعوث ہوا ہوں پس اگر وہ قبول نہ کریں مجھ کو تو میں عرب کی طرف مبعوث ہوا ہوں پس اگر وہ بھی قبول نہ کریں مجھکو تو میں بنی ہاشم کی طرف مبعوث ہوا ہوں پس اگر سارے بنی ہاشم بھی مجھکو قبول نہ کریں تو میں تنہا اپنے آپ کی طرف مبعوث ہوا ہوں

یہ حدیث جامع الصغیر میں باب الباء میں ہے بلحاظ اس معنی کے یہ امر محقق اور ثابت ہوا کہ اگر مہدی موعودؑ پر ایک شخص بھی ایمان نہ لاتا تو آپ کی مہدیت کے دعوی کی صداقت میں کسی طعن اور شک کو دخل نہ ہوتا اور خدا کا شکر ہے کہ آپ پر دنیا کے اتنے لوگ ایمان لائے ہیں اور لا رہے ہیں جن کی گنتی اللہ کے سوائے کوئی نہیں جانتا ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ خاتم الانبیاء صلعم کے حق میں تو جن پر پورا قرآن نازل ہوا تمام روی زمین کو عدل و انصاف سے بھرنے کی شرط نہ ہوئی اور اسی طرح انبیاء میں سے کسی ایک نبی کے حق میں بھی روی زمین کو عدل و انصاف سے بھرنے کی شرط نہ ہوئی اور کلام ربانی کے حق میں بھی تمام دنیا کے لوگوں کا ایمان لانا شرط نہ ہوا اور اہل ایمان میں سے کسی نے نہ کہا کہ تمام

والسلام وکلام اللہ آنگہ برایشاں ایمان واجب شود کہ تمام عالم ایمان آرد و اگر چہ در باب ثبوت مہدیت حضرت امام علیہ السلام چنداں کتب مطولہ تصنیف شدہ کہ در شمار نیایند اما ایں چند نکات بطریق ایجاز نوشتہ شد تا خدائے تعالیٰ طالب منصف را فائدہ مند گرداند و اگر کسے سوال کند کہ باعث چیست کہ اکثر مردماں مہدی را قبول نکردند و توابع او را دشمن می دارند جواب او بفضل الٰہی آنکہ مہدی علیہ السلام خاتم ولایت محمدی است صلی اللہ علیہ وسلم و ولایت باطن مصطفی بود علیہ الصلوٰۃ والسلام و دراں باطن محض وصال بحق و فنائے مطلق و ترک ماسوی اللہ بود مہدی علیہ السلام برائے اظہار امور باطن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث شد پس چوں خلائق را بترک عادات و رسوم و مال و جاہ و جملہ محبوبات نفس بفنائے مطلق محض بسوئے ذات اللہ دعوت فرمود و بہ ترک جمیع ماسوی اللہ امر نمود و ذکر اللہ علی الدوام فرض فرمود و صحبت صادقان فرض فرمود و ہر چہ از ذکر باز دارد چہ خوردن و چہ آشامیدن و چہ با خلق اختلاط کردن ہر چہ موجب غفلت است حرام شمرد و طلب دیدار خدا بر ہر مرد و زن فرض فرمود و طالب دنیا را کافر فرمود

انبیا را اور محمد مصطفیٰ علیہم السلام اور کلام اللہ پر ایمان اس وقت واجب ہوگا جب کہ تمام دنیا کے لوگ ایمان لائیں (تو پھر مہدیؑ کے حق میں تمام دنیا کے لوگ ایمان لانے کی شرط کیسے ہو سکتی ہے) اگرچہ حضرت امامؑ کے ثبوت کے بارے میں اس قدر مطول کتابیں تصنیف ہوئی ہیں کہ شمار میں نہیں آتیں لیکن یہ چند نکتے بطریق اختصار لکھے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ منصف طالب کو فائدہ مند بنائے۔

اور اگر کوئی شخص سوال کرے کہ کیا سبب ہے کہ اکثر لوگ تمہارے مہدیؑ پر ایمان نہیں لائے اور ان کے پیروؤں سے دشمنی رکھتے ہیں۔؟

اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہے کہ مہدیؑ خاتم ولایت محمدی ہیں صلعم اور ولایت مصطفیٰ کا باطن ہے اور اس باطن میں محض وصال حق اور فنائے مطلق اور ترک ماسوی اللہ تھا۔ مہدی علیہ السلام باطن محمدیؐ کے امور کو ظاہر کرنے کیلئے مبعوث ہوئے۔ پس جب خلائق کو عادتوں اور رسوم اور مال وجاہ کے ترک کرنے اور نفس کے تمام خواہشات کو چھوڑ کر فنائے مطلق کے ساتھ محض اللہ کی ذات کی طرف دعوت فرمائی اور تمام ماسوی اللہ کو چھوڑنے کا حکم کیا اور ہمیشہ اللہ کے ذکر اور صحبت صادقان کو فرض فرمایا اور جو باتیں ذکر اللہ سے باز رکھنے والی ہیں خواہ کھانا ہو خواہ پینا خواہ مخلوق سے میل جول رکھنا غرض جو کچھ غفلت کا باعث ہے حرام سمجھا اور خدا کے دیدار کی طلب کو ہر مرد و زن پر فرض فرمایا اور طالب دنیا

و در هر که طلب حیات دنیا شد یعنی هر گفت هر که زنان فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات را مرید و محب باشد و بدو مشغول گردد او کافر است و اگر کسے با او صحبت کند یا خانۂ او برود یا الفت با و دارد آن ما نیست و از آن محمدؐ نیست و از آن خدا نیست بر زبان مبارک آورد پس قبول این اوامر که مخالفت هوا نفس است بر مردمان بغایت دشوار آمد پس سر از قبول باز زدند و عداوت ورزیدند و طالبان حق و عاشقان ذات مطلق که بودند سر بر عتبۂ ایشان نهادند و جان و مال و خانمان فدا ساختند اکنون دلائل این جواب بشنو تا ترا الیقین حاصل آید۔

دلیل اول که حق تعالیٰ در قرآن مجید ازین باعث خبر میدهد که مردمان انبیاء را قبول نکردند و چند کسانرا شربت شهادت چشانیدند سبب همین بود که انبیاء علیهم السلام ایشانرا به مخالفت هوا نفس امر کردند کما قال الله تعالیٰ افکلما جاءکم رسول بما لا تهوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون یعنی هر گاه که بیاید بشما رسولے بدانچه دوست ندارد نفسها و تنها شما و سخن او برو نفق

کو کافر فرمایا اور جس شخص میں دنیا کی زندگی کی طلب ہوئی اس کے متعلق علانیہ فرمایا کہ جو شخص عورتوں بچوں مال حیوانات کھیتوں عمارتوں لباس اور کھانے کی چیزوں کا ارادہ رکھنے والا اور عاشق ہوگا اور انہی میں مشغول ہو جائے گا تو وہ کافر ہے اور اگر کوئی تارک الدنیا مرید دنیا کی صحبت میں رہے یا اس کے گھر جائے یا اس سے الفت رکھے وہ ہمارا نہیں اور محمد کا نہیں اور خدا کا نہیں ہے یہ الفاظ آنحضرتؐ اپنی زبان مبارک پر لائے پس قبول کرنا ان احکام کا جو خواہش نفس کے مخالف ہیں لوگوں پر نہایت دشوار ہوا پس طالبانِ دنیا نے ان باتوں سے انکار کیا اور طالبان حق اور عاشقان ذات مطلق جو لوگ تھے انھوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی دہلیز پر اپنے سر رکھدیئے اور جان و مال اور گھر بار کو فدا کر گئے اب اس جواب کے دلائل سنئے تاکہ تم کو یقین حاصل ہو۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اسی لئے خبر دیا ہے کہ جن لوگوں نے انبیاءؑ کو قبول نہیں کیا اور بعض پیغمبروں کو شہید کردیئے اس کا سبب یہی تھا کہ پیغمبروں نے لوگوں کو خواہش نفس کی مخالفت کا حکم کیا تھا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کیا جب کبھی لائے تمھارے پاس کوئی رسول وہ حکم کہ نہ پسند کرتے تھے تمھارے نفس تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو تمنے جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کر ڈالتے تھے۔ یعنی جس وقت کہ آیا تمھارے پاس کوئی رسول ایسی بات لیکر جس کو تمہارا نفس دوست نہیں رکھتا ہے اور رسول

ہوا و مدعا شما نباشد کبر آوردید و گردن نہادید پس گروہی از ایشان دروغ داشتید چوں محمد و عیسیٰ علیہما السلام وغیرہما و گروہی را بکشتید چوں زکریا و یحییٰ علیہما السلام و دیگر انبیاء چنانکہ شہادت اوشاں مذکور گشت

دلیل دوم در تفسیر تاویلات القرآن در سورہ دخان زیر آیت یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ انا منتقمون ۔ قال والانہماک فی دواعی الطبعیۃ والتعمق فی الجاھلیۃ کالسکران غلب الھوی علیٰ عقلہ واحاط بہ الحجاب من جمیع جہاتہ وظہر اثر الغی من مشاعرہ وھذا عذاب الیم لکنہ لو یشعر لشدۃ انہماکہ فی تفرعنہ وقوت شکیمتہ فی تشیطنہ کلما دعاہ الموحد القائم بالحق المہدی الیٰ نور الذات بالفناء المطلق المنصور من عند اللہ بالوجود الموہوب المتحقق ونبہہ علیٰ ما بہ من الاحتجاب ابی واستکبر وطغی او تجبر لاستغنائہ بنفسہ وثباتہ فی غیہ ۔

دلیل سیوم آنکہ ایضاً در تفسیر تاویلات القرآن در معنی

کی بات تمہاری خواہش اور مدعا کے موافق نہیں ہوئی تو تم نے غرور کیا اور رسول کے سامنے تم نے گردن نہیں جھکائی پس رسولوں میں سے ایک جماعت کو تم نے جھوٹے ٹھیرایا مثلاً محمد اور عیسیٰ علیہما السلام وغیرہ کو اور ایک جماعت کو تم نے قتل کیا مثلاً زکریا اور یحییٰ علیہما السلام اور دوسرے انبیاء کو چنانچہ ان کی شہادت کا ذکر اوپر ہوچکا ۔

دوسری دلیل تفسیر تاویلات القرآن میں سورہ دخان میں تحت آیت یوم نبطش الایۃ (یاد کرا س دن کو جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں) کہا ہے مفسر نے کہ طبعی خواہشات میں منہمک اور اپنی جہالت میں گھرے رہنے کی مثال ایک نشہ والے آدمی کی ہے جسکی عقل پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہوا اور ہر طرف سے پردے پڑے ہوئے ہوں اور گمراہی کے آثار ان کے محسوسات سے ظاہر ہوں یہی دردناک عذاب ہے لیکن یہ لوگ اپنی فرعونیت میں بیحد منہمک ہونے کی وجہ اور اپنی شیطنت میں قوی الطبع ہونیکے سبب سے اپنی گمراہی کو محسوس نہیں کرتے ہوں گے جب کبھی قائم بالحق مہدی موحد فنائے مطلق کے ذریعہ سے نور ذات کی طرف بلائے گا جس کو اللہ کے پاس سے نصرت دیجائے گی بذریعہ وجود کے جو متحقق اور موہوب ہوگا اور مہدی ان کو ان کے دلوں پر پڑے ہوئے پردوں سے آگاہ کریں گے تو وہ لوگ انکار اور غرور کریں گے سرکشی اور ظالمانہ حیثیت اختیار کریں گے کیونکہ یہ لوگ اپنی ذاتوں پر گھمنڈ کرتے ہوں گے اور گمراہی

سورۂ لم یکن می فرماید فی العرفی کہ یہود و
نصاری و جملہ مشرکاں را اتفاق آں
بود کہ چوں محمد بیروں آید ما جملہ بروے ایمان
آریم چنانکہ اکنوں جملہ امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مہدی را منتظر اند و میگویند
کہ بروے جملہ ایمان خواہیم آورد و چنانکہ
اہل کتاب و مشرکاں بعد از ظہور محمدی
منکر شدند و در دعوی کاذب شدند
ہمچنیں می پندارم کہ منتظران مہدی
نیز از مہدی ہمچناں منکر شوند مگر
اندکی لان کل فرقۃ بل کل
شخص توھم انہ یوافق
ھواہ و یصوب رایہ فلما
ظھر خلاف ذالک
ازداد کفرہ و عنادہ واشتد
شکیمتہ و ضغینتہ

قصۂ دیگر بشنو کہ علماء توریت از رسول
علیہ السلام از بہر مال و جاہ دنیا چہ و چہ
نوع حق پوشی و حسد ورزیدہ اند در
تفسیر حسینی قال اللہ وقالت طائفۃ
من اھل الکتاب و گفتند گروہے
از یہود و ایشاں دوازدہ تن بودند از
قلعۂ خیبر و غزنیہ اتفاق کردند کہ اول روز
بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم درآیند از روی
مکر و حیلہ و آخر روز چناں فرانمایند کہ ما در

میں ثابت قدم رہیں گے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ تفسیر تاویلات القرآن
میں سورہ لم یکن کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہود
و نصاریٰ اور تمام مشرکین کا اتفاق اس بات پر
تھا کہ جب محمد صلعم مبعوث ہوں گے تو ہم سب ان
پر ایمان لائیں گے چنانچہ اب تمام امت محمدی مہدی
کے منتظر ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سب مہدیؑ پر ایمان
لائیں گے اور جیسا کہ اہل کتاب اور مشرکین ظہور محمدی
کے بعد منکر ہوئے اور آپ کے دعوی کو جھٹلائے
اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ مہدی کے منتظر بھی مہدی
کے منکر ہوجائیں گے مگر تھوڑے لوگ ایمان
لائیں گے کیونکہ ہر فرقہ بلکہ ہر شخص اس وہم میں پڑا
ہوا ہے کہ مہدیؑ اس کی خواہش کی موافقت
کریگا اور اس کی رائے کو درست ٹھیرائے گا اور جب
مہدیؑ ان لوگوں کے خلاف میں ظاہر ہوگا تو انکا کفر
و عناد بڑھ جائیگا اور ان کا کینہ اور حسد سخت ہوجائیگا۔

دوسرا قصہ سنو کہ علماء توریت نے رسول سے
مال اور جاہ دنیا کی خاطر کس کس قسم کی حق پوشی اور
حسد کیا ہے تفسیر حسینی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اور کہی ایک جماعت اہل کتاب سے یعنی کہا ایک
گروہ یہودیوں کا اور یہ قلعہ خیبر و غزنیہ کے بارہ آدمی
تھے انھوں نے اتفاق کیا کہ پہلے روز مکر و حیلے سے
دین محمد میں شریک ہوجائیں اور دن کے اخیر حصہ
میں اس طرح ظاہر کریں کہ ہم نے اپنی کتاب کو دیکھا
غور و فکر کیا عالموں اور عقلمندوں سے بہت بحث

کتاب خویش دیدیم تامل کردیم و با علماء
و احبار مجادله بسیار نمودیم بطلان دین
و فساد آئین شما بر ما روشن شد و نشانہای
نبی موعود در پیغامبر شما موجود نیست ممکن بود
که بدیں حیله بعضے از اصحاب در تردد افتند
و گویند که اینہا اہل کتابند سخنی چنیں از روی
گزاف نخواہند گفت و باوجود علم و انصاف آنچه
حق باشد نخواہند نہفت شاید که از طریق
تصدیق محمد منحرف شده بدین ما آیند حق سبحانہ و تعالے
مومنان را ازیں مکر آگاہی داد و آیة فرستاده که میان
یکدیگر گفته اند گروہی از اہل کتاب یعنے آں دوازده
تن که گفته شد آمنوا بالذی انزل علی
الذین آمنوا وجه النهار و
اکفروا آخره لعلهم یرجعون (جزء ۳ رکوع ۱۶) چوں منکر
نبوت محمدی با محمد صلی اللہ علیہ وسلم چنیں حسد
و مکر کنند اگر از منکران ولایت محمدی با مہدی
ازیں چنیں معاملہا چیزے بظہور آید محل
تعجب نیست بلکہ علامت صدق مدعاء
اوست که التابع فی حکم المتبوع. قصہ دیگر
بشنو که بسبب نقصان جاه چگونه در چاه
ضلالت افتاده اند و تمام علم و ایمان برباد
داده اند چنانچه در تفسیر حسینی در آغاز جزء
یازدہم در سورۂ توبہ در حق نزول آیت
والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا و
تفریقا بین المومنین الخ نوشته است که

کی تمہارے دین و آئین کا بطلان و فساد ہم پر ظاہر
ہو گیا اور نبی موعود کی نشانیاں تمہارے پیغمبر میں موجود
نہیں ممکن ہے کہ اس حیلے سے محمدؐ کے بعض اصحاب
تردد میں پڑ جائیں گے اور کہیں گے کہ یہ لوگ اہل کتاب
ہیں کوئی بات بیہودہ طریقہ سے نہیں کہیں گے اور علم و
انصاف کے باوجود حق بات کو نہیں چھپائیں گے
ممکن ہے محمدؐ کی تصدیق سے پلٹ کر ہمارے دین میں
آجائیں اللہ تعالی نے مومنوں کو ان کے اس مکر سے
آگاہ کر دیا اور یہ آیت نازل کی کہ اہل کتاب کا ایک
گروہ آپس میں اس طرح کہہ رہا ہے (یعنے وہ بارہ آدمی
جن کا ذکر اوپر گذرا) کہ ایمان لاؤ تم اس کتاب پر جو
نازل کیگئی ہے مومنوں کے سامنے دن کے شروع
حصہ میں اور انکار کرو اس کتاب کا دن کے آخری
حصہ میں شاید کہ وہ پلٹ جائیں جیسے نبوت محمدی
کے منکروں نے محمدؐ کے ساتھ اس طرح حسد و مکر کیا
اگر ولایت محمدی کے منکروں سے مہدیؑ کے ساتھ
اسی قسم کا معاملہ ظاہر ہو تو مقام تعجب نہیں بلکہ مہدیؑ
کے دعوے کی سچائی کی علامت ہے کیوں کہ تابع
متبوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ دوسرا قصہ سنو کہ
قدر و منزلت کے نقصان کے خوف سے لوگ کس
طرح گمراہی کے کنویں میں گرے اور اپنا تمام علم و ایمان
برباد کر دیئے چنانچہ تفسیر حسینی میں گیارہویں پارہ
کے شروع سورۂ توبہ میں (والذین اتخذوا الآیۃ)
(اور جنھوں نے بنا کر کھڑی کی ایک مسجد تکلیف پہنچانے
اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مومنوں میں) کے

ابو عامر راہب از اشراف قبیلہ خزرج بود و در علم توریت و انجیل مہارتے داشت و پیوستہ نعت و صفت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر اہل مدینہ می خواند چوں آنحضرتؐ بہ مدینہ ہجرت کرد و اہل آں خطہ شیفتہ جمال و کمال وی شدند و از صحبت ابو عامر برمیدند و کسے پروای او نکرد ــہ

باوجود لب جاں بخش تو ای آب حیات
خجلم آید سخن از چشمۂ حیواں گفتن

ابو عامر را عرق حسد در حرکت آمدہ بنفی آنحضرتؐ مشغول شد و بعد از غزوہ بدر از مدینہ گریختہ بکفار مکہ پیوستہ بود در حرب احد حاضر شد و اول کسے کہ تیر بر لشکر اسلام انداخت وی بود و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را فاسق لقب نہاد و در حرب حنین نیز حاضر شد و با آنحضرتؐ قتال کرد و آخر بے ایمان مرد پس اے برادر شنیدی حال عالم توریت و انجیل کہ قبل از بعثت چگونہ صفت سید عالم پیش اہل مدینہ میکرد و چوں آنحضرت علیہ السلام نزول فرمودند در جاہ او نقصان پدید آمد چگونہ بر کفر اصرار ورزید و در حسد و عداوت بچہ حد مبالغہ نمود ہمچنیں علماء زمانہ مہدیؑ کہ طالبان ہوائے نفس و مال و جاہ باشند چوں مہدیؑ ایشاں را بدیں

شان نزول میں لکھا ہے کہ ابو عامر راہب قبیلہ خزرج کے شرفاء میں سے تھا اور توریت و انجیل کے علم میں پوری مہارت رکھتا تھا اور ہمیشہ سید عالمؐ کی نعت وصفت مدینہ والوں کے سامنے بیان کرتا تھا جب آنحضرتؐ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ آپ کے جمال وکمال پر فریفتہ ہو گئے اور ابو عامر کی صحبت سے دور ہو گئے اور کسی نے اس کی پروا نہیں کی۔

تیرے لب جاں بخش کے مقابلہ میں اے آب حیات
مجھے چشمۂ حیواں کے متعلق کچھ کہنا حیف معلوم ہوتا ہے،

ابو عامر کی حسد کی رگ حرکت میں آئی آنحضرتؐ کے انکار میں مشغول ہو گیا جنگ بدر کے بعد مدینہ سے بھاگ کر مکہ کے کافروں سے جا ملا اور جنگ احد میں حاضر ہوا اور پہلے جو شخص لشکر اسلام پر تیر چلایا وہی تھا آنحضرتؐ نے اس کو فاسق کا لقب دیا اور جنگ حنین میں بھی حاضر ہوا اور آنحضرتؐ کے مقابلہ میں جنگ کیا اور آخر بے ایمان مر گیا۔ **پس اے بھائی تو نے سنا** توریت اور انجیل کے عالم کا حال کیا ہوا بعثت سے پہلے تو وہ کس طرح سید عالم کے اوصاف مدینہ والوں کے سامنے بیان کرتا تھا جب آنحضرتؐ مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو اسکی قدر و منزلت کو نقصان پہنچا تو کس طرح کفر پر مصر ہو گیا اور حسد و عداوت میں کس درجہ مبالغہ کیا اسی طرح مہدیؑ کے زمانہ کے علماء بھی ہیں جو خواہش نفسانی اور مال و جاہ کے طالب ہیں جب مہدیؑ

خالص دعوت کنند و به ترک محبوبات نفس ایشاں فرماید البتہ البتہ انکار کنند و دم حسد و عداوت زنند کما صرح بہ فی الفتوحات المکیۃ وھو قولہ اذا خرج ھٰذا الامام فلیس لہٗ عدو مبین الا الفقہاء خاصۃ لانھم لا یبقیٰ ریاستھم فافھم وانصف۔ ایں انکار علماء و حسد ایشاں و باز داشتن ایشاں مردماں را از تصدیق مہدیؑ دلیل است بر صدق دعاء مہدیؑ زیرا کہ علماء زمانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با او ہمچنیں کردند و در حق مہدی علیہ السلام وارد شدہ بود کہ او را علماء دشمنی ظاہر کنند بلکہ اگر شمشیر بدست او نباشد فتویٰ بقتل او دہند کما صرح بہ فی الفتوحات وقد ذکر قبل و در تفسیر حقائق سلمی زیر آیت قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی قال رحمہ اللہ فرق بین من دعا الی اللہ وبین من دعی الی سبیل اللہ ولذالک کثرت الاجابۃ الی من دعا الی سبیلہ وعبادتہ وفرائضہ لمشاکلۃ الطبع وقلّ من یجیب الداعی الی الحق لان فیہ مفارقۃ

ان کو دین خالص کی طرف دعوت کریں گے اور ان کو خواہشات نفسانی چھوڑنے کا حکم کریں گے تو یہ ضرور بہ ضرور انکار کریں گے حسد اور دشمنی کا دم ماریں گے جیسا کہ اس کی صراحت فتوحات مکیہ میں کی ہے کہ جب نکلیگا یہ امام (مہدیؑ) تو خصوصاً اس کے کھلے دشمن علماء ہی ہوں گے کیونکہ ان کی حکومت باقی نہیں رہے گی پس تو اس بات کو سمجھ اور انصاف کر اور علماء کا یہ انکار اور حسد اور لوگوں کو مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے روکنا مہدی علیہ السلام کے دعوے کی صداقت کی دلیل ہے کیوں کہ محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ کے علماء آپ کے ساتھ اسی طرح مخالفت کئے اور مہدیؑ کے حق میں وارد ہوا تھا کہ علماء آپکی ظاہری دشمنی کریں گے اگر مہدی کے ہاتھ میں شمشیر نہ ہوگی تو مہدیؑ کے قتل کا فتویٰ دیں گے جیسا کہ اس کی تصریح کی ہے فتوحات میں اس سے قبل اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ تفسیر حقایق سلمی میں تحت آیت قل ھٰذہٖ سبیلی الآیۃ (کہہ دے محمد یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بینائی پر میں اور وہ بلائے گا جو میرا تابع ہے) فرمایا مفسرؒ نے پس فرق کیا گیا ہے درمیان داعی الی اللہ اور درمیان داعی الی سبیل اللہ کے اور اسی وجہ سے داعی الی سبیل اللہ کی قبولیت اللہ کی عبادت اور اس کے فرائض طبیعت کے موافق ہونے کی وجہ سے زیادہ ہوئی[ے] اور داعی الی اللہ کی قبولیت کم ہوئی کیونکہ اس میں طبیعت اور

ے۔ تمام خلفاء اللہ علیہم السلام نے دعوت الی اللہ فرمائی لیکن انکی دعوت کو ماننے والے تھوڑے ہوئے اور تمام اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے دعوت الی سبیل اللہ فرمائی ان کی پیروی کرنے والے بہت ہوئے۔

الطبع والنفس ۱۲

ای برادر ہمیں سبب بود کہ اندک از مردمان دعوت مہدی را اجابت نمودند زیرا کہ او خالص داعی الی الحق بود بترک جمیع ماسوی اللہ۔ دیگر بباید دانست کہ حسد و طمع و حب جاہ و مال چنان رہزنانند کہ اگر کسی را ازیں چیزہا دامن گیر شود دیدہ و دانستہ حق پوشی کنند و انکار آرد چنانچہ در جواہر التفسیر زیر آیت ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا می آرند کہ بدل مکنید بآیتہای کتاب من کہ توریت است بہ بہای اندک را خطاب با علماء یہود است کہ عوام ایشان را از محصولات مزروعات وظیفہ میدادند تا برخصت و تخفیف در عبادات فتوی می نوشتند و رؤساء یہود کعب بن اشرف و حیی ابن اخطب مر ایشان را ہدایا می فرستادند تا آیات توریت را تحریف و تبدیل نمودہ امر محمد را صلوات اللہ علیہ می پوشیدند غرض آنکہ ریاست و بزرگی قوم بر آن مدبران ماند حقتعالی احبار را سرزنش کرد کہ کتاب مرا مفروشید باندک چیزی و حظوظ دنیا اگرچہ بسیار باشد اما با منافعت بابہای آخرت کہ از شما فوت می شود بس اندک است آوردہ اند کہ روزے کعب بن اشرف از جمعی علماء توریت

نفس کی مخالفت ہے۔

اے بھائی یہی سبب تھا کہ تھوڑے لوگ مہدی کو قبول کئے کیوں کہ مہدی علیہ السلام تمام ماسوی اللہ کو ترک کرنے کے ساتھ خالص داعی الی اللہ ہیں۔

دیگر جاننا چاہیئے کہ حسد اور حرص اور مال و جاہ کی محبت ایسے رہزن ہیں کہ اگر یہ چیزیں کسی کا دامن پکڑ لیں تو جان بوجھکر حق پوشی اور انکار کرتا ہے چنانچہ جواہر التفسیر میں تحت آیت ولا تشتروا الایۃ (مت خریدو تم میری آیتوں کے عوض میں تھوڑی سی قیمت کو) لکھتے ہیں کہ بدل مت کرو تم میری آیتوں کے عوض میں جو میری کتاب توریت ہے تھوڑی سی قیمت کو یہ خطاب علماء یہود سے ہے کہ عوام الناس ان علماء کو کھیتیوں کا محصول وظیفہ کے طور پر دیتے تھے اور یہ علماء رخصت کے مسائل بتاکر عبادتوں کی تخفیف کا فتوی دیتے تھے اور ان میں کے امیر لوگ جیسے کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب علماء کے پاس ہدیہ بھیجتے تھے تو یہ علماء توریت کی آیتوں میں تحریف و تبدیل کرکے محمدؐ کے معاملہ کو چھپاتے تھے حاصل یہ کہ قوم کی ریاست اور بزرگی ان بدبختوں پر رہی تھی اللہ تعالی نے یہودیوں کے علماء کی ملامت کی کہ میری کتاب کو تھوڑی سی چیز کے عوض میں مت بیچو اور دنیا کا نفع اگرچہ کہ بہت ہو لیکن آخرت کے نفع کے مقابلہ میں جو تم سے فوت ہو رہا ہے بہت کم ہے منقول ہے کہ ایک روز کعب بن اشرف نے علماء توریت کی

پرسید کہ چہ می گوئید در کار این مرد کہ دعوت نبوت می کند یعنی محمد صلوات اللہ علیہ وسلم جواب دادند کہ ما را معلوم شدہ کہ او پیغمبر موعود است کعب از روی حسد گفت اگر غیر آں می گفتید شما را نزد من صلہ و ہدیہ آمادہ می بود آں خسیس طبعان دوں ہمت را قوت طامعہ در حرکت آمدہ گفتند ما این سخن از روی فکر و رویت نگفتیم اگر مہلت دہی با توریت رجوع کردہ از حقیقت این کار ترا خبر دہیم روز دیگر بطمع ہدیہ باز آمدہ نعت سید عالم را صلی اللہ علیہ وسلم بصفت دجال تبدیل دادہ گفتند ما غلط کردہ بودیم این نہ آنکس است کہ ما را در توریت بدو بشارت دادہ اند و بہ متابعت او میثاق فراگرفتہ اند کعب بن اشرف سخن ایشان را بسمع رضا اصغا نمودہ ہر یک را از ایشاں صاعی جو و چہار گز کرباس داد و ایشاں کتاب جلیل را بدیں متاع قلیل فروختند۔ ای برادر بانصاف نظر کن کہ کعب بن اشرف لعین را حسد و جاہ در گرفت و آں دوں ہمتاں را طمع و اگر در کسی ایں ہر دو جمع شوند یعنی حسد و حب جاہ و مال از آنکس تعجب مدار کہ دیدہ و دانستہ حق پوشی کند و از آنکس کہ او بخلاف

ایک جماعت سے پوچھا کہ تم اس مرد کے معاملہ میں جو نبوت کا دعوی کر رہا ہے یعنے محمد صلعم کو کیا کہتے ہو تو ان علماء نے جواب دیا کہ ہم کو یقین ہے کہ وہی پیغمبر موعود ہے کعب نے حسد سے کہا اگر اس کے سوائے تم دوسری بات بولتے تو تم کو میرے پاس سے صلہ اور ہدیہ تیار ملتا پس خسیس طبیعت اور کم ہمت علماء کی قوت حرص حرکت میں آئی اور انھوں نے کہا کہ ہم نے جو پہلے کہا تھا غور و فکر کے ساتھ نہیں کہا تھا اگر تو مہلت دیوے تو پھر ہم توریت میں دیکھتے ہیں اور اس معاملہ کی حقیقت سے تجھے خبر دیں گے دوسرے دن ان علماء نے ہدیہ کی طمع سے سید عالم ؐ کی نعت کو دجال کی صفت سے بدلکر کہا کہ ہم نے غلطی کی تھی یہ وہ شخص نہیں ہے جس کے آنے کی بشارت ہم کو توریت میں دیئے ہیں اور اس کی پیروی کا وعدہ ہم سے لئے ہیں۔ کعب بن اشرف ان علماء کی بات کو خوشی سے سنکر ان علماء میں سے ہر ایک عالم کو ایک ایک صاع جو (یعنی تین سیر جو) اور چار چار گز کرباس (موٹا کپڑا) دیا اور ان علماء نے کتاب جلیل کو متاع قلیل کے عوض بیچدیا۔ اے بھائی انصاف سے دیکھ کہ کعب بن اشرف لعین کو حسد اور جاہ نے گھیر لیا اور ان کمینی ہمت والے علماء کو حرص نے گھیر لیا اور اگر کسی میں یہ دونوں جمع ہوجائیں یعنے حسد اور مال و جاہ کی محبت تو اس شخص سے تعجب مت کر کہ وہ جان بوجھ کر حق پوشی کرے اور اس شخص سے جو اس کے بخلاف

هوای نفس او دعوت کند انکار آرد و عداوت
ظاهر کند اگرچه داعی بر حق باشد چنانچه
قبل ازیں چند بار معلوم شد ای عزیز در
جواہر التفسیر زیر آیت ویفسدون
فی الارض نوشته است که مراد
دانشمندان یهود اند که صفت پیغمبر صلی الله
علیه وسلم پوشیده عوام را از تصدیق او
باز داشتند و فساد هیچ گروه را آن اثر
نیست در عالم که بدکرداری علما را چه دیگران
بر ایشان اقتدا کرده در شرع ضعیف اعتقاد
شوند و گذشتگان را بر همین صورت تصور نموده
در حق ایشان بدگمان شوند و این دو صفت
ایشان را در مهالک غوایت و مضائق
ضلالت افگنند نعوذ بالله من
الغوایة بعد الهدایة
در بصائر آورده که قانون هیچ شریعتی برهم
زده نشد و اساس هیچ ملتی روی بانهدام
ننهاد مگر وقتیکه افعال علمای ایشان بسبب
جاه پرستی طلب افزونی و متابعت هوای
نفس مخالف اقوال بر خلق ظاهر
گشت ای درویش ؎

علما ره نمای راه حق اند
شرع را زینت ملک را قوام اند
تا بود قول و فعل شان یکسان
می توان رفت در پی ایشان

اس کے خواہش نفسانی کے دعوت الی اللہ کرتا ہے تو
اس کا انکار کرتا ہے اور عداوت ظاہر کرتا ہے اگرچہ کہ
دعوت دینے والا برحق ہو چنانچہ اس سے پہلے کئی دفعہ
معلوم ہوا۔ اے عزیز جواہر التفسیر میں تحت آیت
ویفسدون فی الارض (فساد پیدا کرتے ہیں زمین
میں) لکھا ہے کہ مفسدین سے مراد یہود کے علماء ہیں
جنہوں نے پیغمبرؐ کی صفت کو چھپا کر عوام کو آپؐ کی تصدیق
سے روکا اور کسی گروہ کے فساد کا دنیا میں وہ اثر نہیں
ہے جو علماء کی بدکرداری کا ہے کیونکہ دوسرے لوگ
ان کی پیروی کر کے شرع میں ضعیف الاعتقاد ہوتے
ہیں اور گذرے ہوئے لوگوں کو بھی اسی صورت
پر تصور کر کے ان کے حق میں بھی بدگمان ہوتے ہیں
اور یہ دو صفتیں ان کو گمراہی کے مقامات ہلاکت و
ضلالت کے تنگ مقامات میں ڈال دیتے ہیں ہم
ہدایت کے بعد گمراہی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں
بصائر میں لایا ہے کہ کسی شریعت کا قانون درہم
برہم ہوا اور کسی ملت کی بنیاد منہدم ہوئی مگر اسی
وقت جبکہ اس ملت کے علماء کے افعال بسبب
جاہ پرستی اور مال کی زیادتی کی طلب کے خدا و رسول کے
اقوال کے خلاف خواہش نفسانی کی پیروی کی صورت
میں خلق پر ظاہر ہوئے۔ اے درویش بیت

علماء حق کے راستہ کو دکھلانے والے ہیں
شرع کی زینت اور ملک کی تنظیم کا باعث ہیں
جبتک کہ علماء کا قول اور فعل یکساں رہتا ہے
تو ان کی پیروی کی جا سکتی ہے

در سوی فساد و میل کنند
رہ نما نیستند راہ زنند
رہ نما چوں زرہ فتد ناگاہ
دیگراں را چہ ساں نماید راہ

تا اینجا عبارت جواہر است ای برادر بطریق انصاف نظر کن در عالمان زمانہ و براں کسے کہ حب جاہ و مال وصحبت امرا و ملوک و روزینہ وسالینہ و ماہینہ وجاہ و زراعت دریا ورجوع خلق غالب باشد و ایں چیز ہارا ہمیشہ طالب باشد و از حکم حدیث وتفسیر راہ زن دانی وبگفتہ او از تصدیق خاتم الاولیا باز نمانی بلکہ بطریق استرشاد صفات حضرت مہدی علیہ السلام و اوامر و نواہی او تحقیق نمودہ با قرآن و احادیث و اجماع و اولیا رگذشتہ مقابلہ نمائی و از خلفاء او تحقیق کنی تا حق تعالی بفضل خویش حقیقت ایں امر بر تو ظاہر گرداند و تصدیق خاتم الاولیاء روزی گردد بفضل اللہ تعالی دیگر بباید دانست کہ انچہ مردماں درباب مہدی علیہ السلام علامات می طلبند کہ مال قسمت کنند و او وفرشتہ ندا کند کہ ہذا مہدی و زمین را از عدل پر کند بدیں سوالات از تصدیق ذات انبیاء صفات باز می مانند و در صفات او کہ موجب تصدیق است تدبر نمی کنند بعض خسران عظیم می ورزند و در سوالات ایشاں علامت صدق مہدی علیہ السلام

اور اگر علماء فساد کی طرف راغب ہوجائیں
رہنما نہیں ہیں رہزن ہیں
راستہ بتانے والا جب یکایک خود بھٹک جائے
تو دوسروں کی رہبری کیا کرے

یہاں تک جواہر کی عبارت ہے۔ اے بھائی علمائے زمانہ کو انصاف کی نظر سے دیکھ اور جس پر جاہ و مال کی محبت امیروں اور بادشاہوں کی صحبت اور روزینہ سالانہ ماہوار کھیتی باڑی اور خلق کی رجوع کی محبت غالب ہو اور ان چیزوں کا ہمیشہ طالب ہو تو اس حدیث اور تفسیر کے حکم سے رہزن سمجھ اور اس کے کہنے پر خاتم الاولیاء کی تصدیق سے باز مت رہ بلکہ طلب ارشاد کے طور پر حضرت مہدیؑ کے صفات اور آپ کے اوامر و نواہی کی تحقیق کرکے ان کا مقابلہ قرآن حدیث اجماع امت اور اولیاء گذشتہ سے کر اور مہدی کے خلفاء سے تحقیق کرتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس امر کی حقیقت کو تجھ پر ظاہر کرے اور خاتم الاولیاء کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجھ کو روزی ہو۔ نیز جاننا چاہیئے کہ جو کچھ لوگ مہدیؑ کے بارے میں علامتوں کو طلب کرتے ہیں کہ مال تقسیم کریں گے اور فرشتہ ندا کریگا کہ یہی مہدی ہے اور زمین کو مہدیؑ عدل سے بھر دیں گے اس قسم کے سوالات کرکے ذات انبیاء صفات مہدی کی تصدیق سے باز رہتے ہیں اور آپ کی صفات میں جن سے آپ کی تصدیق واجب ہوتی ہے غور نہیں کرتے دنیا اور آخرت کے گھاٹے کو قبول کرتے ہیں ان کے ان سوالات میں مہدیؑ کی سچائی کی علامت ہے

است زیراکہ از رسول علیہ السلام ہمچنیں خواستند و
بدیں سوالات از تصدیق خاتم الانبیاء
علیہ الصلوٰۃ والسلام باز ماندند چنانچہ در تفسیر
معالم التنزیل زیر آیت ولو ان قرانا
سیرت بہ الجبال الآیہ میفرمایند
نزلت فی نفر من مشرکی مکۃ
فیھم ابو جھل ابن ھشام و عبداللہ
بن امیہ جلسوا خلف الکعبۃ
فارسلوا الی النبی صلعم فاتیھم
فقال لہ عبداللہ بن امیہ ان
سرک ان نتبعک فسر جبال مکۃ
بالقرآن واذ ھبھا عنا حتی تنفسح
فانھا ارض ضیقۃ لمزارعنا واجعل لنا
فیھا عیونا وانھارا لنغرس الاشجار
ونزرع ونتخذ البساتین فلست
کما زعمت باھون علی ربک من
داؤد حیث سخر لہ الجبال تسبح
معہ او سخر لنا الریح فنرکبھا
الی الشام لحوائجنا ونرجع فی یومنا
فقد سخرت الریح لسلیمان
ولست کما زعمت باھون
علی ربک من سلیمان واحی
لنا جدک قصی او من
شئت من آبائنا وموتانا
نسالہ عن امرک احق ھو ما

کیونکہ رسولؐ سے لوگوں نے اسی قسم کے سوالات کئے
اور انہی سوالات کی وجہ سے خاتم الانبیاءؑ کی تصدیق سے
باز رہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت
ولو ان قرانا الخ (اور اگر قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے
پڑھنے سے پہاڑ چلا دیئے جاتے) فرماتے ہیں کہ آیت
مکہ کے مشرکین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی
جن میں حسب ذیل لوگ بھی شامل تھے ابو جہل ابن ہشام
عبداللہ ابن امیہ وغیرہ یہ لوگ کعبہ کے پیچھے بیٹھ گئے اور
نبیؐ کو کسی کے ذریعے سے بلوا بھیجا پس نبیؐ ان لوگوں کے
پاس آئے تو عبداللہ ابن امیہ نے آپ سے کہا اگر ہماری پیروی
کرنا تجھے بھلا معلوم ہوتا ہے تو مکہ کے پہاڑوں کو قرآن
پڑھکر چلائے اور پہاڑوں کو ہم سے دور کر دے تاکہ مکہ
کی زمین کشادہ ہو جائے کھیتوں کے واسطے یہ زمین
بہت تنگ ہے اور اس زمین میں ہمارے واسطے چشمے اور
ندیاں نکال دے تاکہ ہم درخت لگائیں اور زراعت
کریں اور باغات بنائیں اور تو اپنے رب کے پاس داؤد
کے مقابلہ میں تو کم درجہ کا نہیں ہے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے
کیونکہ پہاڑ داؤد کی اطاعت کرتے تھے اور اس کے ساتھ
تسبیح پڑھتے تھے یا ہوا کو ہمارے تابع کر دے کہ ہم اس کے
تخت پر سوار ہو کر اپنی ضرورتوں کے لئے ملک شام
جائیں اور ایک ہی دن میں واپس ہو جائیں اور ہوا
سلیمان کی اطاعت کرتی تھی اور تو اپنے رب کے پاس
سلیمان سے کم درجہ کا تو نہیں ہے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے
اور تیرے دادا قصی کو ہمارے سامنے زندہ کر کے بتا دے
یا ہمارے باپ دادا اور ہمارے مردوں میں سے جس کو

تقول امر باطل فان عیسیٰ کان یحیی الموتیٰ ولست باھون علی اللہ منہ فانزل اللہ عزوجل ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال فاذھبت عن وجہ الارض او قطعت بہ الارض ای شققت فجعلت انھارا وعیونا او کلم بہ الموتیٰ ۱۲ یعنی اگر جملہ امور بہ مقتضای ایشان بظہور آید ایمان نیارند و قرآن را شعر و افترا و اضغاث احلام گفتند و آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم شاعر و کاہن و ساحر و مجنون نام نہادند و گفتند الا نومن لرسول حتیٰ یاتینا بقربان تا کلہ النار (ج ۴ رکوع ۱۰) دیگر گفتند لو کان نبیا صادقًا ما حصل لہ الھزیمۃ وقالوا ان النبی اذا خرج من بین اظھر الناس ویکذبہ الناس ارسل اللہ علیھم العذاب ولم یاتنا العذاب قد کذبناہ وانہ رحمۃ للعالمین ولو یومن بہ جمیع الناس حتیٰ یکون رحمۃ للعالمین ۃ در تفسیر زاہدی در سورۂ بنی اسرائیل قولہ تعالیٰ او یکون لک بیت من زخرف او ترقیٰ فی السماء ولن نومن لرقیک حتیٰ تنزل علینا کتابا نقرؤہ (ج ۱۵ رکوع)

زندہ کرنا چاہتا ہے زندہ کر کے بتا دے ہم تیرے متعلق ان لوگوں سے پوچھ لیں گے کہ تو جو کہہ رہا ہے حق ہے یا باطل کیونکہ عیسیٰ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور تو اللہ کے پاس عیسیٰ سے کم درجہ کا نہیں ہے پس اللہ عزوجل نے نازل کیا۔ اگر قرآن ایسا ہوتا کہ اس کے ذریعہ سے پہاڑ چلائے جاتے یعنے زمین سے دور کر دیئے جاتے یا زمین کاٹ دی جاتی۔ یعنے شق کی جاتی اور ندیاں اور چشمے بنا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے مردے بات کرائے جاتے۔ یعنی اگر تمام امور ان کی خواہش کے موافق ظہور میں آتے تو بھی یہ ایمان نہ لاتے اور قرآن کو شعر اور بہتان اور خواب پریشان کہتے اور آنحضرت کا نام شاعر کاہن جادوگر اور دیوانہ رکھتے اور کہتے۔ ہم ایمان نہ لاویں کسی رسول پر جبتک کہ وہ ہمارے پاس نہ لاوے ایک نیاز جس کو کھا جائے آگ۔ نیز کہتے اگر وہ سچا نبی ہوتا تو اس کو شکست نہ ہوتی اور کہتے بیشک نبی جب نکلے لوگوں کے درمیان سے اور لوگ اس کو جھٹلائیں تو اللہ بھیجتا ہے ان پر عذاب اور یہ نبی تو ہم پر کوئی عذاب نہیں لایا حالانکہ ہم اس کو جھٹلاتے جا رہے ہیں اور اپنے کو رحمۃ للعالمین کہتا ہے اور اس پر دنیا کے سب لوگ ایمان نہیں لائے تا کہ وہ رحمۃ للعالمین ثابت ہو جاتا۔ تفسیر زاہدی میں سورۂ بنی اسرائیل میں قول اللہ تعالیٰ کا یا ہو جائے تیرے لئے کوئی گھر طلائی یا تو چڑھ جائے آسمان میں اور ہم ہرگز تیرے چڑھنے کا یقین نہ کریں گے جبتک تو ہم پر ایک کتاب اتار کر نہ لاویگا جس کو ہم پڑھ لیں۔ یعنے ہم ایمان نہیں لائیں گے تجھ پر

ونگرویم بتو تا نبود ترا خانهٔ زرین ونگرویم بتو تا نیائی بر آسمان ونگرویم بتو هرچند بر شوی تا هرگی را از ما تا نه بیاری از خدای بنام وی که بذا کتاب من الله الی فلان بن فلان تا برخوانیم ما آن نامه را. قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءهم الهدی الا ان قالوا ابعث الله بشرا رسولا. پیدا می کند خدای بهانه نهادن کافران را وگفت باز می دارد این کافران را از گرویدن مگر آنچه میگویند آیا بفرستاد خدای بخلق آدمی را رسولی یعنی بحجت برایشان لازم شده است ومیدانند که تو حقی اکنون بهانه این آوردند که آدمی را رسول فرستاد انتهی حاصل عبارات طویله آنست که عجب است از علمان و مردمان زمانه که می شنوند ومی دانند که حق تعالی مذمت ورسوائی قومی بیان میکند که با نبی الله چنان سوال ناپسندیده وحجت های باطل درمیان آوردند و آن را بهانه ساخته از ایمان باز ماندند ودانستند که نبی الله برحق است واین تمام قصه ها از قرآن وکتب اسلام بخوبی دانسته اند.

جبتک تیرا گھر طلائی نہ ہو جائے اور ہم ایمان نہیں لائینگے تجھ پر جبتک تو آسمان پر نہ چڑھ جائے ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جبتک کہ تو آسمان پر جاکر ہم میں سے ہر ایک کے نام خدا کی کتاب لائے اس میں یہ ہو کہ یہ کتاب اللہ کی ہے فلاں ابن فلاں کی طرف یہاں تک کہ پڑھیں ہم اس کتاب کو (تو اللہ نے آنحضرت کو یہ کہنے کا حکم فرمایا) کہدو اے محمد پاک ہے اللہ میں تو ایک بشر اللہ کا بھیجا ہوا ہوں اور نہیں اور لوگوں کو نہیں مانع ہوئی ایمان لانے سے جب کہ ان کے پاس ہدایت آچکی مگر یہی بات کہ لگے کہنے کیا اللہ نے بشر کو پیغامبر بناکر بھیجا ہے اللہ تعالی کافروں کی بہانہ جوئی بتا رہا ہے اور فرماتا ہے کہ ان کافروں کو ایمان لانے سے باز نہیں رکھتی ہے کوئی بات مگر یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ آیا خدا تعالی نے بھیجا مخلوق پر آدمی کو پیغمبر بناکر دیگر اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان لانا تو بذریعہ حجت کے ان پر لازم ہو گیا ہے اور اے محمد وہ لوگ جانتے ہیں کہ تو حق پر ہے اب بہانہ یہ کر رہے ہیں کہ آدمی کو پیغمبر بناکر بھیجا ہے انتہی ان طویل عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ عالموں اور زمانہ کے لوگوں پر تعجب ہے کہ سنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ حق تعالی ایسی قوم کی مذمت اور رسوائی بیان کر رہا ہے جو اللہ کے نبی کے ساتھ اس قسم کے ناپسندیدہ سوال اور باطل حجتیں پیش کیں اور ان کو بہانہ بناکر ایمان سے باز رہے اور جانتے تھے کہ اللہ کا نبی برحق ہے (اسی طرح امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ کے معاندین مخالفین) ان تمام قصوں کو قرآن شریف

و دیده و دانسته به بهانهٔ مجهول و حجت نامعقول پیش آمده از تصدیق مهدی علیه السلام باز می مانند و به یقین میدانند که حضرت مهدیؑ نصرت دین کرده و بسوی دین خالص دعوت فرموده و هیچ در شریعت و طریقت کم زیاده نکرده و در اصول و فروع هیچ تفاوت نکرده چنانچه ایمان بر خدا و رسول و جمیع انبیاء علیهم السلام و ولایت اولیاء رحمة الله علیهم و ملائکه و کتب و قبر و سوال قبر و حشر و صراط و میزان و حساب و اعمالنامه و بهشت و دوزخ و شفاعت و نزول عیسیٰ علیه السلام و قتله الدجال و جمیع اشراط الساعة و انفتاح باب التوبه الی ان یطلع الشمس من مغربها و جمیع فروع چنانچه نماز پنجوقت و وتر و جنازه و عیدین و روزه رمضان و تراویح و فطره و قربانی و عشر و زکواة و حج و مسح موزه و قصر در سفر و چهارگانی فرایض و احکام حیض و نفاس و عتاق و طلاق و ظهار و کفارات و ختنه و عقیقه و هر چهار مذهب بر حق و حب اہل بیت و تعظیم صحابه بے افراط و تفریط و جمیع ما علیه السنة والجماعة یک سر موی تفاوت نکرده و آنچه از آیات و اخبار و اجماع حرمت و کراهت آں ثبوت یافته هیچ یکے را مباح نگفته و از خود هیچ چیز خلاف سنت و جماعت تحریم نکرده از بهر آنکه او تابع خاص و صاحب اخلاص باطن محمدی صلی الله علیه وسلم بود •

اور اسلامی کتابوں سے پڑھتے ہیں اور دیدہ و دانستہ نامعقول حجت اور بیکار بہانوں سے مہدی علیہ السلام کی تصدیق سے باز رہتے ہیں اور یقین سے جانتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ نے دین کی نصرت کی اور دین خالص کی طرف دعوت فرمائی اور شریعت و طریقت میں کسی قسم کی کمی اور زیادتی نہیں کی اور اصول و فروع میں کسی قسم کا فرق پیدا نہیں کیا چنانچہ خدا اور رسول اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور اولیاء کی ولایت فرشتوں اللہ کی کتابوں قبر سوال قبر حشر پل صراط میزان حساب اعمالنامہ بہشت دوزخ شفاعت نزول عیسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا دجال کو قتل کرنا اس کے علاوہ تمام علامات قیامت اور مغرب سے آفتاب طلوع ہونے تک توبہ کا دروازہ کھلا رہنے کا اقرار اور تمام مسائل فروع چنانچہ نماز پنجگانہ وتر نماز جنازہ عیدین روزہ رمضان تراویح فطرہ قربانی عشر زکواۃ حج مسح موزہ قصر میں چہارگانی فرایض میں نماز قصر اور احکام حیض و نفاس و عتاق و طلاق و مسائل ظہار و کفارہ ختنہ و عقیقہ اور ہر چہار مذہب کو برحق سمجھنے اہل بیت سے محبت رکھنے اور صحابہ کی تعظیم بغیر کمی بیشی کے کرنے اور ان تمام باتوں میں جن پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے بال برابر بھی فرق نہیں کیا اور جس قدر آیات و اخبار اور اجماع سے جن چیزوں کی حرمت اور کراہت ثابت ہو چکی ہے اس میں سے کسی ایک کو مباح نہیں کہا اور اپنی طرف سے سنت و جماعت کے خلاف کسی چیز کو حرام نہیں قرار دیا اس وجہ سے کہ آپ (مہدی موعودؑ) تابع خاص اور صاحب اخلاص باطن محمدی ہیں اسی لئے

بداں تاکید اخلاص در عبادت، وحذر از دخول
ریا وماسوای فرائض وواجبات وسنن جملہ عبادات
نافلہ را کالصدقہ والصلوٰۃ والدعا مخفی فرمود
وذکر خفیہ تلقین نمودہ دلائل فضائل دعا خفیہ و
نوافل مخفیہ از آیات و اخبار واجماع بیشتر از
آنست کہ در حصر آید وقدرے ازاں دریں
رسالہ ودیگر نیز نوشتہ شد کہ بر ہر یکی قریب
بست و پنج بلکہ زیادہ دلائل مسطور شدہ
فیض آں ذات انبیا صفات نہ در حصر آید
کہ چند صد کساں بلکہ چند ہزار کساں فاسقان
ورہزناں وجاہلاں وطالبان دنیا بہ مجرد ملاقات
آں بدر منیر روشن ضمیر بحدے بکمالیت
رسیدند وباخلاق مرضیہ چنانچہ ترک دنیا
وطلب مولیٰ وذکر دوام وتجرید تمام وانقطاع
از انام ونماز وروزہ وحلم وحیا وصدق وصفا
وامانت ووفا ودیانت وصیانت وحق گوئی
وحق جوئی وتسلیم وتفویض وتوکل وصبر وقناعت
وشجاعت وایثار وفقر واخلاص ومحاسبۂ نفس ومرابطہ و
مراقبہ ومشاہدہ ومکاشفہ وتحمل بر فاقہ وانقطاع
باطن از علاقہ وعلو ہمت وطلب محض ذات ومراعات
اوقات وترک سیئات وخوف ورجا وعدل واحسان
وغیرہا من الاعمال الصالحۃ بحدی حاصل کردند کہ تمام
آں ذکر نمودن متعذر است وایں خصلتہا ہم
بسماع متواتر از ثقات وہم بہ نظر عیان گروہ
مہدی علیہ السلام معلوم شد اگر کاتب دریں

عبادت میں اخلاص اور ریا سے پرہیز کرنے کی تاکید کی
اور فرائض واجبات اور سنن کے سوائے تمام نفل عبادتوں
مثلاً خیرات نفل نماز اور دعا کو مخفی طور پر کرنے کیلئے فرمایا
اور ذکر خفی کی تلقین کی دعا کو مخفی طور پر ادا کرنے اور نفلوں
کو پوشیدہ طور پر ادا کرنے کے دلائل اور فضائل آیتوں
حدیثوں اور اجماع سے اس قدر ملتے ہیں کہ حد شمار سے
باہر ہیں انہیں سے کچھ اس رسالہ میں اور دوسرے رسالہ
میں بھی لکھے گئے کہ ہر ایک پر تقریباً پچیس بلکہ اس سے
زیادہ دلیلیں لکھی گئیں اور اس ذات انبیاء صفات
مہدی موعودؑ کا فیض اس قدر ہوا کہ شمار میں نہیں آسکتا
کئی سو اشخاص بلکہ کئی ہزار فاسق رہزن جاہل اور طالبان
دنیا محض اس بدر منیر روشن ضمیر کی ملاقات سے درجہ کمال کو
پہنچے اور اخلاق پسندیدہ مثلاً ترک دنیا طلب مولیٰ ذکر
دوام تجرید تمام مخلوق سے علحدگی نماز روزہ حلم و حیا
صدق وصفا امانت ووفا دیانت وصیانت حق گوئی
حق جوئی تسلیم تفویض توکل صبر قناعت شجاعت ایثار فقر
واخلاص محاسبۂ نفس مرابطہ مراقبہ مشاہدہ مکاشفہ
فاقہ کی برداشت دنیوی تعلقات سے باطن کو منقطع
کردینا علو ہمت محض ذات خدا کی طلب اوقات کی رعایت
سیاسی کاموں سے بے تعلقی اللہ کا خوف اور اللہ سے امید
انصاف اور احسان کرنا وغیرہ اعمال صالحہ اس حد تک
حاصل کئے گئے کہ ان سب کا ذکر کرنا دشوار ہے اور یہ خصلتیں معتبر
راویوں سے متواتر سننے سے بھی اور گروہ مہدیؑ میں
بظاہر دیکھنے سے بھی مجھے معلوم ہوئیں اگر میں معتقدانِ
مہدیؑ کی مذکورہ خصلتوں کے بیان کرنے میں ذرا بھی جوش

خصلتہائے مذکورہ از خود بر ایشاں چیزے زیادتی دروغ از خود نوشتہ باشد دریں آیت داخل است ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا (جزء رکوع ۹) واگر کسے ایں سخن راست را دروغ پندارد دریں آیت داخل است کہ ویل یومئذ للمکذبین (جزء ۲۹ رکوع ۲) ودریں آیت داخل است فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذجاءہ الیس فی جہنم مثوی للکافرین ایں خصلتہا کہ مذکور شد از احوال تابعان اوست اما اگر خواہی کہ از احوال حضرت مہدیؑ کہ متبوع ایشاں است معلوم کنی از کتاب معجزات المہدیؑ کہ درو زیادہ از صد معجزات است چوں معجزہ انبیاء علیہم السلام از ان کتاب معلوم کن تا ترا یقین حاصل آید بر صدق او پس اے برادر انصاف بکن وانے کہ باذات انبیاء ہم صحبت باشد وملاقات وصحبت وسخن او را چنیں تاثیر باشد وبا روح نبینا و جمیع ارواح انبیاء علیہم السلام ہمراز ودمساز باشد و ہرچہ گوید بکند باذن اللہ گوید بکند و بدین خالص دعوت کند چگونہ از وانکار آوردہ شود و بچہ سبب از دعوت او اعراض نمودہ آید و بچہ وجہ تحقیق دین او نباید کرد و بکدام آیت حدیث و اجماع ایں چنیں قوم را باید او اخراج فتوی باید داد و بکلام

اپنی طرف سے لکھا ہوں تو اس آیت کے تحت آجائیگا اور اس سے بڑھکر ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا۔ اور اگر کوئی شخص ان سچی باتوں کو جھوٹ سمجھے گا تو وہ اس آیت میں داخل ہے۔ پس تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے اور نیز اس آیت میں داخل ہے پھر اس سے بڑھکر ظالم کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات۔ کو کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہ خصلتیں جو مذکور ہوئیں۔ مہدی علیہ السلام کی پیروی کرنے والوں کی ہیں لیکن اگر تو چاہتا ہے کہ حضرت مہدیؑ کے احوال جو ان کے متبوع ہیں معلوم کرے تو کتاب معجزات المہدیؑ جس میں سو سے زیادہ معجزے ہیں مانند انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کے اس کتاب سے معلوم کرتا کہ تجھ کو مہدیؑ کی سچائی کا یقین حاصل ہو پس اے برادر انصاف کر کہ جو ذات انبیاء صحبت ہو اس کی ملاقات، اور صحبت اور اس کی باتوں میں ایسی تاثیر ہو اور رسول ؐ کی روح سے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ہمراز و دمساز ہو اور جو کچھ کہے اور کرے اللہ کے حکم سے کہے اور کرے اور دین خالص کی طرف دعوت کرے تو کس طرح اس سے انکار کیا جاسکتا ہے اور کس سبب سے اس کی دعوت سے منہ موڑا جاسکتا ہے اور کس وجہ سے اس کے دین کی تحقیق نہیں کرنی چاہئیے اور کس آیت کس حدیث اور کس اجماع کی بنا پر ایسی قوم کو ستانے اور شہروں سے نکالنے کا فتوی دینا چاہئیے اور کس دلیل سے ان کی نسبت گمراہی کی طرف کرنی چاہئیے بہتر ملت کی باعتقادی

دلیل ایشان را نسبت ضلالت باید کرد قبح
اعتقاد و بطلان فساد ہفتاد و دو ملت کہ مشہور
است شنیدہ باشی ازاں میان گروہ امام علیہ السلام
در تحقیق نمودی کہ ایمان نمی آری و با ایشان عداوت
می کنی و اگر گوئی کہ علماء امت مرحومہ قبول نمی
کنند العزیز بگوش ہوش بشنو کہ آنسرور صلی اللہ علیہ
وسلم علماء را دو قسم فرمودی کی ورثۃ الانبیاء و ما لم
یخالطوا الملوک لم یلتفتوا الی الاغنیاء
فاذا خالطوھم ومالوا الیھم فانھم لصوص
الدین وقطاع الطریق فالقسم الاول فقد
آمنوا ولم یوجد الا قلیلا والقسم الثانی
فلیس یومن لہٰذا اوشان را با علماء اہل
کتاب مشابہت نمودہ شد کما مرای برادر
التابع فی حکم المتبوع ظاہر رسول
علیہ السلام نبوت بود آں حال منکران نبوت
بیان نمودہ شد باطن او ولایت بود کہ مہدی
علیہ السلام بداں قیام نمود و ظاہر است کہ
میان منکر نبوت محمدی و ولایت محمدی صلی
اللہ علیہ وسلم ہیچ فرقے نیست کما صرح بہ
فی تفسیر بحر الحقایق من انکر ولایتہ
فقد انکر بنبوتہ اکنوں معنی آں حدیث
بشنو کہ علماء زمانہ و دیگر مرداں آں حدیث
را بہانہ ساختہ از تصدیق مہدی علیہ السلام
باز ماندہ اند قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حق
المہدی یرضی عنہ ساکن السماء و ساکن

بطلان اور فساد جو مشہور ہے تو سنا ہوگا ان کی برائیوں
میں سے امام علیہ السلام کے گروہ میں کس برائی کو تو نے
دریافت کیا جو ایمان نہیں لاتا ہے اور ان سے
عداوت رکھتا ہے اور اگر تو یہ کہتا ہے کہ علماء امت
مرحومہ قبول نہیں کرتے ہیں تو اے عزیز گوش ہوش سے
سن کہ آنحضرت صلعم نے علماء کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں
ایک ورثۃ الانبیاء یہ وہ علماء ہیں جو بادشاہوں سے نہیں
ملتے اور تونگروں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جب علماء
بادشاہوں سے ملتے ہیں اور تونگروں کی طرف توجہ کرتے
ہیں تو وہ علماء دین کے چور اور لٹیرے بن جاتے ہیں پس
پہلی قسم کے جو علماء تھے وہ تو ایمان لاچکے اور نہیں پائے
گئے وہ مگر تھوڑے سے اور دوسری قسم کے علماء ہیچ ایمان
نہیں لائینگے اس وجہ سے ان کی مشابہت علمائے یہود و
نصاریٰ سے کی گئی جیسا کہ گذرا۔ اے برادر تابع متبوع
کے حکم میں ہوا کرتا ہے رسولؐ کی ظاہری صفت نبوت
تھی منکران نبوت کا حال بیان کیا گیا رسولؐ کی باطنی
صفت ولایت تھی اور مہدیؑ نبیؐ کی باطنی صفت
ولایت پر قیام فرمائے اور ظاہر ہے کہ محمدؐ کی نبوت
اور محمدؐ کی ولایت میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ اس کی تصریح
تفسیر بحر الحقایق میں کی گئی ہے کہ جس نے نبی کی ولایت
کا انکار کیا تو اس نے نبی کی نبوت کا انکار کیا۔ اب اس
حدیث کے معنی سن جس کو علماء زمانہ اور دوسرے لوگ بہانہ
بنا کر مہدیؑ کی تصدیق سے باز رہے ہیں فرمایا نبیؐ نے
مہدیؑ کے حق میں کہ راضی ہوں گے اس سے آسمان
اور زمین کے بسنے والے اور نہیں چھوڑے گا آسمان اپنی

الارض لا تدع السماء من اقطارها
شیئًا الا وصبته ولا تدع الارض من
نباتها شیئًا الا واخرجته حتی تتمنی
الاحیاء الاموات ان یکون امواتهم
احیاء و علما رزمانہ ایں حدیث را بہانۂ انکار
ساختہ چنیں شرح می کنند کہ ہمہ اہل آسمان
وزمین مہدیؑ را بگروند و ایمان آرند و باز ندارد
آسمان از آب خویش چیزے مگر تمام بریزد
و باز ندارد زمین چیزے را از نباتات خود مگر
ہمہ را بیروں آرد تا آنکہ آرزو برند زندگان
مردگان را اینکہ باشند مردگان ایشاں زندہ
و مراد ازیں دارند کہ باراں موافق ببارد و از
زمین غلہ تمام بروید و اہل زماں شکمہا پر کنند
و مردگان خود را آرزو برند کہ کاشکے ایشاں ہم
زندہ شدہ شکم پر کردندے و بسبب نادانی
خود میگویند کہ آنچہ دریں حدیث مذکور است
در زمان سید محمدؑ پیدا نشد پس او مہدیؑ چگونہ
باشد و بدیں سبب با ایں ذات مخالفت
میکنند و اصلا تفکر نمی کنند کہ ایں تاویل نص
قرآن و سنت النبی و احوال انبیاء و اولیاء را
مخالفت می باشد کہ ہیچ انبیاء را از آدم تا
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم برائے ایں نفرستادند
تا عالمیان را بواسطۂ ایشاں دنیا و مراد نفس
ایشاں حاصل آید بلکہ جملہ انبیاء را برائے آں
فرستاد کہ خلق را از اشتغال دنیا و لذت دنیا بیرون آرند

بارش میں سے کوئی چیز مگر اس کو برسا دیگا اور نہیں چھوڑیگی
زمین اپنی نباتات میں سے کوئی چیز مگر اس کو اگا دیگی
یہاں تک کہ آرزو کریں گے زندے اپنے مردوں کے
متعلق کہ ان کے مردے زندہ ہو جائیں اور علماء زمانہ
اس حدیث کو انکار کا بہانہ بنا کر ایسی شرح کرتے ہیں کہ
تمام زمین و آسمان کے رہنے والے مہدیؑ کے گرویدہ ہو جائینگے
اور ایمان لائیں گے اور نہیں روکے گا آسمان اپنے پانی
سے کسی چیز کو مگر تمام برسا دیگا اور نہیں روکے گی زمین
اپنی نباتات میں سے کسی چیز کو مگر سب نباتات کو
باہر لائے گی یہاں تک کہ آرزو کریں گے زندے مردوں
کے متعلق کہ ان کے مردے زندہ ہو جائیں اور مراد اس
حدیث کی یہ لیتے ہیں کہ بارش موافق برسے گی اور
زمین سے پورا غلہ نکلے گا اور اہل زمانہ اپنے شکم پر کریں گے
اور اپنے مردوں کے متعلق آرزو کریں گے کہ کاش
وہ بھی زندہ ہوتے اور اپنا شکم پر کرتے اور اپنی نادانی
کے سبب سے کہتے ہیں کہ جو بات اس حدیث میں مذکور ہے
سید محمدؑ کے زمانہ میں پیدا نہ ہوئی پس وہ مہدیؑ کس
طرح ہوں گے اور اسی سبب سے مہدیؑ کے ساتھ مخالفت
کرتے ہیں اور بالکل نہیں سوچتے کہ حدیث کے یہ معنی
جو انھوں نے بیان کئے نص قرآن و سنت النبی اور احوال
انبیاءؑ و اولیاءؒ کے خلاف ہیں کیونکہ آدمؑ سے محمد مصطفیٰ
تک کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے نہیں بھیجا کہ مخلوق
کو ان کے ذریعہ سے دنیا اور نفس کی مراد حاصل ہو بلکہ
تمام انبیاءؑ کو اس لئے بھیجا کہ مخلوق کو دنیوی اشغال
اور لذت دنیا سے نکالیں اور خدا تعالیٰ کی اطاعت اور

و دعوت و ترغیب در طاعت و عبادت خدا کنند کما قال علیه السلام ما بعث الانبیاء وقطاً الا لانفرار الخلق عن الدنیا الی المولیٰ و در کلام خویش خود خبر می دہد کہ در ہر زمانے کہ رسول فرستاد اہل زمانہ را بے ابتلا نگذاشت کقولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون (جزو ۹ رکوع ۲) وچون تضرع وزاری نکردند و از پند رسول اعراض کردند حق تعالیٰ درہای مراد ایشان کشود از برای ہلاک ایشان کقولہ تعالیٰ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون وقولہ تعالیٰ ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء انہ بعبادہ خبیر بصیر. ودیگر آیات بسیار دلالت میکنند کہ در بعثت انبیاء علیہم السلام حکمت آنست کہ مردمانرا بواسطۂ ایشان توحید و معرفت خدا حاصل شود پس ناچار مہدی علیہ السلام کہ تابع خاتم الرسل است او را نیز برای ہمیں معنیٰ فرستاد و معنی حدیث این است کہ ہمہ فرشتگان و مومنان از و راضی شوند و درہای رحمت از آسمان و زمین کشادہ شود

عبادت کی ترغیب دعوت دیں جیسا کہ فرمایا نبی نے نہیں بھیجے گئے انبیاءؑ کبھی مگر واسطے بھاگنے مخلوق کے دنیا سے خدا کی طرف۔ اور اللہ نے اپنے کلام میں خبر دی ہے کہ جس کسی زمانہ میں رسول بھیجا اس زمانہ کے لوگوں کو بغیر آزمانے کے نہیں چھوڑا چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی نبی مگر ہم نے پکڑا وہاں کے رہنے والوں کو سختی اور تکلیف میں تاکہ وہ لوگ گڑگڑائیں اور جب انھوں نے عاجزی اور زاری نہیں کی اور پیغمبر کی نصیحت سے منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کے لئے ان کے مقصود کے دروازوں کو کھولدیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر جب وہ بھول بیٹھے اس نصیحت کو جو انھیں کیگئی تھی تو ہم نے کھولدیئے ان پر ہر چیز کے دروازے یہانتک کہ جب وہ خوش ہوئے پائی ہوئی چیزوں سے تو ہم نے ان کو یکایک دھر پکڑا تب ہی بے آس ہو کر رہ گئے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اور اگر اللہ کشادہ کردے روزی اپنے بندوں کے لئے تو وہ ضرور سرکشی کریں ملک میں ولیکن اتارتا ہے اندازے سے جسقدر چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں سے باخبر دیکھنے والا ہے اور دوسری آیتیں بہت سی دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء کی بعثت میں یہ حکمت ہے کہ ان کے واسطے سے لوگوں کو توحید اور خدا کی معرفت حاصل ہو پس ناچار مہدیؑ جو خاتم الرسل کے تابع ہیں ان کو بھی خدا نے اسی مطلب کے لئے بھیجا اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ تمام فرشتے اور مومنین مہدیؑ سے راضی ہوں گے اور رحمت کے دروازے آسمان و زمین سے کھولدیئے جائیں گے

فیض الہی تمام بروبہا وقابلاں ببارد و بود اظہر
آں فیض اینچہ کہ در دل مومناں است
از توحید و معرفت اسرار و محبت و شوق
بیروں آید چنانچہ آرزو بندند بزرگان دین کاش
خویش را کہ کاشکے ایشاں در زمان مہدی
بودندے تا ایشاں را نیز ایں فیض الہی
رسیدے و ایں حدیث تفسیر آں حدیث
است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود
مثل امتی کمثل المطر لا یدری
اولہ خیر ام آخرہ واکثر احادیث
و روایات کہ در حق مہدی وارد شد و علامتہا
و نشانیہا کہ دراں مذکور است بر صدق مہدی
علیہ السلام دلالت می کنند و یؤید ھذا
التاویل ما ذکرہ مولانا عبد الرزاق
الکاشی رحمۃ اللہ علیہ فی تفسیر تاویل
القرآن فی سورۃ الواقعۃ تحت قولہ
تعالی وقلیل من الآخرین. ان السابقین
فی زمانہ ای زمان المہدی اکثر
لکونہم اصحاب القیامۃ الکبری
واہل الکشف والحضور اما جواب
املاء الارض قسطا وعدلا قرآن
مذکور شد و قدری دیگر بشنو قولہ تعالی وما ارسلناک
الا رحمۃ للعالمین قال صاحب
المدارک والکشاف انہ جاء بما
یسعدہم و یستحقوا لرحمۃ ان اتبعو

اور کامل فیض الہی کی بارش ایمان کی صلاحیت رکھنے
والوں کے دلوں پر ہوگی اور اس فیض کے واسطے سے جو
مومنوں کے دل میں ہوگا توحید معرفت اسرار محبت اور
شوق کی روئیدگیاں ان کے دلوں سے ظاہر ہونگی
اس قدر کہ بزرگ اپنے مرنے کے متعلق آرزو کرینگے
کہ کاش وہ لوگ بھی مہدی کے زمانہ میں ہوتے تو انکو
بھی یہ فیض الہی ملتا اور یہ حدیث اس حدیث کی تفسیر ہے
جو آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت کی مثال بارش
کی مثال ہے نہ معلوم اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا اس کا
آخری حصہ اور اکثر حدیثیں اور روایتیں جو مہدی کے
حق میں وارد ہوئی ہیں اور ان میں جو علامتیں اور نشانیاں
مذکور ہیں ۔ امام مہدی کے دعوی کی سچائی پر دلالت کرتی
ہیں اور تائید کرتی ہے اس معنی کی وہ تفسیر جس کو
مولانا عبد الرزاق کاشی نے اپنی تفسیر تاویل القرآن
سورہ واقعہ میں قولہ تعالی وقلیل من الآخرین
(اور تھوڑے آخرین سے) کے تحت ذکر کیا ہے کہ سبقت
لے جانے والے اس کے زمانہ میں یعنی مہدی کے زمانہ
میں اکثر ہوں گے بسبب ان کے اصحاب قیامت کبری
اور اہل کشف وحضور ہونے کے ۔ اب رہا جواب بھری
زمین کو عدل وانصاف سے بھرنے کا تو اس سے پہلے
اس جواب کا ذکر ہو چکا ہے اسی کے متعلق کچھ اور سن لو
اللہ تعالی فرماتا ہے اور ہم نے تجھکو تمام عالم کے لئے
رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔ صاحب مدارک اور صاحب
کشاف نے کہا ہے کہ رسول ایسی ہدایتوں کو لے کر
آئے کہ وہ ان لوگوں کو سعادت کی نعمت سے سرفراز

ومن خالف ولم يتبع فانما اتى من
عند نفسه حيث ضيع نصيبه منها
ومثاله ان الله تعالى فجر عينا
عذوبة يكفى العالم جملة فسقى
ناس زروعهم ومواشيهم بمائها
فافلحوا وسعدوا وبقى ناس
مفرطون مقصرون عن السعى
فضيعوا نصيبهم عن ذلك فالعين
المفجرة فى نفسها نعمة من الله
ورحمة للفريقين ولكن صارت
للكسلان محنة وزحمة على
نفسه من حيث حرمها مما
ينفعها.

دیگر یک معجزہ بشنو از معجزات
مہدی علیہ السلام دریں باب، کہ آں ذات
قابل و لائق بود کہ زمین را بعدل و ایمان
پر کند اما مشیت ایزدی نبود چنانچہ
نقل است کہ یکروز پیش حضرت مہدی شخصی
سوال کرد کہ حضرت رسالت پناہ صلعم را
بر صراط مستقیم حق تعالیٰ فرستاد و ہم حکم کرد
کہ ادع الی سبیل ربک مع ذالک
(جزء ۱۴ ع ۲۲) حقتعالیٰ میفرماید کہ لیس
علیک ھدیھم ولکن اللہ یھدی
من یشاء (جزء ۳ رکوع ۵) چوں است
حضرت امام فرمودند کہ یک ساعت توقف کنید

کرتی تھیں اور ان کو رحمت الٰہی کے مستحق بناتی تھیں جنھوں
نے ان ہدایتوں کی پیروی کی اور جنھوں نے ان کی مخالفت
کی اور پیروی نہیں کی تو اپنے خواہش نفس پر عمل کیے
پس انھوں نے ان ہدایتوں سے اپنے حصہ کو ضائع
کر دیا اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک میٹھے
پانی کے چشمہ کو جاری کیا جو دنیا کے تمام انسانوں کو
کافی ہو سکتا تھا جن لوگوں نے اس چشمہ سے اپنے کھیتوں کو
پانی دیا اور اپنے چوپایوں کو پانی پلایا تو وہ کامیاب ہوئے
اور سعادت حاصل کیے اور جو لوگ افراط و تفریط میں پڑ کر
اس چشمے سے پانی حاصل کرنے کی کوشش میں ناکام رہے
تو انھوں نے اپنا حصہ اس چشمہ سے ضائع کر دیا وہ
بہایا ہوا چشمہ بذاتہ اللہ کی نعمت اور فریقین کے
واسطے رحمت تھا لیکن کاہلوں کے لئے وہ محنت اور
زحمت بن گیا کیونکہ انھوں نے نفع دینے والی چیز کو خود
پر حرام قرار دے لیا۔

نیز اس باب میں معجزات مہدیؑ میں سے ایک معجزہ
سنو کہ وہ ذات مقدس اس قابل اور لائق تھی کہ زمین کو
عدل اور ایمان سے پر کرے لیکن مشیت ایزدی نہ تھی
چنانچہ نقل ہے کہ ایک روز حضرت مہدیؑ کے سامنے
ایک شخص نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولؐ
کو صراط مستقیم پر بھیجوایا اور نیز حکم کیا کہ مخلوق کو بلا اپنے
رب کے راستہ کی طرف۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ مخلوق کی ہدایت کرنا تیرے ذمہ نہیں ہے لیکن اللہ
جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ یہ کیا بات ہے؟
تو حضرت امامؑ نے فرمایا کہ ایک ساعت ٹھیرو تمھارے

که جواب سوال شما واضح کنم ساعتی گزشت
که یک زنار دار بارسوم کفار در راه گذر کرد
وحضرت امامؑ آں را بہ طلبیدند بیامد پس بلا
توقف فرمودند که زنار بشکن وتیکه که نشانه
برپیشانی کشیدہ دور کن وکلمہ طیب لا اله
الا الله محمد رسول الله بگو وتصدیق کن
که ایں بندہ مہدی موعود است از خدائے تعالیٰ
ہر حکمی که امامؑ فرمودند آں شخص ادا نمود
بعدہ فرمودند که برو برمنبر سوار شو وکلام اللہ
بخواں آں کس مسلمان مصدق معتقد امامؑ
شدہ برمنبر سوار شد وتمام کلام اللہ یاد بخواند
که ہیچ خطا نباشد بعد ازاں امام البر
والبحور نور النور محبوب رحیم الغفور سائل مذکور
را فرمودند که دیدی اگر حضرت رسولؐ وتابع
وی امام مہدیؑ می خواہند تمام اہل شرق
ومغرب را ہدایت بنمایند وہمہ را مسلمان
کنند ہمہ عالم مسلمان می شود لیکن کار ایشاں
تبلیغ رسالت است وہدایت نمودن کار
رب العزت است آنرا که می خواہد ہدایت
می دہد وآنرا که بخواہد در ضلالت میدارد
یضل من یشاء ویھدی من یشاء
ھذہ معجزۃ قاطعۃ علی الذین یقولون
ان المہدی یملأ الارض قسطاً وعدلاً
بلی بالقوۃ والفعل ولکن اللہ یفعل ما
یشاء ویحکم ما یرید والمہدی تابع

سوال کا جواب واضح کر دیتا ہوں ایک ساعت گزری
کہ ایک زنار دار کافروں کی وضع قطع کے ساتھ راستہ
سے گذرا تو حضرت امامؑ نے اس کو بلایا وہ آگیا پس وہ
آتے ہی فرمایا کہ زنار توڑ دے اور ٹیکہ جو پیشانی پر لگایا
ہے نکال دے اور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ پڑھو اور تصدیق کر یہ بندہ مہدی موعود ہے
اور امامؑ نے اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو کچھ فرمایا وہ
شخص بجالایا اس کے بعد فرمایا کہ جا منبر پر چڑھ اور
کلام اللہ پڑھ وہ شخص مسلمان مصدق امامؑ کا معتقد ہو کر
منبر پر گیا اور تمام کلام اللہ زبانی پڑھتا تھا اور کوئی
خطا نہیں ہوتی تھی اس کے بعد امام بحر و بر نور النور محبوب
رحیم الغفور نے سائل مذکور کو فرمایا کہ تو نے دیکھا تیرے
سوال کا جواب، اگر حضرت رسولؐ اور آپ کے تابع
امام مہدیؑ چاہیں تو تمام مشرق و مغرب کے لوگوں کو ہدایت
کر دیں اور سب کو مسلمان بنا دیں اور تمام دنیا کے لوگ
مسلمان ہو جائیں لیکن ان کا نبی اور مہدی کا کام رسالت
کی تبلیغ ہے اور ہدایت کرنا رب العزت کا کام ہے جس کو
چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہی
میں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے گمراہ
کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے یہ معجزہ برہان
قاطع ہے ان لوگوں کے مقابلہ میں جو کہتے ہیں کہ مہدیؑ
بھر دیں گے زمین کو عدل و انصاف سے کیوں نہیں
مہدی بالقوہ اور بالفعل صلاحیت رکھتے ہیں ولیکن
اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کے موافق
حکم کرتا ہے اور مہدیؑ خدا کے حکم کا تابع ہے اور خدا کے

لامر الله وداع بحکم الله ولو شاء
النبی والمهدی علیهما السلام ان
یومن من فی الارض کلهم جمیعا
لآمن کلهم لا ریب فیها ولکن
الخاتمین علیهما السلام کانا تابعین
لمراد الله ومشیته وان الله لم
یشاء هدایة جمیع الخلق کما ذکر فی
تفسیر لباب التاویل تحت قوله تعالیٰ
افلم یایئس الذین امنوا ان لو یشاء الله
لهدی الناس جمیعا. قال وتمسك
اهل السنت والجماعة بقوله ان لو یشاء
الله لهدی الناس جمیعا علیٰ ان الله لم
یشاء هدایة جمیع الخلق ومثال این
در قرآن آیات بسیار است ومراد اینجا اختصار
است وقال الله تعالیٰ فی حق القران و
ننزل من القران ما هو شفاء ورحمة
للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا
(جز ۱۵ رکوع ۹) فالمهدی علیه السلام
کذالك رحمة لمن امن به ویملاء
الارض بزمانه قسطا وعدلا فمن
اتبعه واخذوا امره وارشاده
بالتوحید واشتغلوا بالله عن الدنیا
والآخرة فنجوا واخذوا نصیبهم
من نعمة الارشاد الی الله تعالیٰ
وقد جاء بنعمة الارشاد

حکم سے دعوت دینے والا ہے اگر نبی ومہدی علیہما السلام
چاہتے کہ تمام روئے زمین کے لوگ مسلمان ہوجائیں تو
سب کے سب مسلمان ہوجاتے اس میں کچھ شک نہیں ہے
ولیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء علیہما السلام دو نو
اللہ کی مراد اور اللہ کی مشیت کے تابع تھے اور بیشک
اللہ نے تمام مخلوق کی ہدایت نہیں چاہی جیسا کہ تفسیر
لباب التاویل میں ذکر کیا گیا ہے تحت قولہ تعالیٰ
افلم یایئس الذین الخ (کیا نہیں جانا مومنوں
نے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تمام لوگوں کو)
مفسر نے کہا ہے کہ اہل سنت والجماعت نے تمسک
کیا ہے قول سے اللہ تعالیٰ کے کہ اگر چاہتا اللہ تو سب
لوگوں کو ہدایت کر دیتا' اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے
تمام مخلوق کی ہدایت نہیں چاہی اس کے مانند قرآن
شریف میں بہت سی آیتیں ہیں اور مقصود یہاں اختصار
ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے حق میں فرمایا ہے
کہ اور ہم قرآن میں سے وہ آیتیں نازل کرتے ہیں جو شفا
اور رحمت ہیں مومنوں کے لئے اور کافروں کو تو اس سے
نقصان ہی بڑھتا ہے۔ پس مہدیؑ قرآن شریف کی
طرح رحمت ہیں ان لوگوں کے لئے جو آپ پر ایمان
لائے اور مہدیؑ بھرتے ہیں زمین کو عدل وانصاف
سے اپنے زمانہ کے ان لوگوں میں جنھوں نے آپ کی پیروی
کی اور آپ کے حکم اور آپ کے توحید کے ارشاد کو لے
لیا اور دنیا و آخرت سے منھ پھیر کر اللہ میں مشغول
ہوگئے پس وہ لوگ نجات پائے اور انہی لوگوں نے
ارشاد الی اللہ کا حصہ حاصل کیا ہمارے حضرت مہدیؑ

من الله بجيث لو استفاد منه جميع اهل الارض لسعدوا واستحقوا الرحمة وملاء جميع الارض عدلا فاذا اظهر الدعوة وبلغ بما جاء به من النعمة فقد ادى الرسالة لانه ما على الرسول الا البلاغ فكانه ملاء جميع الارض ووجب على الكافة الاستفادة منه فاذا لم يستفيدوا فقد ضيعوا نصيبهم وليس عليه شئ كما ذكر قصص الانبياء عليهم السلام قبل ذالك وقال فى لباب التاويل فى سورة نوح تحت قوله تعالى وجعل القمر فيهن نورا (جزو ۲۹ رکوع ۹) يعنى فى السماء الدنيا وقوله تعالى فيهن هو كما قال اتيت بنى تميم وانما اتى رجلا منهم انتهى فاملاء بعض الارض عدلا كاملاء جميع الارض يكون بهذا المعنى وفى كتب اهل السنة واما ما قال بعض العلماء بان الامام اذا لم يكن مطاعا فلا يكون اماما قلنا ليس كذالك لان اطاعة الامام فرض على الناس فلو لم يطيعوا الامام فالعصيان

اللہ کی جانب سے ارشاد کی نعمت لیکر آئے اس حیثیت سے کہ اگر اس نعمت ارشاد سے روئے زمین کے تمام لوگ مستفید ہوتے تو البتہ سعادت حاصل کرتے اور رحمت کے مستحق ہوتے اور تمام روئی زمین عدل وانصاف سے بھر جاتی ہیں جب امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ نے دعوت الی اللہ ظاہر فرمایا اور اللہ تعالی کے پاس سے لائی ہوئی نعمت کو پہونچا دیا تو آپ نے اپنے حق رسالت کو ادا کردیا کیونکہ رسول پر پہنچا دینے کے سوائے کوئی اور فرض نہیں ہے تو گویا آپ نے تمام روئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیا اور تمام انسانوں پر اس سے فائدہ حاصل کرنا واجب ہو گیا انھوں نے جب فائدہ حاصل نہیں کیا تو اپنے حصہ کو آپ ضایع کردیا اس میں مہدی علیہ السلام کا کیا قصور چنانچہ اس سے پہلے انبیاء کے قصے ذکر کئے گئے اور لباب التاویل میں سورۂ نوح میں تحت قولہ تعالی وجعل القمر الخ (اور بنایا چاند کو اس میں نور) لکھا ہے کہ یعنے آسمان دنیا میں اور اللہ تعالی کے قول فیھن سے مراد وہ ہے جیسا کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ آیا میں بنی تمیم کے پاس۔ حالانکہ آپ بنی تمیم کے ایک آدمی کے پاس گئے تھے انتہی پس زمین کے بعض حصہ کو عدل سے بھر دینا تمام روی زمین کو بھر دینے کے مساوی ہے بمعنی مذکور کے اعتبار سے اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ بعض عالموں نے یہ جو کہا ہے کہ امام کی اطاعت اگر کوئی نہ کرے تو وہ امام نہیں ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسا نہیں کیونکہ امام کی اطاعت لوگوں پر فرض ہے اگر وہ امام کی اطاعت نہ کریں تو ان سے نافرمانی سرزد ہوئی اس کا حسب کی انھوں نے

حصل منهم لمن لم يطعه وعصيا ثم لا يضر بالامامة فان لم يظهر فذالك من تمرد الناس فلا يعزله عن الامامة بل يصيرون ظالمين على انفسهم بعدم اطاعتهم و متابعتهم له ولعدم اخذهم نصيبهم منه من الارشاد و بيان اوامر الشرع كما ذكر الا ترى ان النبي صلى الله عليه وسلم ما كان مطاعاً فى اول الاسلام وكان لا يمكنه القهر والغلبة من طريق العادة والكفرة تمردوا عن نصره ودينه وكان هذا لا يضره ولا يخرجه من كونه نبيا ورسولا فكذالك الامام المهدى عليه السلام خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم لا محالة ويؤيده ما قال الامام الزاهد رحمة الله عليه فى تفسير قوله تعالى وارسلناك للناس رسولا وكفى بالله شهيدا (جزء ۵ رکوع ۸) ما ترا رسول فرستادیم بہمہ خلق وخدا تعالی بر رسولی تو وبر گفتار ایشاں گواہ بس نے قبول ایشاں بکار بود تا تو رسول گردی رسول کہ رسول گردد بارسال خداوند رسول گردے بقبول خلق وقال فی

اطاعت نہیں کی۔ اور ان کی نافرمانی امام کی امامت کو ضرر نہیں پہنچاتی اگر اطاعت کا ظہور نہیں ہوا تو یہ بات لوگوں کی سرکشی کی وجہ سے ہے ان کی سرکشی امام کو امامت سے معزول نہیں کر سکتی بلکہ وہ لوگ اپنی عدم اطاعت اور پیروی نہ کرنے اور اس کے ارشاد سے حصہ نہ لینے اور احکام شرع کے بیان کو نہ لینے کی وجہ سے اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ابتدا اسلام میں نبیؐ کی اطاعت نہیں کی گئی اور عادتی طور پر لوگوں پر غالب نہیں ہو سکتے تھے کافروں نے آپ کی نصرت سے اور آپ کے دین سے منہ پھیر کر سرکشی کی ان کا یہ عمل نہ آپ کو کوئی ضرر پہنچا سکتا تھا اور نہ آپ کو نبی اور رسول ہونے سے نکال سکتا تھا۔ پس اسی طرح امام مہدی موعودؑ یقیناً رسول اللہ کے قائم مقام ہیں اور تائید دیتا ہے اس بات کی وہ قول جس کو امام زاہدؒ نے اللہ تعالیٰ کے قول وارسلناک للناس الخ (اور ہم نے تجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تمام دنیا کے لوگوں پر اور اللہ کافی گواہ ہے) کی تفسیر میں لکھا ہے اور ہم تجھ کو رسول بنا کر بھیجے ہیں تمام مخلوق پر اور خدا تعالیٰ تیرے رسول ہونے پر اور ان لوگوں کی گفتار پر گواہ کافی ہے تیرے رسول ہونے کے واسطے ان کے ماننے کی ضرورت نہیں تاکہ تو رسول ہو جو رسول ہوتا ہے تو خدا کے رسول بنانے سے رسول ہوتا ہے نہ کہ مخلوق کے ماننے سے رسول ہوتا ہے تفسیر لباب میں تحت آیت وکفی باللہ شہیدا

تفسیر اللباب تحت هذه الآية
وكفى بالله شهيدا على ارسالك
للناس كافة وما ينبغي لاحد ان
يخرج عن طاعتك واتباعك
وقال في تفسير معالم التنزيل تحت
هذه الآية وكفى بالله شهيدا
على ارسالك وصدقك و دلیل
روشن ترشنو تا غطار تو کشف گردد و برین
دلائل یقین حاصل آید چنانچه در تفسیر مدارک
التنزیل در آغاز جز تلك الرسل میفرمایند
تحت قوله تعالى فمنهم من آمن و
منهم من كفر بمشيتي يقول سبحانه
وتعالى اجريت امور رسلي على هذا
اي لم يجتمع لاحد منهم طاعة
جميع امته في حياته ولا بعد
وفاته بل اختلفوا عليه فمنهم
من آمن ومنهم من كفر فعلم
من مفهوم هذه التفاسير ان الرسل
المرسلة الى الخلق الذين سماهم الله ائمة
بقوله تعالى وجعلنا هم ائمة يهدون
بامرنا لما صبروا يكونون رسلا وائمة
بارسالہ ایاهم الى الخلق لا بقبول
الخلق لهم فانه لا يقدح في كونهم
رسلا وائمة عدم قبول الخلق
ويؤيد هذا ما ذكر في معالم التنزيل

(اور اللہ کافی گواہ ہے) لکھا ہے کہ اللہ تمام دنیا کے
لوگوں پر تجھے رسول بنانے پر گواہ ہے اب کسی کیلئے
سزاوار نہیں کہ تیری اطاعت اور پیروی سے نکلے
تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیت کفی باللہ شہیدا
کہا ہے کہ اللہ گواہ ہے تجھے رسول بنانے پر اور تیری
سچائی پر۔ اور ایک روشن دلیل سنو تاکہ تمہارا پردہ
اٹھ جائے اور ان دلیلوں پر یقین حاصل ہو چنانچہ تفسیر
مدارک التنزیل میں تلک الرسل کے آغاز میں اللہ
کے قول ہذا ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض کافر ہوئے
کے تحت فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ میری مشیت
سے ایمان لائے اور میری مشیت سے کافر ہوئے یعنے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے پیغمبروں کے امور کو اسی
طریقہ پر جاری کیا ہوں کہ تمام امت نے کبھی ان کی
اطاعت پر اتفاق نہ کیا نہ ان کی زندگی میں اور نہ انکی
وفات کے بعد بلکہ اختلاف کرتے رہے اور بعض ان
میں ایمان لائے اور بعض کافر ہوئے پس تفسیروں
کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ مخلوق کی طرف بھیجے ہوئے رسول
جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قول وجعلنا هم ائمة
يهدون میں ائمہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے حکم سے ہدایت
کرتے ہیں بسبب اس کے کہ انھوں نے صبر کیا وہ پیغمبر
ہوتے ہیں اور امام بنتے ہیں مخلوق کی طرف انکو رسول
بنانے کی وجہ سے نہ کہ ان کو مخلوق کے ماننے کی وجہ سے
کیونکہ مخلوق کا نہ ماننا ان کے رسول اور امام ہونے میں
کوئی اعتراض پیدا نہیں کر سکتا نیز تائید کرتا ہے اس
بات کی جو ذکر کیا گیا ہے معالم التنزیل میں تحت قولہ تعالیٰ

تحت قوله تعالیٰ وثلة من الاولین
وثلة من الآخرین عن سعید بن
جبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یوما فقال عرضت علی الامم
فجعل یمر النبی ومعه رجل والنبی
ومعه رجلان والنبی ومعه رجال
والنبی ومعه رهط والنبی ولیس
معه احد کذالک الامام المهدی
علیه السلام لا یقدح فی کونه اماما
اذا لم یکن مطاعا ولا متبوعا
لجمیع الخلق ولا ینقص فی مهدیته
بذالک فافهم هداک اللہ ۔
ایضا جواب باصواب دریں باب
بشنو که در تفسیر لباب التاویل تحت
قوله تعالیٰ افلم ییأس الذین آمنوا
ان لو یشاء اللہ لهدی الناس جمیعا
قال وتمسک اهل السنة والجماعة
بقوله ان لو یشاء اللہ لهدی الناس
جمیعا علی ان اللہ لو یشاء هدایة
جمیع الخلق ولا یزال الذین کفروا
تصیبهم بما صنعوا وکفایت کند
ایں جواب مر آنکسے را که از اهل سنت
وجماعت باشد و آنکس که تمسک او
خلاف سنت وجماعت باشد فلا یکفیه ۔

وثلة من الاولین الخ (ایک بڑی جماعت
ہے اگلے لوگوں میں سے اور ایک بڑی جماعت ہے
پچھلوں میں سے) روایت ہے سعید بن جبیر کی اور وہ
روایت سے عبداللہ ابن عمرؓ کی کہا کہ نکلے رسول اللہ
صلعم ہم پر ایک دن پس فرمایا کہ پیش کی گئیں مجھ پر
امتیں پس گذرے میرے سامنے سے ایک پیغمبر ان
کے ساتھ صرف ایک ہی آدمی تھا پھر گذرے دوسرے پیغمبر
ان کے ساتھ دو آدمی تھے پھر گذرے تیسرے پیغمبر ان کے
ساتھ دو سے زیادہ آدمی تھے پھر گذرے چوتھے پیغمبر ان
کے ساتھ ایک جماعت تھی پھر گذرے ایک پیغمبر انکے
ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہی حال امام مہدیؑ کا ہے کہ آپ کے
امام ہونے میں کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور نہ آپکی
مہدیت میں کوئی نقصان پیدا ہو سکتا ہے اگر دنیا کی
تمام مخلوق آپ کی اطاعت اور پیروی نہ کرے اب
سمجھ لیجئے اللہ تمہاری ہدایت کرے نیز اور ایک
جواب باصواب اس باب میں سن لیجئے جو تفسیر لباب
التاویل میں تحت قولہ تعالیٰ افلم ییأس الذین الخ
(کیا نہیں جانا مومنوں نے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہدایت
کر دیتا تمام لوگوں کو) مفسر نے کہا ہے کہ اہل سنت
والجماعت نے تمسک کیا ہے قولہ تعالیٰ ان لو یشاء
اللہ لهدی الناس جمیعا سے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ
نے تمام مخلوق کی ہدایت نہیں چاہی اور ولا یزال
الذین کفروا الخ (اور ہمیشہ پہنچتی رہے گی کافروں کو
ان کے کئے پر مصیبت) سے تمسک کیا ہے۔ یہ جواب
خاص اس شخص کے لئے کافی ہے جو اہل سنت والجماعت

شی الا ان یتوب اللہ علیہ فانہ
ہو التواب الرحیم۔ اکنوں بشنو
دلائل فضائل دعا خفیہ کہ مہدی علیہ
السلام مر قوم خود را بدعاء خفی فرمود دعا
در سجدہ بعد ادا و رکعتین تحیۃ الوضو امر
نمود ای برادر بسیار مردماں بسبب
نادانی خود می گویند کہ ایں قوم مہدی
علیہ السلام از حق تعالیٰ دعا نمی خواہند
و مناجات نمی کنند و استغفار نمی کنند
و ناداناں نمی فہمند کہ توابعان امام علیہ
السلام بموجب آیۃ قرآن و تعلیم حضرت
ملک المنان عمل می نمایند و دعا خفیہ میکنند
و با پروردگار خویش چناں راز و نیاز می کنند
کہ یا خوانندہ داند یا ہر کرا خوانند و از و
بخواہند او داند با اغیار چہ کار اما عمل ایشاں
بر آیت چنیں است کہ خدا تعالیٰ میفرماید
ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب
المعتدین ذکر فی التفسیر القشیری تحت
ھذہ الآیۃ علمہم آداب الدعاء حیث
قال ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ و
ھذا آداب الدعاء انتہی اے برادر بطریق
انصاف نظر کن کہ قوم مہدی علیہ السلام بموجب
امر آیت کلام ربانی و تعلیم آداب سبحانی دعا
بتضرع و مخفی می خوانند و با پروردگار خود راز
میگویند پس ایشاں را چوں باید گفت کہ مہدیاں

سے ہو اور جس شخص کا تمسک سنت والجماعت کے خلاف ہو اس کو کوئی چیز بھی کافی نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ اللہ اس کی توبہ قبول کرے کیونکہ وہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اب سنئے پوشیدہ دعا کی فضیلتوں کے دلائل کہ حضرت امام مہدی موعود نے خاص اپنی قوم کو پوشیدہ طور پر دعا کرنے کے لئے فرمایا اور تحیۃ الوضو کے دو رکعت ادا کرنے کے بعد سجدہ میں دعا کرنے کا حکم دیا۔ اے برادر بہت سے لوگ اپنی نادانی کے سبب سے کہتے ہیں کہ مہدی کی یہ قوم اللہ سے دعا نہیں مانگتی اور مناجات نہیں کرتی اور مغفرت نہیں چاہتی۔ اور یہ نادان لوگ نہیں سمجھتے کہ امام کے پیرو آیت قرآن اور تعلیم خدا کے موافق عمل کرتے ہیں اور دعا پوشیدہ کرتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ایسا راز و نیاز رکھتے ہیں کہ یا دعا کرنے والا جانے یا جس سے دعا کرتے ہیں وہ جانے غیروں سے کیا کام ان کا عمل آیت قرآنی پر ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پکارو تم اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ہے حد سے تجاوز کرنے والوں کو اسی آیت کے تحت تفسیر قشیری میں ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دعا کے آداب سکھائے ہیں کیوں کہ وہ فرماتا ہے کہ پکارو تم اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ اور یہ دعا کے آداب ہیں انتہا اے برادر انصاف کے طریقہ سے نظر کر کہ مہدی کی قوم بموجب حکم آیت کلام ربانی و تعلیم آداب سبحانی عاجزی اور پوشیدہ طریقہ سے دعا کرتی ہے اور اپنے پروردگار سے راز کہتی ہے پس مخالفین کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ مہدوی دعا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے آیت

دعا می خواہند وحق تعالیٰ در آیت دو آداب
دعا تعلیم فرمود یکی تضرع یعنے شکستگی و عجز
و زاری و از خودی و ہستی و نفسانیت و
بیفرمانی بیزاری دوم خفیہ و آں بر وجہی کہ
از آں کسے کہ بطلبید ہماں داند و قوم مہدی
را بفضل الٰہی بریں ہر دو آداب بر وجہی عمل
و اعتقاد است کہ در گفتن نیاید و دعا و
مناجات ایشاں در خلوت بعد از ادائے تحیۃ الوضو
در سجدہ موافق ایں است پس ایشاں را
تارکان دعا چگونہ باید گفت و مہدی علیہ السلام
کہ ایشاں را بدعا مخفی امر نمودہ محض برای تاکید
اخلاص و عدم دخول ریا در مناجات خفیہ
زیرا کہ او باطن محمدی است و اخلاص امر باطنی
است پس سوای فرایض ظاہرہ کہ شعار اسلام
است بہ عمل آوردن در باطن و خلوت امر
نمود لحصول الاخلاص و عدم دخول
الریا و بفضل الٰہی ایں ہر دو حاصل می شود و محتاج
مخلص را روی نا امیدی نیست بلکہ اغلب بلکہ
یقین امید قبول است چنانچہ در تفسیر حسینی معنی
ایں آیت چنیں فرمودند کہ بخوانید پروردگار
خود را بزاری و پوشیدگی تضرع نشان
احتیاج ایشاں است و در نہاں داشتن
دلیل اخلاص است و محتاج و مخلص را
روی نا امیدی نیست ایضاً یوئدہ ما ذکر
فی تفسیر رحمانی تحت ھٰذہ الآیۃ اذا

میں دعا کے دو آداب کی تعلیم کی ہے۔ ایک تضرع یعنے
شکستگی عاجزی زاری اور خودی و ہستی نفسانیت اور
نافرمانی سے بیزاری دوسرا ادب پوشیدہ طریقہ سے
دعا کرنا اس طرح کہ جس سے طلب کرتے ہیں وہی جانے اور
مہدیؑ کی قوم کا عمل اور اعتقاد خدا کے فضل سے ان دو نو
آداب پر اس طرح ہے کہ کہہ نہیں سکتے ان کی دعا اور
مناجات تحیۃ الوضو کے ادا کرنے کے بعد خلوت میں سجدہ
میں اس کے موافق ہے پس مہدویوں کو تارک دعا کس طرح
کہہ سکتے ہیں حضرت مہدیؑ نے مہدویوں کو جو دعا مخفی کا
حکم فرمایا ہے محض مناجات خفیہ میں ریا نہ داخل ہونے اور
خلوص کی تاکید کے واسطے ہے کیونکہ مہدیؑ کی ذات
اقدس باطن محمدیؐ ہے اور اخلاص بھی امر باطنی ہے پس
فرائض ظاہرہ کے سوائے جو شعار اسلام ہے باطن اور خلوت
میں عمل کرنے کا حکم فرمایا واسطے حاصل ہونے اخلاص اور
نہ داخل ہونے ریا کے خدا کے فضل سے یہ دونوں باتیں
مہدویوں کو حاصل ہوتی ہیں اور محتاج مخلص کیلئے ناامیدی
کی کوئی صورت نہیں ہے اغلب بلکہ یقین ہے کہ ایسی
دعا قبول ہونے کی امید ہے چنانچہ تفسیر حسینی میں اس
آیت کے معنی فرماتے ہیں کہ پکارو تم اپنے پروردگار کو
زاری اور پوشیدگی کے ساتھ تضرع ان کے احتیاج کی
نشانی ہے اور پوشیدہ دعا کرنا اخلاص کی دلیل ہے اور
محتاج اور مخلص کے لئے کوئی ناامیدی کی صورت نہیں
تائید کرتا ہے اس بات کی جو ذکر کیا گیا ہے تفسیر رحمانی
میں اس آیت کے تحت کیونکہ عبودیت چاہتی ہے
ذلیل ہو جائے کو پس چاہیئے کہ تم تمہاری دعا

لعبودية تقتضي التذلل فليكن دعاؤ
كم تضرعا اى تذللا والتذلل انما
يتم بالاخلاص فليكن خفية لانه
اقرب الى الاخلاص وفى المدارك
تحت هذه الاية عن الحسن بين
دعوة السر والعلانية سبعون
ضعفا يعنى دعوة السر افضل من
دعوة العلانية سبعين ضعفا
وفى تفسير در منثور تحت هذه الاية
اخرج ابن حاتم عن زيد بن اسلم قال
كان الحسن يرى الجهر بالدعاء الاعتداء و
قال قتادة ذكر لنا ان ابن عمر رضى الله
عنهما اتى على قوم يرفعون ايديهم فقال
ما يتناول هؤلاء القوم فوالله لو كانوا
على طول جبل فى الارض ما ازدادوا
من الله قربا قال قتادة وان الله
انما تقربا اليه بطاعته فما كان من
دعائكم فليكن فى سكينة ووقار وحسن
صمت وزى وهدى وحسن ورعة وفى
المدارك ايضا تحت هذه الاية قال
عليه السلام انكم لا تدعون اصم ولا
غائبا انما تدعون سميعا قريبا انه معكم
اينما كنتم عن الحسن بين دعوة السر وا
لعلانيه سبعون ضعفا وفى تفسير
حقايق السلمى تحت هذه الاية اى اخف

تضرع کے ساتھ یعنے تذلل کے ساتھ اور تذلل سوائے اس کے
نہیں کہ پورا ہوتا ہے اخلاص سے پس چاہیئے کہ وہ
پوشیدہ ہو کیونکہ وہ قریب ترین ہے اخلاص سے
اور تفسیر مدارک میں اسی آیت کے تحت حسن سے مروی
ہے کہ پوشیدہ اور علانیہ دعا کے درمیان ستر درجوں کا
فرق ہے یعنے پوشیدہ دعا علانیہ دعا سے ستر درجے
افضل ہوتی ہے ۔ اور تفسیر درِ منثور میں اس آیت کے
تحت ابن حاتم نے سند سے بیان کیا ہے زید ابن اسلم
کی روایت سے انھوں نے کہا حضرت حسنؓ دعا جہری کو
ظلم سمجھتے تھے اور قتادہؒ نے کہا کہ ہم سے یہ بات ذکر
کی گئی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ایک گروہ کے
پاس گئے جو اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے ان کو دیکھ کر
فرمایا یہ لوگ کیا لے رہے ہیں خدا کی قسم یہ لوگ زمین
میں اگر پہاڑ کی اونچائی پر ہوتے تو اللہ کی قربت میں کچھ
نہ بڑھتے قتادہؒ نے فرمایا کہ اللہ کی نزدیکی اطاعت سے
ہوتی ہے تمھاری دعا سے نہیں ہوتی چاہیئے کہ دعائیں
سکون وقار حسن خاموشی خاص وضع ہدایت اور حسن
پرہیزگاری ہو ۔ اور نیز مدارک میں اس آیت کے تحت
ہے کہ رسولؐ نے فرمایا کہ تم لوگ کسی بہرے کو نہیں پکار رہے
ہو اور نہ کسی غائب کو پکار رہے ہو تم صرف اس کو پکار
رہے ہو جو سننے والا اور قریب ہے بیشک وہ تمہارے
ساتھ ہے تم جہاں کہیں ہو ۔ حسن سے مروی ہے کہ پوشیدہ
دعا اور علانیہ دعا کے درمیان ستر درجوں کا فرق ہے
اور تفسیر حقایق سلمی میں اس آیت کے تحت ہے یعنے چھپا
میرے ذکر کو میرے غیر سے محفوظ رکھنے کے لئے ۔ کیا تو اس کو

ذکری صیانۃ عن غیری الا تراہ یقول صلی اللہ علیہ وسلم خیر الذکر الخفی وفی تفسیر الکشاف تحت ہذہ الایۃ لقد کان المسلمون یجتہدون فی الدعاء وما یسمع لہم صوت ان کان الا ہمسا بینہم وبین ربہم وذالک لان اللہ تعالیٰ یقول ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ وقد اثنی اللہ علی زکریا علیہ السلام فقال اذ نادیٰ ربہ نداءً خفیاً وبین دعوۃ السر والعلانیۃ سبعون ضعفا وفی التفسیر النیساپوری تحت ہذہ الآیۃ قال الکلبی وابن جریج من الاعتداء رفع الصوت فی الدعاء ویؤیدہ ما امرہ بالدعاء مقرونا بالاخفاء والظاہر الوجوب اذ قد اثنی اللہ علی زکریا فقال اذ نادیٰ ربہ نداءً خفیاً وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی قال الشافعی رضی اللہ عنہ اظہار التامین افضل وقال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ الاخفاء افضل لانہ ان کان دعاء وجب اخفاؤہ لقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ و ان کان اسما من اسماء اللہ تعالیٰ فکذالک لقولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خفیۃ انتہی وفی التفسیر القشیری تحت قولہ تعالیٰ سواء منکم من اسر القول و

نہیں دیکھتا ہے کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور تفسیر کشاف میں اس آیت کے تحت ہے کہ مسلمان دعا کو پوشیدہ طور پر کرنے کی کوشش کرتے تھے اور ان کی کوئی آواز نہیں سنی جاتی تھی سوائے ہمس[ہ] کے جو ان کے اور ان کے رب کے درمیان ہوتا تھا اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرو تم اپنے رب سے عاجزی اور پوشیدہ طور سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے زکریاؑ کی ثناء کی ہے پس فرمایا ہے کہ جب کہ پکارا اپنے رب کو پوشیدہ پکارنا اور پوشیدہ دعا اور علانیہ دعا کے درمیان ستر درجوں کا فرق ہے۔ اور تفسیر نیساپوری میں اس آیت کے تحت ہے کہ کہا کلبی اور ابن جریج رحمۃ اللہ علیہما نے کہ دعا میں آواز کو اونچی کرنا ظلم ہے۔ اور اس بات کو تائید کرتا ہے وہ حکم جو پوشیدگی کے ساتھ دعا کو ادا کرنے کا ہے اور ظاہر وجوب اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جو اللہ نے زکریاؑ کی ثناء کی پس فرمایا جس وقت کہ پکارا اس نے اپنے رب کو پوشیدہ پکارنا اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو بقدر ضرورت ملے۔ امام شافعیؓ نے فرمایا کہ آمین کو ظاہر کرنا افضل ہے اور امام ابوحنیفہؓ نے فرمایا کہ آمین کو پوشیدہ کہنا افضل ہے کیونکہ آمین اگر دعا ہے تو اس کو پوشیدہ کہنا واجب ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے کہ پکارو تم اپنے رب کو عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر اور اگر آمین اللہ کے اسماء میں سے کوئی اسم ہے تو اس کو بھی پوشیدہ طور پر کہنا ہے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے ذکر کر اپنے رب کا اپنے جی میں عاجزی اور خوف سے انتہی اور تفسیر قشیری میں

ہ۔ ہمس یعنے گنگناہٹ (پوشیدہ دعا) کے جو کسی کو سنائی نہ دے

من جهر به. سيان سنكم من خاطبنا
بلسانه بوصف الدعاء ومن خاطبنا بقلبه
ببيان النجوى اسرا فان لكل واحد منهما
اجابة اذا ساعدته المشية والقضاء
ايضا فى القشيرى تحت قوله تعالى
اجيب دعوة الداع اذا دعان (جز۲،
رکوع ۷) يعنى لما دعانى وكيف ما دعانى
ومتى ما دعانى ، ودر تفسير جواهر زیر ہمیں
آیت آوردہ اند کہ شرط کلی در اجابت
دعا تزکیۂ داعی است بدن را از وسخ
ذنوب و اوزار و اکل حرام تا بزبان پاک
دعا گفته شود انگه نفس را از اوصاف ذمیمه
اخلاق ردیه که قاطعان طریق دعا اند پاکیزه
باید گردانید وفى الكشاف تحت قوله
تعالى اذ نادى ربه نداء خفيا
(جزء ۱۶، رکوع ۳) اى دعاه دعاء سرا
كما هو المامور به وقوله تعالى
ادعوا ربكم تضرعا وخفية وهو
ابعد عن الرياء واقرب الى الصفاء
وفى المدارك تحت هذه الآية
وكان الاخفاء اولى لانه ابعد
عن الرياء وادخل فى الاخلاص و
فى تفسير لباب التاويل تحت
قوله تعالى ادعونى استجب لكم
... فان قلت كيف قال ادعونى

تحت قولہ تعالیٰ سواء منکم الخ (برابر ہے تم میں
جو کوئی چپکے سے بات کہے اور جو پکار کر کہے) کہا ہے
یعنے برابر ہیں دو تم میں سے جس نے خطاب کیا ہمکو
اپنی زبان سے وصف دعا کے ساتھ اور جس نے خطاب
کیا ہمکو اپنے دل سے پوشیدہ سرگوشی کے ساتھ کیونکہ
ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے قبولیت ہے جبکہ
مشیت اور قضا الٰہی اس کی موافقت کرے۔ نیز
قشیری میں ہے تحت قولہ تعالیٰ قبول کرتا ہوں دعا
کرنے والے کی دعا کو جب کہ وہ مجھے پکارے یعنے وہ مجھے
پکارے کیسا بھی پکارے اور جس وقت بھی پکارے۔ اور
تفسیر جواہر میں اس آیت کے تحت لائے ہیں کہ دعا
کے قبول ہونے کی شرط کلی یہ ہے کہ دعا کرنے والا گناہوں
کے میل اور بوجھ اور اکل حرام سے بدن کو پاک کر کے
پاک زبان سے دعا کرے اور نفس کو برے اوصاف
اور برے اخلاق سے جو دعا کے راستہ کے رہزن ہیں
پاکیزہ کرنا چاہیئے تفسیر کشاف میں تحت قولہ تعالیٰ جب
پکارا اپنے رب کو پوشیدہ پکارنا کے معنی یہ لکھا ہے کہ
دعا کیا اپنے رب سے پوشیدہ دعا کرنا جیسا کہ آپ اس پر
مامور تھے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرو اپنے رب سے
عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر اور یہی دعا ریا سے
زیادہ دور ہوتی ہے اور صفائی سے زیادہ قریب ہوتی ہے
اور مدارک میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ پوشیدہ
دعا کرنا اولیٰ ہے کیونکہ وہ ریا سے زیادہ دور ہے اور
اخلاص میں زیادہ داخل ہے۔ اور تفسیر لباب التاویل
میں تحت قولہ تعالیٰ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے

استجب لکم وقد یدعوا الانسان کثیرا فلا یستجاب لہٗ قلت الدعاء لہا شروط منہا الاخلاص فی الدعاء وان لا یدعو وقلبہٗ مشغول بغیر الدعاء وان یکون بالدعاء مصلحۃ الانسان وان لا یکون فیہ قطیعۃ رحم فاذا کان الدعاء بہذہ الشروط کان حقیقا بالاجابۃ فاما ان یعجلہا لہٗ واما ان یدخرہا لہ یدل علیہ ماروی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یدعو اللہ بدعاء الا استجیب لہٗ فاما ان یعجل لہٗ فی الدنیا واما ان یدخر لہٗ فی الاخرۃ واما ان یکفر عنہ من ذنوبہ بقدر مادعا مالم یدع باثم او قطیعۃ رحم او یستعجل قالوا یا رسول کیف یستعجل قال یقول دعوت ربی فما استجاب لی ودر شرح مشکوٰۃ در باب سجدہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء وعنہٗ صلی اللہ علیہ وسلم

قبول کرتا ہوں لکھا ہے کہ اگر تم یہ کہو کہ کس طرح اللہ نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمھارے لئے قبول کرتا ہوں حالانکہ انسان بہت دعا کرتا ہے اور اسکی دعا قبول نہیں ہوتی تو میں کہتا ہوں کہ دعا کے لئے کئی شرطیں ہیں منجملہ ان کے ایک شرط اخلاص سے دعا کرنا ہے اور اخلاص سے دعا کے معنی یہ ہیں کہ نہ دعا کرے اس حال میں کہ اس کا دل مشغول ہو دعا کے سوائے کسی اور چیز میں اور یہ کہ دعا میں انسان کی بہتری ہو اور یہ کہ اس دعا میں قطع رحم[سہ] نہو پس جب دعا ان شرطوں کے ساتھ ہوگی تو سزاوار مقبولیت ہوگی پس اب اللہ چاہے تو اس دعا کی قبولیت کو جلدی ظاہر کرے یا یہ کہ اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بنادے۔ اس بات پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ نہیں ہے کوئی آدمی جو دعا کرتا ہو اللہ سے کوئی دعا مگر اس کی دعا مقبول ہو جاتی ہے پس یا تو دنیا میں اس کی مقبولیت جلدی ہو جاتی ہے یا اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بن جاتی ہے یا اس کی دعا کے موافق اس کے گناہوں کا کفارہ بنجاتی ہے جبتک کہ وہ گناہ یا قطع رحم یا عجلت کی دعا نہو صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلعم استعجال کی دعا کیسی ہوتی ہے تو فرمایا کہتا ہے بندہ میں پکارا اپنے رب کو پس اس نے قبول نہیں کیا شرح مشکوٰۃ میں سجدہ کے باب میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول صلعم نے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس حال میں کہ وہ سجدہ میں ہو پس زیادہ کرو تم دعا کو۔ اور آنحضرتؐ سے مروی ہے لیکن

سہ قطع رحم یعنے قرابتداری منقطع ہونے کی دعا نہو۔

اما السجود فاجتہدوا فی الدعاء
اما سجدہ پس کوشش کنید در دعا فقمن
ان یستجاب لکم پس سزاوار است در دعا
سجدہ کہ قبول کردہ شود مر شمارا از جہت حصول
قرب بموجب قول وی سبحانہ فانی قریب
اجیب دعوۃ الداع اذا دعانی رواہ
مسلم بدانکہ دعا بر دو نوع است دعاء
ثنا و تمجید و تکبیر و تقدیس کہ بخواند بندہ پروردگار
تعالیٰ را و تقدیس تحمید و ستایش درگاہ عزت و
جلال او را و دعاء طلب و سوال کہ بخواند او را
بطلب حوائج و مقاصد از درگاہ رحمت و
نوال و گفتہ اند کہ مدح و ثنا در حضرت کریم
وہاب در حقیقت طلب و سوال است و دعا کہ
امر فرمود بتکثیر آن متناول ہر دو نوع است
ولیکن میگویند کہ بندہ باید کہ درین حالت مخلص
باشد در تعظیم و ذکر حق تا بحکم من شغلہ ذکری
عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین
فائز گردد انتہی والحمد للہ علی ذالک اے برادر
اکنوں بطریق انصاف در تمام دلائل کہ بر فضائل
دعوات خفیہ دلالت می کنند نظر کن کہ افضلیت
دعاء خفیہ و قرب او بسوی اخلاص و بعد او
از ریا و ثناء او بکلام ربانی و وجوب او از
آیات فرقانی و استحقاق او بقبولیت در سجدہ
از حدیث رسول رحمانی و اتفاق بران جملہ
باجماع حقانی ثابت و متحقق گشتہ کما ذکر و

سجدہ پس کوشش کرو تم دعا میں پس سزاوار ہے قبول
کی جائے وہ دعا تمہارے لئے بہ سبب حاصل ہونے قرب کے
بہ سبب قول اللہ کے کہ بیشک میں قریب ہوں قبول
کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو جبکہ وہ مجھ سے دعاء
کرے روایت کی ہے اس کی مسلم نے جان کہ دعا دو قسم
پر ہے دعاء ثنا و تمجید و تکبیر و تقدیس کہ پکارتا ہے بندہ
اپنے رب کو اور پاکی بیان کرتا ہے اس کی حمد کے ساتھ
اور درگاہ عزت کی تعریف کرتا ہے اور دوسری دعا دعاء
طلب و سوال ہے کہ پکارتا ہے بندہ اپنے رب کو حاجتوں
کے طلب کرنے اور درگاہ رحمت و عطا سے مقاصد حاصل
کرنے کیلئے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ مدح و ثنا حضرت کریم
وہاب میں حقیقت میں طلب اور سوال ہے اور جس دعا کو
زیادہ کرنے کا حکم فرمایا وہ دو قسموں پر شامل ہے لیکن
کہتے ہیں کہ بندہ کو چاہیئے کہ اس حالت میں مخلص رہے
تعظیم اور ذکر خدا میں تاکہ حکم ہذا جس کو میرا ذکر باز رکھا میرے
سے مانگنے سے تو میں اسکو دیتا ہوں افضل اس سے جو
دیتا ہوں مانگنے والوں کو سے فائز ہوئے انتہی اور تمام
تعریف اللہ کے لئے ہے اس کی سرفرازی پر اے برادر
اب انصاف کے طریق سے تمام دلیلوں کو جو پوشیدہ
دعاؤں کی فضیلتوں پر دلالت کرتی ہیں نظر کر کہ پوشیدہ
دعا کی فضیلت اور اخلاص کی طرف اس کا قرب اور اسکی
دوری ریا سے اور اسکی ثنا کلام ربانی سے اور اس کا وجوب
آیات قرآنی سے اور رسول رحمانی کی حدیث سے بحالت
سجدہ اس کی قبولیت اور اجماع حقانی کے اس پر اتفاق
سے ثابت اور متحقق ہو گیا جیسا کہ مذکور ہوا اور حضرت

قوم حضرت مہدی علیہ السلام بموجب این جملہ عمل می نمایند اکنون درین باب اقتدا ایشان واجب است یا طعن در حق ایشان لازم است و این چنین داعیان مخلصان متقیان مومنان را چگونہ باید گفت کہ دعا نمی خوانند اے برادر اگر قوم مہدی علیہ السلام در دعا ہم سجدہ نکردندے و بعد از فراغ الٰہی جملہ اوقات خود در استغراق ذکر الٰہی تصرف نمودندے تاہم بر ایشان طعن لازم نیامدے چنانچہ دوست یزدانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز در ملفوظات خود در ملفوظ پنجاہ و یکم فرمودہ اند ترک الدعاء عزیمۃ والاشتغال بہ رخصۃ لانہ علیہ السلام وقال حاکیًا عن اللہ تعالیٰ من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین و اے برادر بہ یقین می دانی کہ قوم مہدی علیہ السلام فاتحہ در ہر رکعت نماز می خوانند و امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ میفرمایند کہ ہرچہ ہمہ قرآن بیان استعانت و توفیق و لطف خواستن و طاعت خواستن و عصمت از گناہ خواستن است ہمہ تحت معنی و ایاک نستعین است و ہرچہ ہمہ قرآن بیان ہدایت خواستن است و ارشاد و ثبات بر اسلام و دعا و تضرع و زاری و سوال است ہمہ تحت معنی اھدنا الصراط المستقیم

مہدیؑ کی قوم بموجب ان تمام احکام مذکورہ کے عمل کرتی ہے اب اس پوشیدہ دعا میں ان کی پیروی کرنا واجب ہے یا ان کے حق میں طعن کرنا لازم ہے اور ایسے مخلص متقی مومن دعا کرنے والوں کو کس طرح کہنا چاہیئے کہ دعا نہیں کرتے اے برادر اگر مہدی علیہ السلام کی قوم سجدہ میں دعا نہ کرتی اور فراغ الٰہی کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر خدا کے استغراق میں صرف کرتی تو تب بھی اس پر طعن کرنا لازم نہ آتا چنانچہ دوست یزدانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے اپنے ملفوظات کے اکانوی ملفوظ میں فرمایا ہے کہ دعا کو ترک کرنا عالیت ہے اور دعا میں مشغول ہونا رخصت ہے کیونکہ رسولؐ نے اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے باز رکھے تو میں دیتا ہوں اس کو افضل اس سے جو دیتا ہوں مانگنے والوں کو اے برادر تو یقین سے جانتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی قوم نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھتی ہے اور امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تمام قرآن میں استعانت توفیق اللہ کی مہربانی کی طلبگاری اور اطاعت کی توفیق اور گناہ سے معافی مانگنے کا بیان ہے یہ سب ایاک نستعین کے معنی کے تحت آجاتے ہیں اور جو کچھ تمام قرآن میں ہدایت و رشد و اسلام پر ثابت قدمی کو چاہیئے اور دعا و عاجزی و زاری و سوال کرنے کا بیان ہے یہ سب اھدنا الصراط المستقیم کے معنے کے تحت آجاتے ہیں پس تفسیر آیات قرآنی کے موافق جو شخص کہ ہر رکعت

است پس بموجب تفسیر آیات قرآن ہر کہ
سورۂ فاتحہ در ہر رکعت بخواند او را تواں
گفت کہ تمام دعوات کہ در قرآن مذکور است
باآں قیام نمود و بخواند و بر و طعن لازم نیاید
پس چگونہ طعن لازم آید بر قوم مہدی علیہ
السلام کہ سورۂ فاتحہ در ہر رکعت می خوانند
و دعا ماثورہ بعد از درود قبل تمام الصلوٰۃ
قبل السلام می خوانند و بعد از دو رکعت تحیۃ
الوضو در خلوت گزاردہ بسجدہ رفتہ مناجات
و دعوات کہ بآیات و احادیث ثبوت یافتہ
اند بہ طریق راز و نیاز با خالق خود می خواہند
پس محض برنا برداشتن دست بدعا بعد از ہر
نمازے بر ایشاں چگونہ طعن لازم آید و ایشاں
را چگونہ تواں گفت کہ دعا نمی خوانند باوجود
آنکہ در مشکوٰۃ در باب استسقا حدیث آمدہ است
کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در ہیچ دعا خود دست
بر نداشتے مگر در طلب باراں و آں حدیث
ایں است عن انس رضی اللہ عنہ قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یرفع یدیہ فی شیءٍ من دعائہ الا
فی الاستسقاء و فی کنز الدقائق فی بیان
الدخول فی الصلوٰۃ قال ولا یرفع یدیہ
الا فی فقعس صمعج شرح الفاء تکبیرۃ
الافتتاح والقاف القنوت والعین
العیدان والسین استلام الحجر الاسود

ہیں سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے اس کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ
جتنی دعائیں قرآن شریف میں ہیں ان سب کو ادا کر دیا
اور پڑھ لیا اور اس پر طعن لازم نہیں آتا ہے تو پھر کس
طرح طعن لازم آئیگا مہدیؑ کی قوم پر جو سورۂ فاتحہ
ہر رکعت میں پڑھتے ہیں اور نماز پوری ہونے سے
پہلے دعا ماثورہ درود کے بعد اور سلام سے پہلے پڑھتے
ہیں اور تحیۃ الوضو کے دو رکعت خلوت میں ادا
کرنے کے بعد سجدہ میں جا کر مناجات اور دعائیں جو
آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہوئی ہیں راز و نیاز
کے طریقہ پر اپنے خالق سے کرتے ہیں پس محض دعا
میں ہاتھ نہ اٹھانے کی وجہ سے مہدویوں پر کس طرح
طعن لازم آئیگا اور ان کو کس طرح کہہ سکیں گے کہ دعا
نہیں کرتے باوجود اس کے کہ مشکوٰۃ میں باب استسقاء
میں حدیث آئی ہے کہ پیغمبر صلعم کسی دعا میں اپنے
ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے طلب باراں کے
اور وہ حدیث یہ ہے کہ انس رضؓ سے مروی ہے کہا
رسول اللہ صلعم اپنی کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں
اٹھاتے تھے سوائے استسقا کے اور کنز الدقائق میں
بیان دخول فی الصلوٰۃ میں کہا ہے کہ نہ
اٹھاوے مسلمان اپنے دونوں ہاتھوں کو مگر فقعس
صمعج میں ف سے مراد تکبیر افتتاح میں ہاتھ
اٹھانا ق سے مراد قنوت میں ہاتھ اٹھانا ع سے
مراد عیدین میں ہاتھ اٹھانا س سے مراد حجر اسود
کو بوسہ دینے کے وقت ہاتھ اٹھانا ص سے مراد
صفا کے پاس اور م سے مراد مروا کے پاس ہاتھ

والصاد عند الصفا والمیم مروۃ والعین
الثانیہ عرفات والجیم عند الجمرتین
الاولیٰ والوسطی لِقولہ علیہ السلام
لا یرفع الایدی الا فی ثمانیۃ مواضع
پس بحمد اللہ وحسن توفیقہ بآیات واحادیث
وتفاسیر وفقہ ثبوت یافتہ کہ قوم مہدی علیہ
السلام کہ تحیۃ الوضو در خلوت بجا آوردہ دعا
در سجدہ بہ طریق اخفا وراز ونیاز با خالق
خویش میکنند این عمل ایشاں افضل واعلیٰ
واحوط واخلص واحسن است بر نابر داشتن
ایشاں دست بدعا بعد از ہر نماز کسے کہ
طعن میکند بسبب نادانی خود میکند ازیں
دلائل کہ مذکور شد ارشدہ اللہ الی
الحق والصفا واخرجہ اللہ عن
الخطاء والغطاء واگر کسے چنیں گوید
کہ طریق دعا بر دو قسم است یکی سر دوم
علانیہ وکان السر افضل کما ھو المفہوم
مما ذکر ولا یطعن علی احدھما چنیں
قول سزاوار است وبرای تدبر وتفکر در یں
دلائل وپذیرفتن حق محض فضل الٰہی درکار
است واللہ اعلم بالصواب والیہ
المرجع والمآب اما آنچہ عوام الناس
میگویند کہ مہدویان نوافل نمی خوانند ظاہراً

اٹھانا دوسری ع سے مراد عرفات میں ہاتھ اٹھانا
اور ج سے مراد جمرین اولیٰ وسطیٰ کے پاس ہاتھ اٹھانا
بسبب فرمان رسولؐ کے کہ نہ اٹھائے جائیں ہاتھ
مگر آٹھ مقاموں میں۔ پس بحمد اللہ وحسن توفیقہ آیات
قرآن احادیث رسولؐ تفاسیر اور فقہ سے ثبوت
پایا ہے کہ مہدی علیہ السلام کی قوم تحیۃ الوضو کے
دورکعت خلوت میں بجالاکر سجدہ میں بطریق پوشیدگی
وراز ونیاز کے اپنے خالق سے جو دعا کرتے ہیں ان کا
یہ عمل افضل اور اعلیٰ اور زیادہ احتیاط والا اور زیادہ
اخلاص والا اور احسن ہے اور ہر نماز کے بعد دعا
میں ان کے ہاتھ نہ اٹھانے پر جو لوگ طعن کرتے ہیں
اپنی نادانی کے سبب کرتے ہیں ان دلیلوں سے
جو مذکور ہوئیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ہدایت کرے
حق اور صفا کی طرف اور ان کو خطا اور پردوں سے
نکالے اور اگر کوئی ایسا کہتا ہے کہ دعا کا طریقہ
دو قسم پر ہے ایک پوشیدہ اور دوسرا علانیہ اور
پوشیدہ طریقہ افضل ہے جیسا کہ مذکورہ بیان سے
سمجھ میں آچکا ان دونوں میں سے کسی ایک پر طعن
نہیں کیا جائیگا ایسا قول سزاوار ہے اور ان دلائل
میں تدبر وتفکر اور حق کو قبول کرنے کے لیے محض فضل
الٰہی درکار ہے اور اللہ ہی بہتری کو زیادہ جاننے
والا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے لیکن عوام الناس جو
کہتے ہیں کہ مہدوی نوافل نہیں پڑھتے ظاہر ہے کہ اس

سہ۔ اس حدیث شریف کی روایت حاکم بیہقی اور طبرانی نے کی ہے ۔ ملاحظہ ہو احسن المسائل ترجمہ کنز الدقایق
مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ صفحہ ۳۷ ۔

کہ گویندگان ایں قول محض بے خبر اند از اتفاق
سنت وجماعت زیرا کہ اگر از اتفاق سنت
وجماعت آگاہ بودندے ہرگز بر عدم اظہار
نوافل کہ مستحب است طعن نکردندے چراکہ
در شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر تارک
نوافل ہیچ لازم نمی آید کما قال فی شرح
الکیدانی والمستحب ما فعل
النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ وترکہ
اخری واحبہ السلف ای الصحابۃ
والتابعون واصحاب المذاہب الاربعۃ
رضی اللہ عنہم وحکمہ الثواب بالفعل
وعدم العقاب بالترک ودلیل دیگر شنو
بر آنکہ بر تارک نوافل در شریعت ملامت نمی آید کما
قال فی الکشاف تحت قولہ تعالے
فویل للمصلین الذین ھم یراؤن
قال ولا یکون الرجل مرائیا باظہار
العمل الصالح ان کان فریضۃ فمن
حق الفرائض الاعلان بھا وتشہیرھا
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لاغمۃ فی
فرائض اللہ تعالیٰ ولانھا اعلام الاسلام
وشعائر الدین ولان تارکھا یستحق الذم
والمقت فوجب اماطۃ التہمۃ باظہارھا
وان کان تطوعا فحقہ ان یخفی لانہ
مما لا یلام بترکہ ولا تہمۃ وعن
بعضہم انہ رأی رجلا فی المسجد

قول کے کہنے والے سنت وجماعت کے اتفاق سے محض
بے خبر ہیں اس لئے کہ اگر یہ لوگ سنت وجماعت کے اتفاق
سے آگاہ ہوتے تو ہرگز نوافل کے نہ ظاہر کرنے پر جو
ایک مستحب فعل ہے طعن نہ کرتے کیونکہ شریعت محمدی
میں تارک نوافل پر کچھ بھی لازم نہیں آتا چنانچہ شرح
کیدانی میں کہا ہے مستحب وہ فعل ہے جس کو نبیؐ نے
ایک دفعہ کیا اور دوسری دفعہ چھوڑ دیا اور سلف یعنے
صحابہ تابعین اور اصحاب مذاہب اربعہ رضی اللہ عنہم
نے اس کو پسند کیا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس فعل کے
کرنے میں ثواب ہے اور اسکے چھوڑنے میں عذاب
نہیں دوسری دلیل سنئے کہ شریعت میں تارک نوافل
قابل ملامت نہیں ہوتا ہے چنانچہ کشاف میں قولہ
تعالیٰ فویل للمصلین الخ (پس ہلاکت ہے ان
نمازیوں کے لئے جو ریاکاری کرتے ہیں) کے تحت
مفسر نے کہا ہے کہ نہیں ہوتا ہے مرد ریاکار کسی
نیک کام کے اظہار میں اگر وہ فرض ہے فرائض کا حق یہ
ہے اس کا اعلان اور تشہیر ہو کیونکہ آنحضرتؐ نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں غمہ (پوشیدگی)
نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام اور شعائر دین کا اعلان
ہے اور اس وجہ سے بھی کہ فرائض کا تارک مذمت
اور کراہت کا مستوجب ہوتا ہے اس لئے اس کے
اظہار سے تہمت کو دور کرنا واجب ہے اور اگر نفل ہے
تو اس کا حق یہ ہے کہ پوشیدہ رکھا جائے کیونکہ
نفل کا چھوڑنا نہ قابل ملامت ہے اور نہ باعث
تہمت۔ اور بعض سے یہ روایت آئی ہے ایک آدمی نے

قد سجد سجدة الشکر واطالھا
فقال ما احسن ھذا لو کان فی
بیتک وانما قال ھذا لانه شم
فیھا الریاء والسمعة علی ان اجتناب
الریاء صعب شدیدا الا علی المرتاضین
بالاخلاص ومن ثم قال رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم الریاء اخفی من
دبیب النملة السوداء فی اللیلة
المظلمة علی المسح الاسود ای برادر
ازیں جملہ معلوم شد کہ خواندن نماز نوافل
بعد از نماز فریضہ وقبل از فریضہ نہ فرض است
ونہ واجب ونہ سنت بلکہ مستحب است
وحکم مستحب آنست کہ بجا آرندہ اورا ثواب
باشد وتارک اورا عذاب نباشد ومأخوذ و
ملام نگردد پس یقین گشت کہ طعن جاہلان
در ناخواندن نوافل سراسر بیجا است وبسبب
نادانی طاعنان است وبے خبر از اتفاق
اہل سنت وجماعت اند اکنوں بداں کہ
قوم مہدی علیہ السلام متابعان امر خاتم ولایت
محمدی اند وآں خاتم ولایت ایشاں را در باب عبادات
محض برائے رضا خالق واخلاص دراں فرمود ولذالک
امرھم بصلوٰۃ اللیل کالتھجد
والرکعتین فی جوف اللیل لعظم
فضیلتھا وعلو درجتھا عند اللہ
وحصول الاخلاص فیھا والامن من الریاء

مسجد میں شکر کا سجدہ دیر تک کیا تو ایک شخص نے کہا
اگر یہ سجدہ تیرے گھر میں ہوتا تو کیا اچھا ہوتا یہ اس وجہ
سے کہا کہ اس سجدہ میں اس شخص کو ریا اور مکر کی بو آئی
اس لئے کہ ریا سے پرہیز کرنا بہت مشکل ہے سوائے
ان کے جو اخلاص کے ساتھ ریاضت کرتے ہیں
اس وجہ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ کالی کمل
پر اندھیری رات میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ
مخفی ریا آتی ہے۔ اے برادران تمام باتوں سے معلوم
ہوا کہ فرض نماز کے بعد یا فرض نماز سے پہلے نفل کی
نماز پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب ہے اور نہ سنت
ہے بلکہ مستحب ہے اور مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس کے
ادا کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور نہ ادا کرنے والے
پر عذاب نہیں ہوتا اور وہ اللہ کے پاس ماخوذ اور قابل
ملامت نہیں ہوتا پس یقین ہو گیا کہ مہدوی جو نوافل
نہ پڑھتے پر نادان لوگوں کا طعن سراسر بیجا اور طعن
کرنے والوں کی نادانی کے سبب سے ہے بلکہ وہ اہل
سنت وجماعت کے اتفاق سے بے خبر ہیں اب
جاننے کہ مہدی علیہ السلام کی قوم خاتم ولایت محمدی
یعنی مہدی کے حکم کی تابع ہے اور اس خاتم ولایت
محمدی نے ان کو عبادت کے بارے میں محض اللہ تعالی
کی خوشنودی اور اخلاص کا حکم فرمایا ہے اسی لئے
ان کو رات کی نماز مانند تہجد اور آدھی رات میں دو
رکعتوں کا حکم کیا ہے بسبب اس نماز کی فضیلت
اور اس کے درجہ کی بلندی کے اللہ کے پاس اور
بسبب حاصل ہونے اخلاص کے اس میں اور بسبب

اما تمام فرائض و واجبات و سنن کہ شعار اسلام است بظاہر بجماعت می گذارند اکنوں شمہ از فضائل نوافل خفیہ بشنو چنانچہ فضل عبادت خفیہ شنیدی در جامع الصغیر عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال افضل الصلوٰۃ بعد المکتوبۃ فی جوف اللیل ایضا فی جامع الصغیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصلوٰۃ صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ ایضا فی جامع الصغیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکعتان یرکعہما ابن آدم فی جوف اللیل الاخیر خیر لہ من الدنیا وما فیہا ولولا ان اشق علی امتی لفرضتہما ایضا فی جامع الصغیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صلوا ایہا الناس فی بیوتکم وان افضل الصلوٰۃ صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ ایضا فی جامع الصغیر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل تطوعا حیث لا یراہ الناس تعدل صلوتہ علی اعین الناس خمسا وعشرین صلوٰۃ۔ و این جامع صغیر کتابی است معتبر در حدیث کہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ او را تالیف نمودہ و جمع کردہ و در تنبیہ ابی اللیث عربی در آخر باب حج روی عطا عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صلوٰۃ فی

محفوظ رہنے کے ریاکاری سے۔ اب رہے تمام فرائض واجبات اور سنن جو شعار اسلام ہے بظاہر ہیں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اب پوشیدہ نوافل کے فضائل سنئے جیسا کہ پوشیدہ عمل کے فضائل سن چکے جامع الصغیر میں ابن عمرؓ سے روایت ہے نبی صلعم کی یہ ہے کہ فرمایا فرض نماز کے بعد افضل نماز آدھی رات میں ہے نیز جامع الصغیر میں نبی صلعم سے مروی ہے کہ افضل نماز مرد کی اس کے گھر میں ہے سوائے فرض نماز کے نیز جامع الصغیر میں نبی صلعم کی روایت سے ہے دو رکعتیں جن کو پڑھتا ہے آدم کا بیٹا اخیر رات کے درمیان بہتر ہیں اس کے لئے دنیا اور مافیہا سے اگر مجھے اپنی امت پر شاق گذرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس نماز کو فرض کر دیتا۔ نیز جامع الصغیر میں نبیؐ سے مروی ہے فرمایا کہ نماز پڑھو تم اے لوگو اپنے گھروں میں کیونکہ افضل نماز مرد کی وہ ہے جو اس کے گھر میں ہوتی ہے سوائے فرض نماز کے نیز جامع الصغیر میں ہے نبی صلعم نے فرمایا کہ مرد کی نفل نماز ایسے مقام پر کہ اس کو لوگ نہ دیکھیں اس کے ان پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے جو لوگوں کے سامنے ادا کرتا ہے اور یہ جامع صغیر حدیث کی معتبر کتاب ہے جس کو جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کیا ہے اور جمع کیا ہے ابی اللیث کی تنبیہہ میں عربی زبان میں ہے باب حج کے آخر میں لکھا ہے کہ روایت کی عطا نے ابن عمرؓ سے اور وہ روایت کرتے ہیں نبیؐ سے کہ فرمایا ایک نماز میری اس مسجد میں افضل ہے ان دس ہزار نمازوں سے جو اس

مسجدی ہذا افضل من عشرۃ آلاف صلوٰۃ فی غیرہ الا فی المسجد الحرام و صلوٰۃ فی المسجد الحرام افضل من مائۃ الف صلوٰۃ فی غیرہ وصلوٰۃ فی سبیل اللہ افضل من مائتی الف صلوٰۃ ثم قال الا ادلک علی ما ہو افضل من ذالک رجل قام فی سواد اللیل فاحسن الوضوء وصلی رکعتین یرید بہا وجہ اللہ ۔ اے برادر شنیدی فضیلت رکعتی اللیل کہ لب تمام نوافل است بفضل حق سبحانہ و تعالیٰ قوم مہدی علیہ السلام بر قیام شب و نماز تہجد و ایں دو رکعت مواظبت می نمایند و بصدقہ آں صاحب اخلاص و تابع خاص بدیں فضائل و کرامت می رسند و لو کرہ المخالفون الجاہلون ایضاً و احیاء العلوم در باب علاج ریا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ می فرمایند اما الدواء العملی فہو ان یعود نفسہ اخفاء العبادات و اغلاق الابواب دونہا کما تغلق دون الفواحش فلا دواء للریاء مثل الاخفاء ایضاً در احیاء العلوم قال علیہ السلام اذا کان یصوم احدکم تطوعا فلیدہن راسہ ولحیتہ و یمسح شفتیہ کیلا یری الناس انہ صائم واذا اعطی بیمینہ فلیخف عن شمالہ واذا صلی فلیرخ ستر بابہ

مسجد کے سوائے دوسرے مقام میں پڑھی گئی ہوں سوائے مسجد حرام یعنے کعبہ کی مسجد کے اور ایک نماز کعبہ کی مسجد میں افضل ہے ان ایک لاکھ نمازوں سے جو اس کے غیر مقام میں پڑھی گئی ہوں اور ایک نماز فی سبیل اللہ افضل ہے دو لاکھ نمازوں سے پھر فرمایا نبیؐ نے کہ اے ابن عمر کیا میں نہ بتاؤں تجھے ایسی نماز جو اس سے بھی افضل ہو ایک مرد اٹھا رات کی تاریکی میں پس وضو کیا اچھی طرح سے اور پڑھا دو رکعتیں کہ ارادہ کرتا ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ۔ اے برادر تو نے سن لیا رات کے دو رکعتوں کی فضیلت جو تمام نوافل کا خلاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مہدیؑ کی قوم رات کے قیام اور تہجد کی نماز اور ان دو رکعتوں کی پابندی کرتے ہیں اور صدقہ سے اس صاحب اخلاص اور تابع خاص مہدیؑ کے ان فضیلتوں اور بزرگیوں کو پہنچتے ہیں اگرچہ کہ برا مانیں جاہل مخالفین نیز احیاء العلوم میں ریا کے علاج کے باب میں امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں لیکن عملی دوا یہ ہے کہ دروازے بند کر کے پوشیدہ عبادتوں کا نفس کو خوگر بنائے جیسا کہ بدکاری کے لئے دروازے بند کئے جاتے ہیں پس ریا کاری کی دوا عبادت کو پوشیدہ کرنے کے مانند کوئی اور نہیں ہے ۔ نیز احیاء العلوم میں ہے نبی صلعم نے فرمایا کہ اگر تم میں کا کوئی آدمی نفل روزہ رکھے تو چاہیئے کہ اپنے سر اور داڑھی کو تیل لگائے اور اپنے دونوں ہونٹوں کو پونچھ لے تا کہ لوگ نہ سمجھیں کہ وہ روزہ دار ہے اور جب اپنے سیدھے ہاتھ سے کسی کو کچھ دے تو اپنے بائیں ہاتھ سے چھپائے ۔ اور جب نماز پڑھے تو

ایضاً فی الاحیاء ان اظہار العمل
المندوب بالقول والفعل لا یجوز الا
بنیۃ القدوۃ ممن ہو فی محل القدوۃ
علی من ہو فی محل الاقتداء بہ وہو
العالم المعروف الذی یقتدی بہ
کافۃ الناس فاما من لیس لہ محل
الاقتداء بہ فانما ہو شہوۃ التجمل
بالعمل وبکونہ مقتدی بہ وہذا
حال کل من یظہر اعمالہ الا الاقویاء
المخلصون وقلیل ما ہم فلا ینبغی
ان یخدع الضعیف نفسہ بذالک
فیہلک وہو لا یشعر ولیس لاظہار
الطاعۃ عذر الا العذر الواحد
ایضاً فی احیاء العلوم قال
رحمۃ اللہ فلیحذر العبد خدع
النفس فان النفس خدوع والجاہ
علی القلب غالب وقلما
تسلم الاعمال الظاہرۃ عن
الآفات فلا ینبغی ان یعدل
بالسلامۃ شیئاً والسلامۃ
فی الاخفاء وفی الاظہار من الاخطار
ما لا یقوی علیہ امثالنا فالحذر
من الاظہار بنا وبجمیع الضعفاء
انتہی ہیہات ہیہات ہذا الامام
محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ

تو چاہیے کہ اپنے دروازہ کے پردہ کو چھوڑ دے۔ نیز
احیاء العلوم میں ہے عمل مندوب کا ظاہر کرنا قول اور فعل
سے جائز نہیں مگر وہ آدمی جس کو پیشوائی کا مرتبہ حاصل ہے
پیشوائی کی نیت سے اپنے مقتدیوں کے سامنے ظاہر
کر سکتا ہے اور وہ شخص ایسا ہو کہ مشہور عالم ہو اور تمام
لوگ اسکی پیروی کرتے ہوں اور جو شخص اس مرتبہ پر نہو
اگر وہ ظاہر کرتا ہے تو یہ سمجھو کہ وہ اپنے عمل کی شان
ظاہر کرنے کی شہوت رکھتا ہے اور پیشوائی کا ہوس مند
ہے یہی حال ہے ان تمام لوگوں کا جو اپنے اعمال کو ظاہر
کرتے ہیں سوائے ان مخلص لوگوں کے جن کو اپنے نفس پر
قوت حاصل ہے اور ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں پس
نہیں چاہیے کہ وہ آدمی جس کے نفس میں ضعف ہے اپنے
آپ کو عمل ظاہر کر کے دھوکے میں ڈالے اور ایسی حالت
میں گڑھے میں گرے کہ اس کو محسوس تک نہو اور طاعت
خدا کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی عذر نہیں ہے سوائے اس
ایک عذر کے جو مذکور ہوا۔ نیز احیاء العلوم میں امام غزالی
نے فرمایا ہے کہ پس چاہیے کہ پرہیز کرے بندہ نفس کے
دھوکے سے کیونکہ نفس بڑا دھوکہ باز ہے اور دل پر جاہ
غالب ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ظاہری اعمال
آفتوں سے محفوظ رہیں پس نہیں سزاوار ہے کہ ہٹنے
سلامتی کی راہ سے ذرا بھی اور سلامتی پوشیدہ رکھنے میں
ہے اور اعمال کے ظاہر کرنے میں ایسے ایسے خطرے ہیں کہ
ہمارے جیسے لوگ ان پر قوت نہیں رکھتے پس اعمال کو
ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا۔ ہم پر اور ہم جیسے کمزوروں
پر ضروری ہے انتہی افسوس یہ امام محمد غزالی

مصنف احیاء علوم الدین مع
کمال علمہ وجمال عملہ وعلو
درجتہ وعظم شانہ واشتہارہ
باماو حجۃ الاسلام یقول ان فی اظہار
العمل المندوب آفات لانسلم منہا
ولنا ان نحذر من الاظہار فمن
ذالذی فی ہذا الزمان یظہر اعمالہ
المندوبۃ ثم یسلم من الآفات
فافہموا وانصفوا ولا تعمل بخدع
النفس ولا تظہر عملا لیس اظہارہ
علیک بفرض ولا بواجب ولا
بسنۃ ولا بمندوب بل اخفائہ اولی
واحوط واسلم بل اوجب علیک
بما ذکر من الدلائل والفضائل در کیمیای
سعادت در باب ریا فرمودہ اند کہ دیگر
آنکہ دل خویش را مراقب باشد کہ بیشتر
آں بود کہ شہوت ریا در باطن پوشیدہ
بود بعذر اقتدا دیگراں فرا اظہار
کردن گیرد تا ہلاک شود ومثل ای ضعیف
چوں کسے بود کہ خود سباحت نداند وغرق
شدن خواہد دیگری را دست گیرد تا ہر
دو ہلاک شوند ومثل آں قوی ومخلص چوں
کسے باشد کہ استاد بود بسباحت خود
بگذرد ودیگر را برہاند وایں درجہ انبیاء
واولیا را است نباید کہ کسے بدین مغرور

ان پر خدا کی رحمت جو احیاء علوم الدین کے مصنف ہیں
اپنے کمال علم اور جمال عمل اور علو مرتبت وعظمت شان
اور امام حجۃ الاسلام کے لقب کے ساتھ مشہور ہونے
کے باوجود کہتے ہیں کہ عمل مندوب کے ظاہر کرنے میں
ایسی آفتیں ہیں کہ ہم ان سے بچ نہیں سکتے اور ہمارے
لئے ضروری ہے کہ ہم عمل کو ظاہر کرنے سے پرہیز کریں۔
پس بتاؤ کہ اس زمانہ میں وہ کونسا شخص ہے جو اپنے
اعمال مندوبہ کو ظاہر کرتا ہو اور آفتوں سے بچا رہتا ہو
پس تو ان باتوں کو سمجھ اور انصاف کر اور نفس کے دھوکے
کے موافق عمل مت کر اور کسی ایسے عمل کو ظاہر مت کر جس
کا ظاہر کرنا تجھ پر نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے
نہ مندوب ہے بلکہ اس کا پوشیدہ رکھنا اولی اور مبنی
بر احتیاط اور آفتوں سے محفوظ رکھنے والا ہے بلکہ مذکورہ
دلائل وفضائل کے اعتبار کرتے اس کو پوشیدہ رکھنا ہی
تجھ پر زیادہ واجب ہے اور کیمیائی سعادت میں
باب ریا میں فرماتے ہیں کہ سالک اپنے دل کو دیکھتا
رہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریا کی خواہش دل
باطن میں چھپی رہتی ہے اور مقتدا ہونے کا عذر کرکے
دوسروں پر ظاہر کرنے کے لئے آمادہ کرتی ہے تاکہ ہلاک
ہو جائے اس کی مثال جب کوئی شخص ضعیف ہو کہ
خود تیرنا نہ جانتا ہو اور ڈوب رہا ہو اور دوسروں کا ہاتھ
پکڑ لیوے تو دونوں ملکر ہلاک ہو جاتے ہیں اور اس کی
مثال جب کوئی شخص قوی اور مخلص ہوتا ہے کہ فن
تیراکی کا استاد ہوتا ہے تو خود پانی سے عبور کر جاتا ہے
اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ لیجاتا ہے یہ درجہ انبیاء

شود و عبادتیکہ پنہاں تواں داشت نباید
وایضا در کیمیای سعادت فرمودہ اندکہ
اظہار نکنند تا آنگاہ کہ مدح و ذم خلق و رد و
قبول ایشاں نزدیک وی برابر گردد۔
ای برادر اکنوں انصاف کن و باطن را
از حسد و حق پوشی صاف کن و بگو کہ تو
درکدام درجہ ہستی اگر بمرتبۂ انبیاء و اولیاء
رسیدہ و مدح و ذم خلق و قبول و رد ایشاں
نزدیک تو برابر شدہ است بظاہر
خواندن نوافل ترا زیاں ندارد و ثواب
یابی و اگر بدیں مرتبہ نرسیدہ بیقین دانی
کہ فریب نفس و مکر شیطان است کہ
ایں ہر دو ترا در ریا انداختہ اند و آں موجب
ہلاک تست چنانکہ از کیمیای سعادت
معلوم شدہ عجب تر آں کہ اتفاق
سنت و جماعت ترا معلوم شد کہ اظہار
نوافل بلکہ خواندن آں نہ فرض است و
نہ واجب و نہ سنت و لا یلام تارکہ
ولا یعاقب علیہ پس نمی دانم
کہ بچہ سبب خود را دریں مہلکہ
می اندازی و براں قوم کہ حقتعالی ایشاں را
بفضل خویش ازیں مہالک نگاہ
داشتہ و بر افضلیت و اخلاص عمل
روزی کردہ طعنہ می زنی تاب اللہ علیک
وعلی جمیع من ضل عن الصراط المستقیم

اور اولیاء کا ہے نہیں چاہیئے کہ کوئی شخص اس پر دھوکہ
کھائے اور جو عبادت کہ چھپائے رکھنے کی ہے اس کو
چھپا رکھے۔ نیز کیمیای سعادت میں فرمائے ہیں کہ ظاہر
نہ کرے عبادت کو جب تک کہ مخلوق کا سراہنا اور برا
بولنا اور مخلوق کا رد کرنا اور قبول کرنا اس کے نزدیک
دونوں برابر ہوں۔ ای برادر اب انصاف کر اور اپنے
باطن کو حسد اور حق پوشی سے صاف کر اور بول کہ
تو کونسے درجہ میں ہے اگر تو انبیاء اور اولیاء کے
درجہ کو پہنچ گیا ہے اور مخلوق کا سراہنا اور برا بولنا
اور قبول کرنا اور رد کرنا تیرے نزدیک برابر ہو گئے
ہیں تو نوافل کو ظاہر میں پڑھنا تیرے لئے نقصان
نہیں رکھتا ہے اور تو ثواب پائیگا اور اگر تو اس مرتبہ
پر نہیں پہنچا ہے تو یقین کر لے کہ نفس کا فریب اور
شیطان کا مکر ہے یہ دونوں تجھے ریا (دکھاوے) میں
ڈالدیئے ہیں اور یہ بات تیری ہلاکت کا باعث ہے
چنانچہ کیمیای سعادت سے معلوم ہو گیا اور عجب تر
بات یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کا اتفاق بھی تجھے
معلوم ہو گیا کہ نوافل کا ظاہر کرنا بلکہ ان کا پڑھنا نہ
فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے نہ ان کا تارک
ملامت کے قابل ہے نہ قابل عذاب پس میں نہیں
جانتا کہ پھر کس سبب سے تو اپنے آپ کو اس مہلکہ میں
ڈال رہا ہے اور اس قوم مہدویہ پر جن کو حقتعالی نے
اپنے فضل سے ان مقامات ہلاکت سے بچالیا ہے
اخلاص عمل اور افضلیت عمل عطا کیا ہے اور تو طعنہ
مار رہا ہے خدا تیری توبہ قبول کرے اور ان تمام لوگوں

و دلیلی دیگر بشنو کہ محبوب ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز چہ می فرمایند در آخر ملفوظ ششم ہے قال من اظہر اعمالہ للخلق فلا عمل لہ العمل یکون فی الخلوات لا یظہر فی الجلوات سوی الفرائض والواجبات والسنن التی لا بد من اظہارہا۔ پس گاہیکہ چنیں ولی کامل از اظہار نوافل منع کند و در مخفی داشتن چناں ثواب یابد کہ در حصر نیاید کما مر ذکرہ پس باعث اظہار چیست بداں اے برادر کہ مہدی علیہ السلام خاتم ولایت محمدی است و ولایت امر باطنی است پس مہدی علیہ السلام بہر ہمیں معنی بخلق برائے دعوت تصفیہ بواطن خلق مبعوث شد ولہٰذا امر قومہ بالدعوات الخفیۃ و باخفاء جمیع المندوب واکد فی الاخلاص المضافی ہدایۃ السلوک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ عنہ ای شئ احب الیک ستۃ الاف من الغنم او ستۃ الاف دینار او ستۃ کلمات جامعۃ فقال علی رضی اللہ عنہ الکلمات احب الی قال ان الناس اذا اشتغلوا بالفضائل فاشتغل انت باتمام الفرائض وان الناس قد

کی توبہ قبول کرے جو صراط مستقیم (خدا کی طلب و محبت کی راہ) سے بھٹک گئے تھے اور ایک دوسری دلیل سنئے کہ محبوب ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کیا فرماتے ہیں ملفوظ ششم کے آخر میں فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے اعمال مخلوق کے سامنے ظاہر کئے تو اس کے لئے کوئی عمل نہیں ہے عمل ہوتا ہے خلوتوں میں نہیں ظاہر ہوتا ہے جلوتوں میں سوائے فرائض واجبات اور سنن کے جن کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔ پس جب وقت کہ ولی کامل نوافل کے ظاہر کرنے کو منع کرتے ہیں اور مخفی کرنے والا اس قدر ثواب پاتا ہے کہ شمار میں نہیں آتا جیسا کہ اس کا ذکر گزرا پس ظاہر کرنے کا باعث کیا ہے جان اے برادر کہ مہدی علیہ السلام خاتم ولایت محمدی ہیں اور ولایت امر باطنی ہے پس مہدی اسی بات کے لئے محض مخلوق کے باطن کو صاف کرنے کی دعوت کیلئے مبعوث ہوئے ہیں اور اسی لئے اپنی قوم کو پوشیدہ دعا کرنے کا حکم کئے ہیں اور تمام مندوب اعمال کو چھپانے کا حکم کئے ہیں اور اخلاص کی تاکید کئے ہیں۔ نیز ہدایت السلوک میں ہے کہ نبی صلعم نے علیؓ سے فرمایا کہ اے علی کونسی چیز تیرے پاس زیادہ محبوب ہے چھ ہزار بکریاں یا چھ ہزار دینار یا چھ کلمات جامعہ تو کہا علیؓ نے کہ مجھے چھ کلمات محبوب ہیں نبیؐ نے فرمایا جب لوگ مشغول ہوں نفل عبادتوں میں تو تو مشغول ہو فرائض کو کامل کرنے میں اور لوگ مشغول ہوں عمل کی زیادتی میں تو تو مشغول ہو عمل کے اخلاص میں اور لوگ مشغول ہوں دنیا کی عمارت میں تو تو مشغول ہو اپنے باطن کے سنوارنے

اشتغلوا بتکثیر العمل فاشتغل انت باخلاص فی العمل وان الناس قد اشتغلوا بعمارة الدنیا فاشتغل انت بعمارة الآخرة وان الناس قد اشتغلوا باصلاح العلانیة فاشتغل انت باصلاح السر وان الناس قد اشتغلوا بعیوب الناس فاشتغل انت بعیوب نفسک وان الناس قد اشتغلوا برضی الخلق فاشتغل انت برضاء الخالق

پس ازین جمله معلوم و محقق و متیقن گشت که قوم حضرت مهدی علیه السلام در جمله امور دینی اخذ باحوط و اعلی و احسن و افضل و اولی می نمایند چنانچه ازین دلائل معلوم شد و قس علی هذا جمیع عباداتهم و معاملاتهم و تیقن بصدق مدعاهم اگر گوئی که چندین دلائل و فضائل از اول رساله تا آخره بر صدق مدعا مهدی علیه السلام و قوم او بظهور پیوست پس محل تعجب بر کسی که چندین حجج حق معلوم شوند انکار کند و دیده و دانسته حق پوشی کند ای برادر حسد و حب جاه و مال آن چنان رهزنانند که در کسی که راه یابند آن کس بیشک دیده و دانسته از حق انکار کند و حق سبحانه و تعالی ازین معنی در قرآن مجید بسیار جای خبر میدهد که مردم بعد از معلوم شدن حق دیده و دانسته در اختلاف و انکار افتادند بلکه دیگران را بباطل دعوت کردند قال الله تعالی ود کثیر من اهل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسهم من بعد ما تبین لهم الحق آمنا وصدقنا کما هو الآن بعینه حال (سیپاره ۱ رکوع ۱۳) المخالفین فی حق المهدی ودعوتهم الناس الی ترک تصدیقه وصدهم عن سبیل الحق وکما قال الله تعالی فبعث الله النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معهم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس

میں) اور لوگ مشغول ہوں لوگوں کی عیب جوئی میں تو تو مشغول ہو اپنے نفس کے عیبوں میں اور لوگ مشغول ہوں مخلوق کی خوشنودی میں تو تو مشغول ہو خالق کی خوشنودی میں پس اس تمام تحریر سے معلوم اور ثابت اور یقینی ہو گیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی قوم تمام دینی امور میں احتیاط عالیت احسن افضل اور اولی پر عمل کرتی ہے چنانچہ ان دلائل سے معلوم ہو گیا اسی پر ان کی تمام عبادتوں اور ان کے تمام معاملوں کا قیاس کر اور ان کے مدعا کی سچائی کا یقین کر اور اگر تو کہتا ہے کہ اتنے دلائل اور فضائل اول رسالہ سے آخر تک مہدی اور آپکی قوم کے مدعا کی سچائی پر ظاہر ہو چکے تو پس مقام تعجب ہے اس شخص پر جو اتنے دلائل حق کے معلوم ہوں اور انکار کرے اور جان بوجھ کر حق پوشی کرے۔ اے برادر حسد اور مال وجاہ کی محبت ایسے رہزن ہیں کہ جس کے اندر گھس جاتے ہیں تو وہ شخص یقیناً جان بوجھ کر حق سے انکار کرتا ہے اور اللہ تعالی اسی بات کے متعلق قرآن مجید میں اکثر مقامات میں خبر دیتا ہے کہ لوگ حق معلوم ہونیکے بعد جان بوجھ کر اختلاف اور انکار میں پڑ گئے بلکہ دوسروں کو بھی باطل کیطرف بلایا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ تم کو پھر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں دلی حسد کی وجہ سے اسکے بعد کہ ظاہر ہو چکا انکے لئے حق۔ آمنا وصدقنا۔ چنانچہ مہدی اور آپکی دعوت کے بارے میں آپکی تصدیق کو چھوڑنے اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے میں مخالفین کا حال بعینہ ایسا ہی ہے اور چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے اور اتارے انکے ساتھ سچی کتابیں تاکہ اللہ فیصلہ کرے لوگوں میں جس بات میں جھگڑا کریں اور نہیں اختلاف کیا اس میں یعنی حق میں مگر انہی لوگوں نے جن کو

فیما اختلفوا فیه وما اختلف فیه ای فی الحق الا الذین اوتوه ای الکتاب المنزل لازالة الاختلاف فازدادوا فی الاختلاف لما انزل علیهم الکتاب من بعد ما جاءتهم البینات المعجزات علی صدقه بغیا بینهم ای حسدا بینهم وظلما لحرصهم علی الدنیا وقلة انصاف منهم کذا فی المدارک وفی تفسیر تاویلات القرآن تحت هذه الآیة قال واما السفلیون الذین تمکنت فی طباعهم محبة الباطل وغلب علی قلوبهم الرین وطبع علیها وعمیت وزال استعدادهم بغلبة هواهم فازدادوا اختلافا وعنادا اذکانهم ما اختلفوا الا عند بعثتهم واتیانهم بالکتاب الذی هو سبب ظهور الحق والوفاق حسدا بینهم ناشیا من عند انفسهم وغلبة هواهم واحتجابهم واما العلویون الذین بقوا علی الصفاء الاصلی والاستعداد الاول فهداهم الله الی الحق وزال اختلافهم وسلکوا الصراط المستقیم وفی تفسیر لباب التاویل فی سورة الجاثیة تحت قوله تعالی فما اختلفوا الا من بعد ما جاءهم العلم معناه التعجب من حالهم وذالک لان حصول العلم یوجب ارتفاع الاختلاف وهنا صار مجئ العلم سببا لحصول الاختلاف وذالک لانه لم یکن مقصودهم من العلم نفس العلم وانما کان مقصودهم منه طلب الریاسة والتقدم ثم انهم لما علموا عاندوا واظهروا النزاع والحسد والاختلاف ودلائل این معنی در قرآن وکتب اسلامیه بسیار است

کتاب منزل دی گئی اختلاف دور کرنیکے لئے اور وہ لوگ اختلاف میں پڑ گئے جبکہ اتارا ان پر اللہ نے کتاب کو بعد اس کے کہ آئے ان کے پاس معجزات انکی سچائی پر ان کا یہ اختلاف انکے درمیان بغی کی وجہ سے تھا یعنے ان کے آپس میں حسد اور ظلم کی وجہ سے تھا یہ سبب انکے حرص ہونے دنیا کے اور بسبب انکی کمی انصاف کے اسی طرح تفسیر مدارک اور تفسیر تاویلات القرآن میں اس آیت کے تحت ہے مفسر نے کہا اور لیکن سفلی لوگ جنکی طبیعتوں میں باطل کی محبت مضبوط ہو گئی اور اور ان کے دلوں پر شک غالب اور نقش ہو گیا اور وہ دل اندھے ہو گئے اور انکے خواہش نفسانی کے غلبہ کی وجہ سے ان کی صلاحیت زائل ہو چکی خلاف اور دشمنی میں بڑھتے ہی گئے پس گویا کہ یہ لوگ باہم مختلف تو نہیں ہوئے مگر ان کے پاس اس کتاب کے بھیجنے کے وقت کہ وہ حق اور دوستی کے ظہور کا سبب تھی یہ بات آپس کے حسد سے تھی اور خواہش نفسانی کے غلبہ سے اور ان کے دلوں پر پردے پڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتی اور لیکن علوی (موحد) جو اصلی صفائی اور استعداد اول پر باقی رہے اللہ نے انکو حق کی ہدایت کی اور ان کا اختلاف زائل ہو چکا اور وہ سیدھی راہ پر چلے اور تفسیر لباب التاویل میں سورہ جاثیہ میں تحت قولہ تعالی فما اختلفوا الآیة (پس انھوں نے اختلاف نہیں کیا مگر بعد اسکے کہ آیا ان کے پاس علم) یہ لکھا ہے کہ معنا اسکے یہ ہیں کہ تعجب ہے انکے حال پر اور یہ اس واسطے کہ علم کا حصول اختلاف کو دور کرنیکا سبب ہوتا ہے اور یہاں علم کا آنا اختلاف کے حصول کا سبب بنا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ علم سے ان کا مقصود نفس علم نہ تھا اور صرف ان کا مقصود علم سے ریاست طلب کرنا اور پیشوائی حاصل کرنا تھا پھر انہوں نے جب علم حاصل کیا تو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور کشمکش حسد اور اختلاف کو ظاہر کیا اس معنی کے

ومراد کاتب اختصار است والحمد للہ علی
ما انعم علینا بالایمان بذاتہ المقدس
وبملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر
والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث
بعد الموت وباقرار ولایۃ جمیع الاولیاء ثم
اسبغ علینا نعمہ بما وفقنا لتصدیق المہدی
الموعود ابن سید عبداللہ ابن سید
عثمان ابن سید خضر ابن سید موسیٰ ابن
سید قاسم ابن سید نجم الدین ابن سید عبداللہ
ابن سید یوسف ابن سید یحییٰ ابن سید جلال الدین ابن
سید اسماعیل ابن سید نعمۃ اللہ ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر
صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین
ابن علی رضی اللہ عنہم اجمعین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ
واصحابہ اجمعین تمت الرسالۃ بفضل تعالیٰ
وحسن توفیقہ والحمد للہ رب
العالمین ـ

دلائل قرآن اور اسلامی کتب میں بہت ہیں اور کاتب کا مقصود
اختصار ہے اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس بات پر کہ
اس نے ہمکو اپنی ذات مقدس پر اور اپنے فرشتوں اور اپنی کتابوں
اور اپنے پیغمبروں اور یوم آخر اور اللہ تعالیٰ سے خیر و شر کی تقدیر
اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لانے اور تمام اولیا کی ولایت کے
اقرار کے انعام سے سرفراز کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمکو اپنی کامل نعمتوں
سے سرفراز کیا بسبب اس کے کہ اس نے ہمکو مہدی موعود بن سید
عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسیٰ بن سید قاسم
بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحییٰ
بن سید جلال الدین بن سید اسمٰعیل بن سید نعمت اللہ بن
امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام
زین العابدین بن امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین
کی تصدیق کی توفیق عطا فرمائی اور درود نازل کرے اللہ
اپنی خیر خلق محمد اور آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر۔ تمام
ہوا رسالہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حسن توفیق سے
اور تمام تعریف اللہ کیلئے جو عالمین کا رب ہے۔ المرقوم
۲۷ ذیحجہ ۱۳۶۵ھ

(طبع دوم)